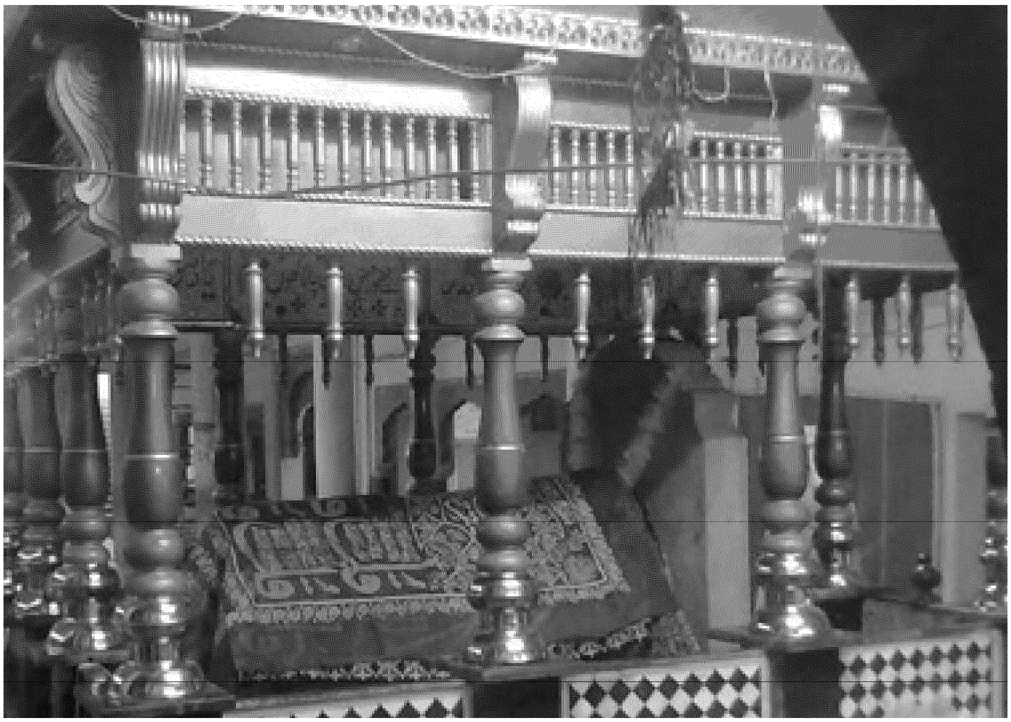
حضرت علامہ فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی مذہبی اور تصنیفی خدمات

(تحقیقی مقالہ)



نگران مقالہ:

پروفیسر ڈاکٹر شاہد حسن رضوی

مقالہ نگار:

محمد شہزاد قادری

ایم فل

شعبہ تاریخ

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

تو کریم ہے تو رحیم ہے تری ذات سب سے عظیم ہے
نہیں تجھ سا کوئی بھی دوسرا تو کبیر ہے تو علیم ہے
یہ لطافتیں یہ عنایتیں ہیں ترے کرم کی وضاحتیں
جو چمن میں ہے تو نسیم ہے جو گلوں میں ہے تو شمیم ہے
تو بعید ہے تو قریب ہے تو مجیب ہے تو حبیب ہے
تو حرارت دل عاشقاں تو نشان عقل سلیم ہے
تو ہے رازداں سبھی بات کا تو ہے رنگ بزم حیات کا
کہیں شان خلق محمدی کہیں حسن نطق کلیم ہے
تو حبیب بھی تو حفیظ بھی تو رحیم بھی تو کریم ہے
تو بشیر ہے تو نصیر ہے تو کبیر ہے تو حلیم ہے
تو مرے خیال کے گلشنوں میں بسا مثال شمیم ہے
تو مرے یقین کی وسعتوں میں خرام موج نسیم ہے
ہے دعائے بسمل نیم جاں کہ مری خطاؤں کو بخش دے
ہے مجھے تو تیرا ہی آسراتو حلیم ہے تو رحیم ہے

نعت رسول مقبول ﷺ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
مدینے کے خطے خُدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے
میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے اوہ جانے والے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

قاسمِ عرفان علم حقیقت کے نام

فیض ملت فیض دیں فیضان شاہ احمد رضا
عاشق غوث الوریٰ اے نائب احمد رضا
آنے والے ہر محقق کا حسیں عنوان ہے
تیری خدمات وفا اے نائب احمد رضا
گلشنِ اسلام کے سب طوطیان علم و فن
بولتے ہیں مرحبا اے نائب احمد رضا
عقل جب حیراں ہوئی تیرے صحائف دیکھ کر
بول اُٹھی صد مرحبا اے نائب احمد رضا
تیرے اشہبِ قلم کی دیکھ کر جولانیاں
رشک کرتا ہے جہاں اے نائب احمد رضا
دین حق کی ترجمانی کے لئے مصروف تھے
قلم صبح و مسا اے نائب احمد رضا
عزم و ہمت سے عبارت تھے تیرے ایام زیست
صاحب صبر و رضا اے نائب احمد رضا
قصر نجدیت میں ہر دم زلزلے آنے لگے
جب قلم تیرا چلا اے نائب احمد رضا
کپکپا اُٹھتے تھے تیرے نام سے اعدائے دیں
اے غلام مرتضیٰ اے نائب احمد رضا
علم کے میدان میں تحقیق کے ہر گام میں
حق ادا تو نے کیا اے نائب احمد رضا
جو میرے احمد رضا کے خواب کی تعبیر ہے
وہ سنیت کا رہنما اے نائب احمد رضا
جو میرے سردار احمد کی حسیں تصویر ہے
وہ صاحب نور و ضیاء اے نائب احمد رضا
احمد رضا اسلاف کے کردار کی تصویر ہے
اور تو اس کی ضیاء اے نائب احمد رضا
تو ببانگِ دھل یہ اعلان اب اعجاز کر
سید و سردار ما اے نائب احمد رضا

ابو محمد اعجاز احمد القادری الرضوی

انتساب

اپنے پیرومرشد حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ کے نام جن کے فیض سے مجھے علمائے اہلسنت کی محبت نصیب ہوئی

۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔

والدین کے نام جن کے طفیل مجھے زندگی ملی

۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔

اساتذہ کے نام جن کی توجہ، شفقت اور دعاؤں سے میں لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا

۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔

مادرِعلمی کے نام جس نے تعلیمی اور تحقیقی سہولیات فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا

۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔

ان تمام لوگوں کے نام جن کی تحریر و تصنیف میرے مقالے کا حوالہ بنی

۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔

اور اپنے ان تمام دوستوں کے نام جن کی معاونت ہر مشکل میں شاملِ حال رہی

اللہ ان سب کو صحت و عافیت سے رکھے۔ (آمین)

حفظهم الله و رعاهم فجزاهم الله عنی احسن الجزا

اظہار تشکر

سب سے پہلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس کی حمد وثناء اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور علم کی دولت سے نوازا، لفظ کن سے تمام جہانوں کو پیدا فرمایا اور ہمیں ایسا پیغمبر عطا فرمایا جس کی شان رحمۃ اللعالمین ﷺ اور ذات سراج منیر ہے اور ہم پر یہ احسان عظیم کیا کہ ہمیں اس نبی ﷺ کی امت میں پیدا کیا جن کے صدقے سے اللہ تعالیٰ نے ایمان وقرآن کریم کی دولت سے سرفراز فرمایا اور درود وسلام ہوں حضرت محمد ﷺ پر جن کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں ان اُولوالعزم صحابہ کرام، صحابیات واھل بیت (رضوان اللہ علیھم اجمعین) پر جو نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دین حق کی اشاعت میں رسول اللہ ﷺ کے دست راست بنے اور اپنے جان ومال کی قربانیاں دے کر دین حق کی حفاظت کی اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنایا اور مکمل نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اس کے بعد میں اپنے نہایت ہی شفیق اور محترم استاذ پروفیسر ڈاکٹر شاہد حسن رضوی صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی نگرانی، قابل قدر رہنمائی، ہمدردانہ ور پرخلوص معاونت، کام کرنے کے دوران خندہ پیشانی سے میری غلطیوں کی نشاندہی اور تصحیح فرماتے رہے۔ استاذ محترم کی پرخلوص معاونت اور حوصلہ افزائی کے سبب ہی میرا تحقیقی مقالہ مکمل ہوا۔ اور اپنے تمام اساتذہ کرام کا بھی شکر گزار ہوں جن کی محنتوں اور دعاؤں سے میں اپنے علمی سفر کو پایہ تکمیل تک پہنچا پایا۔

میں اپنے والدین کا بھی شکر گزار ہوں جن کی کاوشوں، ہمدردیوں، مہربانیوں اور بالخصوص دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میں نے علمی میدان کو کامیابیوں کے ساتھ طے کیا۔ میں محترم فیاض احمد اویسی صاحب کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اپنی لائبریری استعمال کرنے کے ساتھ اس مقالے کی تکمیل میں میری معاونت فرمائی اور ان کی دعائیں ہر قدم میرے ساتھ رہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام ہستیوں کو جزائے خیر، درازئ عمر، محبت کاملہ اور زندگی کے ہر میدان میں کامیابی اور سعادت دارین عطا فرمائے۔ آمین

محمد شہزاد قادری

فہرست

مقدمہ

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے وہ اپنی ذات میں، صفات میں تنہا ہے بے مثال ہے لاجواب ہے اسی کیلئے ہر کمال ہے اسی کی ذاتِ مقدّس کو ہر خوبی شایاں ہے وہ ربِ قدیر ہر کمال وخوبی کا جامع ہے وہی پروردگارِ عالَم ہے وہی خالق و مالکِ کائنات ہے تمام اشیاء اسی کے کرم سے موجود ہیں وہی سب کا بنانے والا ہے اس کے ارادے سے ہی ہر شئ نے وجود پایا جب تک وہ چاہے گا زندگی کی رونقیں اشیاءِ کائنات میں جلوہ گر رہیں گی جب وہ چاہے گا اشیاء عالَم کو موت کی آغوش سے ہم دوش کردے گا انہیں وجود کی دنیا سے نکال کر دوبار''پردۂ عدم'' میں ڈال دے گا۔

اسی کے زیرِ قدرت کائنات کا نظام بغیر کسی فساد کے رواں دواں ہے، وہی احکم الحاکمین ہے وہ ذات پاک ہے وہ تمام عالم سے بے نیاز ہے وہ اکیلا ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ کوئی اس سے، نہ ہی کوئی اس کا ہمسر و برابر ہے وہی ذات لائقِ حمد وثناء ہے۔ تمام جہانوں میں وہی اس بات کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اسی کو معبود مانا جائے اسی کو مسجود مانا جائے اسی کی بارگاہ میں اپنی جبینوں کو جھکایا جائے اسی سے امداد و استعانت طلب کی جائے اسی سے اپنے دکھ درد کا اظہار کر کے اپنے غموں کا مداوا کیا جائے۔ کیونکہ بس! وہی ہے جو اپنے مظلوم بندوں کی صداؤں کو سنتا ہے۔ پھر اپنے فضل وکرم سے مظلوموں کو ظالموں کے ظلم وستم سے رہائی دیتا ہے اس کی بارگاہ سے کوئی بندہ نامراد و ناکام نہیں لوٹتا جو بھی اس کا بندہ اسے پکارے تو یہ مالک ومولیٰ اپنی شان کے موافق اسے جواب عنایت فرماتا ہے۔ یعنی کسی کی آہ وبکا، فریاد وگریہ وزاری اس کی بارگاہ سے ناشاد و نامقبول نہیں ہوتی۔

خالقِ لم یزل نے کائنات کی کسی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ بامقصد پیدا فرمایا ہے جن وبشر ہوں یا نباتات وجمادات، ہم پر سائبان بننے والا آسمان ہو یا بستر بننے والی زمیں، پھلوں کو پکانے والا سورج ہو یا پھلوں میں مٹھاس ڈالنے والا چاند، تلاشِ رزق کے لئے دن ہو یا راحت وسکون کیلئے رات، کائنات میں معمولی فرد ہو یا غیر معمولی، کائنات ارضی میں انسان معمولی نہیں بلکہ غیر معمولی فرد ہے۔ اس کو خالقِ کائنات نے تمام مخلوقات میں سے اشرف بنایا ہے ،، ولقد کرمنا بنی آدم،، ﴿سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۰﴾ کا عظیم الشان تاج سر پہ سجایا ہے۔ مولائے کائنات نے فرشتوں سے فرمایا،، انی جاعل فی الارض خلیفۃ،، ﴿سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰﴾ میں کائناتِ ارضی میں اپنا خلیفہ نامزد کر رہا ہوں، تو فرشتوں نے عرض کیا،، اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدمآء،، ﴿سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰﴾ خدایا کیا تو اُس کو خلیفہ بنا رہا ہے جو زمین میں فتنہ وفساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ فرشتوں نے غلط نہیں کہا تھا اس لئے ان کو جھٹلایا نہ گیا بلکہ ایک آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا علم ودانش کی آزمائش اور اس آزمائش میں مبتلا کر کے بتلا دیا گیا کہ خلافت وحکومت کے لئے صرف نیکی و پارسائی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے بصیرت وبصارت اور علم ودانش کی بھی ضرورت ہوتی ہے ہر جاہل وغبی اس لائق نہیں کہ اس کو خلافت جیسی عظیم زمہ داری تفویض کر دی جائے بات معقول ہے چھوٹے سے چھوٹے عہدے کیلئے بھی ہم انسانوں کا وزن کرتے ہیں، امتحانات ہوتے ہیں، آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے، کچھ ناکام ہوتے ہیں اور کچھ کامیاب، تب جا کر زمہ داری سپرد کی جاتی ہے جب طریقہ کار یہ ہے اور بہت معقول طریقہ کار ہے تو پھر خلافت جیسی عظیم زمہ داری، علم ودانش کے بغیر کیسے سپرد کی جائے اسی لئے علامہ اقبال نے ایک مغربی مفکر کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا تھا اور غالبًا اسی مشاھدے اور خیال کے تحت کہا تھا

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

مگر جب خالقِ کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو علم ودانش کی ترازو میں اِن کو تولا گیا اور اس طرح فرشتوں کو خاموش کیا گیا۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر جو فضیلت حاصل تھی وہ علم کی وجہ سے تھی اور علماء کرام بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں تو علم کے لحاظ سے ہیں اور ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے امت کی اصلاح اور دینِ متین کی اشاعت کے لئے علماء ربّانیین کو منتخب فرمایا اُن علماء ربّانیین میں

سے ایک مفسرِ اعظم پاکستان فیض ملت مصنف کُتب کثیرہ اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی صاحب علیہ الرحمہ کی ذاتِ مبارکہ بھی ہے جو ہر محاذ پر سرفہرست ہے۔تفسیر ہو یا حدیث ،تدریس ہو یا تصنیف،تقریر ہو یا مناظرہ ،فقہ ہو یا منطق ،کُتب عربیہ کا ترجمہ ہو یا حدائق بخشش کی شرح ، کُتب مشکلہ کی سہل شرح ہو یا کُتب مطولہ کی تلخیص ہر میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ماضی قریب میں اگر نظر کی جائے تو اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کو یہ انفرادی خصوصیت حاصل ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر پندرہ سو (۱۵۰۰) سے زائد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں اور عصرِ حاضر میں آپ کے شیفتہ و فریفتہ علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی علیہ الرحمہ نے اعلیٰحضرت کے فیض سے پانچ ہزار سے (۵۰۰۰) سے زائد کُتب و رسائل تصنیف کر کے اعلیٰحضرت قدس سرہ کی یاد تازہ کر دی۔

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی
خورشید علم اُنکا درخشاں ہے آج بھی

آپ نمود و نمائش،سمعہ و ریا کاری سے اپنا دامن بچاتے ہوئے خُلوص للّٰہیت کیساتھ دین قیم کی ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہے۔تا قیام قیامت میدانِ علم کے شہسواروں میں آپ کا نام مثلِ شمس تابندہ رہے گا۔

فضائل علماء کرام

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمایا اور اسے تمام مخلوقات میں سب سے افضل و برتر مقام بخشا یعنی اسے ''اشرف المخلوقات'' کیا پھر ان انسانوں میں بھی بعض کو بعض پر فوقیت عطا کی۔ جن مقدّس اشخاص کو چاہا انہیں منتخب فرما کر نبوت و رسالت کی نعمت وعظمت سے مشرف کیا اور دیگر تمام مخلوقات میں ان حضرات کو شرف و بزرگی کے منصبِ عظیم پر فائز کیا اور ان تمام انبیاء و مرسلین کا سردار حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کو بنایا۔

جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء و مرسلین کا سردار بنایا اسی طرح آپ ﷺ کے طفیل اس اُمتِ محمدیہ کو بھی تمام اُمتوں سے افضل و اعلیٰ بنا کر تمام اُمتوں کا سردار کیا۔ قرآن وحدیث میں بے شمار مقامات پر اس اُمت کی فضیلت و بزرگی، عظمت و شرف اور مقام و منزلت کو نہایت احسن طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔

قرآن کی روشنی میں۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

ترجمہ ﴾ ''تم بہتر ہو سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو''۔

(سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۱۱۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اُمت محمدیہ کی بہتری و بزرگی کو بیان کیا ہے تو جس طرح اُمتِ محمدیہ تمام اُمتوں سے افضل ٹھہری اسی طرح اُس کے افراد بھی دیگر اُمتوں سے افضل و اعلیٰ ہوئے۔ اُمتِ محمدیہ اپنے عموم کے اعتبار سے تمام اُمم سابقہ پر فضیلت رکھتی ہے اور خصوص کے اعتبار سے اس کے بعض افراد کو ایک خاص شرف و مرتبت دیگر اُمتوں کے افراد پر اور اُمت محمدیہ کے افراد پر حاصل ہے۔

یہ بعض اشخاص کون ہیں؟ کہ جن کو سابقہ اُمم پر فضیلت کے ساتھ ساتھ اس اُمت محمدیہ کے افراد پر بھی فوقیت حاصل ہے تو اس بارے میں قرآن وحدیث کی واضح نصوص اس بات کا جواب دیتی ہیں کہ وہ مقدس، بابرکت، باسعادت اشخاص ''علماء اسلام''، ''علماء ربانین'' ہیں۔

علماء کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندوں میں سے ہیں۔ انبیاء و مرسلین کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہِ عالی میں علماء اسلام کا بہت بڑا مرتبہ و مقام ہے ان کے مقام و رفعت کا دلنشین بیان اس آیت میں ملاحظہ فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

ترجمہ ﴾ ''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول (ﷺ) کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں''

(سورۃ نساء، آیت نمبر ۵۹)

اکثر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ''اُولی الامر'' سے مراد ''علماء اسلام'' ہیں تو اب غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنی اور اپنے رسول ﷻ و ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ہی علماء اسلام کی اطاعت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت مبارکہ کا انداز و اسلوبِ بیان ہی علماء اسلام کی رفعت و بلندی کو واضح و اکمل طریق سے بیان کر رہا ہے۔

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

ترجمہ ﴾ اللہ تعالیٰ تمہارے، ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

(سورۃ المجادلہ، آیت نمبر ۱۱)

حدیث کی روشنی میں۔۔۔۔

عن انس بن مالک ص قال قال رسول اللہ ان مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء یھتدی بھا فی ظلمات البر و البحرفاذا انطمست النجوم اوشک ان تضل الھداۃ.

ترجمہ﴾ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علمائے کرام زمین میں ان ستاروں کی طرح ہیں جن کے ذریعے بحروبر کے اندھیروں میں راہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور اگر ستارے غروب ہوجائیں تو قریب ہے کہ (مسافروں کوراستہ دکھانے والے) راہ نما بھٹک جائیں (یعنی علماء کرام نہیں ہوں تو عوام گمراہ ہوجائے)۔

مسندامام احمد بن حنبل، (جلد۳،صفحہ۱۵۷)

الترغیب والترہیب، **باب فی فضل العلماء** (جلد۱،صفحہ۶۰)

اقوالِ اکابرین کی روشنی میں۔۔۔

قال امیر المؤ منین عمر بن الخطاب ص موت الف عابد قائم الیل صائم النھارأھون من موت عالم بصیر بحلال اللہ وحرامہ.

ترجمہ﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو عبادت کے لئے قیام کرنے اوردن کو روزہ رکھنے والے ایک ہزار عبادت گزاروں کی موت ایک ایسے عالم کی موت کے سامنے ہیچ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کی سمجھ رکھتا ہو۔

احیاء العلوم الدین، **باب فضیلۃ التعلم** (جلد۱،صفحہ۱۶)

ماقبل آیاتِ مقدسہ، حدیثِ مبارکہ اور قولِ صحابی کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ علم والوں کو یعنی علماء اسلام کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضیلتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔علم ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے سے انسان ذلت ورسوائی اور گمراہی وناآشنائی سے نکل کر عزت وجاہ حشمت کی سعادتوں کو پالیتا ہے تو جو شخص علم سے خالی رہا تو وہ اپنے مقصدِ تخلیق سے عاری رہا اور جس نے اسے حاصل کیا تو اس نے درحقیقت اپنے مقصدِ تخلیق کو پالیا۔

فضائل ومناقب کا یہ سلسلہ اس قدر طویل ہے کہ آج تک ہزاروں صفحات پر لاکھوں تحریرات ثبت ہوچکی ہیں مگر پھر بھی ایسا لگتا ہے کہ جیسا کہ ابھی تشنگی کی تسکین نہیں ہوئی اوران مناقب کی مثال ایک گہرے سمندر کی ہے اس میں ماہر خواص جس قدر اس سمندر کی گہرائیوں میں اُترتے چلے جائیں گے اسی قدر جواہرات ونوادرات برآمد ہوتے جائیں گے۔ بقول شاعر:

ذراسی بات تھی اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھادیا ہے فقط زیب داستاں کے

عرضِ محقق۔۔۔

آج کل مسلمانوں میں علمی دنیا میں جوافسردگی اورعزائم ومقاصد میں جو پژمردگی چھائی ہوئی ہے اسے دیکھ کر بہت مشکل سے یہ باور ہوتا ہے کہ کبھی ہم میں ایسے لوگ بھی تھے جوعلم کی دھن میں براعظم اور سمندروں کا طے کرنا۔ ہزاروں میل پیدل چلنا اوراساتذ ۂعلم کی خدمت میں حاضر ہونا بڑی سعادت جانتے تھےاور تحصیلِ علم کا حق ادا کرتے تھے۔مگر یہ تو ہمارے اسلاف کی حالت تھی ہماری حالت تو زبوں سے زبوں تر ہوتی چلی جارہی ہے۔اب ہم میں صرف اس کمال کی باتیں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ جب سے ہم نے علم کی محبت کو دل سے نکال دیا اوراسکی تحصیل میں کوششیں چھوڑ دیں تو نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے مخالفین نے اسے اپنالیا اور آج وہ لوگ جو کہ کل تک ہماری غلامی میں تھے خود حاکم بن بیٹھے مسلمانوں کی خستگی کی بنیادی وجہ اپنے اسلاف کی پیروی سے روگردانی اورعلم دوستی سے دوری ہے اگر آج بھی ہم اس کھوئے ہوئے کمال کو پالیں تو عروج وترقی کے فاصلے ہم سے زیادہ دورنہیں۔

اگر سچی لگن سے اس مقام تک پہنچ گئے تو وہ دن دورنہیں کہ ایک بار پھر پوری دنیا میں مسلمانوں کی ہیبت وعظمت کا پرچم ہرسولہرائے گا۔آج بھی اگرمخالفین کے کتب خانوں میں جا کر دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ ان کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں سارا کا سارا علمی اثاثہ مسلمانوں کا ہے۔لندن لائبریری اور آکسفورڈیونیورسٹی وغیرہ میں آج بھی ہمارے اکابرین کے مخطوطات وکتب کا ذخیرہ موجود ہے۔جس سے وہ لوگ بھر پور استفاضہ کررہے ہیں کیونکہ ہم نے اپنے آئمہ واکابرین کی علمی میراث کو نہ سنبھالا اور رفتہ رفتہ وہ تمام گوشہ گم نامی میں چلی گئی۔ اگران کی قدر ہوتی ،حفاظت کی جاتی تو آج علمی دنیا میں ہمارا ابھی ایک مقام ہوتا۔دورِقریب میں امام اہلِ سنّت الشاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ان کی کتابوں کے بارے میں سوانح نگاروں نے ایک ہزار کی تعداد کو بیان کیا ہے مگر فی الوقت وہ ایک ہزار کہاں گئیں کچھ پتانہیں سوائے چند کے بقیہ تمام یا تو حوادثاتِ زمانہ کی نظر ہوگئیں یا پھر دیمک کی نظر۔آج ہمارے مخالفین اعلیٰ حضرت پراعتراض کرتے ہیں کہ وہ علمِ حدیث سے عاری تھے۔وغیرہ وغیرہ اگر چہ یہ ان کی تعصب پرستی پر مشتمل ہے۔لیکن اعلیٰ حضرت کی اگرعلمِ حدیث پر مشتمل تصانیف شائع ہوجاتیں اور یہ مخالفین اسے دیکھ لیتے تو یقین جانیئے یہ اپنی حدایث دانی بھی بھول جاتے اورامام احمد رضا کی فقاہت وامامت کوتسلیم ضرور کرتے۔

الغرض اگر ہمارا یہی طریقِ زندگی رہا تو ہم اس کا خمیازہ کس طرح برداشت کریں گے یہ کہنا اورانداز ہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ ہمارے اکابرین بالخصوص حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی تصنیفی خدمات کو منصۂ شہود پر لائیں اور دینِ متین کی ترویج واشاعت میں ایک گراں قدر باب کومعرضِ وجود میں لائیں تا کہ جوعلمی نقصان ہو چکا اس کی تلافی ہو سکے۔

تیرے علمی کارناموں نے بخشا ہے تجھے دوام
آبِ زریں سے لکھ رہا ہے آج مؤرخ تیرا نام

جھگڑتے آئے ہیں برسوں سے بس یہ دشمنانِ دیں
قدم ملنے نہیں پائے عزیمت فیض احمد کی
عمر بھر فیض احمد، دینِ احمد کو نہیں بھولے
مگر دین بھی نہیں بھولے گا خدمت فیضؔ احمد کی

باب 1

حضرت علامہ فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہٗ

من ورخ مومنا فکانما احیاء

جس نے کسی مومن کے حالات کو تحریر کیا تو گویا اس نے اسے زندہ کر دیا (کشف الظنون)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہبری کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) انبیاء کرام کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت منقطع ہو گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ اس دنیا میں خاتم النبیین بن کر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی ورسول کو حالات حاضرہ، وقت اور قوموں کی مناسبت سے معجزات مبارکہ عطا فرمائے اور اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جامع المعجزات بنا کر اس دھرتی پر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے معجزات طیبہ آپ کی امت کے اولیاء کرام اور مشائخ عظام کو بطور کرامات عطا فرمائے گئے تا کہ ان قدسی صفات کو ذواتِ بابرکات اہل ایمان کے لیے مشعل راہ بن جائیں۔ چنانچہ چودہ سو سالہ (1400) تاریخ اس بات کی شاہد وعادل ہے کہ ہر ہر زمانے اور ہر ہر علاقے اور ہر ہر رنگ ونسل کو راہنمائی کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی جماعت اور دین مبین کے سچے اور بے لوث سپاہیوں کی فوج ظاہر ہوتی رہی اور اپنے اخلاق، کردار اور اطوار سے پر رونق ماحول اور اچھی سوسائٹی کی راہ ہموار کرتی رہی۔ مغرب کا یہ کہنا کہ اسلام تلوار اور طاقت کے زور پر پھیلا یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے بلکہ اسلام کی روشنی ان ہی صوفیہ کرام کی کرامات اور علماء حقہ کے علم وہنر کی بدولت پھیلی اور خوب پھیلی۔ اس عظیم الشان جماعت میں ایک قد آور شخصیت جو کہ عالمِ اسلام کی نامور اور ہر دل عزیز شخصیت تھی جس نے تنِ تنہا اس قدر کام کیا جو ایک فعال تنظیم اور منظّم گروہ کا کام تھا یعنی اپنی حیات مبارک میں پانچ ہزار (5000) سے زائد کتب ورسائل کی تحریر وترتیب وتراجم و حواشی جو کہ اردو خواں طبقہ کو دین وحکمت سے روشناس کرانے میں معاون ثابت ہو رہا ہے سرانجام دیا اس سے میری مراد حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ آپ نے نہایت برق رفتاری سے تصنیف وتالیف کے محاذ پر کام کیا۔ آپ کو صاحب تصانیف کثیرہ، مفسر، محدث، مولف، محقق، مترجم، شارح، مناظر، مدرس، شیخ طریقت، واعظ اور ایک مصلح کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یقیناً آپ جہاد بالقلم کے غازی ثابت ہوئے ہیں موضوع خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو، عام فہم اور آسان انداز میں پیش کرنا آپ کا خاص وصف تھا، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے محبت وشفقت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ نہایت حلیم الطبع، خلیق مزاج اور پیکر مہر ومحبت تھے، صابر وشاکر اور عجز وانکسار کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو ''مدینے کا بھکاری'' لکھا اور اسی پر فخر کیا، حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت سے کئی بار بہرہ ور ہوئے اور دنیا بھر میں جا کر ''پیغام محبت'' پہنچایا، پھر بھی آپ کو قرار نہ آیا اپنے جذبات کو صفحہ قرطاس پر لائے۔ ماہنامہ فیض عالم جاری فرمایا اور آخر دم تک قلم چلایا۔ کاش کوئی صاحب قلم آپ کی قلمی فتوحات پر قلم اٹھاتا تو دنیا کو معلوم ہوتا کہ حضرت اویسی واقعی فیض ملت اور جہاد بالقلم کے غازی تھے۔

علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی زندگی کا آغاز محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ جیسی شخصیت کی آغوش میں ہوا جس کی بدولت علم و حکمت کا وہ دھارا جو امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات سے حضرت مولانا حامد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے ذریعے مولانا سردار احمد قادری تک پہنچا تھا حضرت مولانا فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات میں سرایت کر گیا، پھر کیا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ نہر علم، بحر علوم کی شکل اختیار کر گئی۔ نگاہ میں اثر، زبان میں تاثیر، اور قلم میں روانی آتی چلی گئی؛ مسند تدریس کو زینت بخشی تو اکناف پاک وہند سے متلاشیان علم کا ایک سیلاب امنڈ پڑا؛ حق وباطل کے درمیان خط امتیاز کے لئے کمان مناظرہ سنبھالی تو شیر رضا کی چنگھاڑ اور محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کی خوشہ چیں کی للکار سے باطل کا کلیجہ ہل گیا ؛ تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا تو نوک قلم سے نکلے ہوئے گوہر آبدار نے اہل اسلام کی آنکھیں ٹھنڈی اور روشن کر دیں، باطل قوتوں کے سینوں میں شمشیر سنان بن کر غار بناتے چلے گئے

حضرت مولانا فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ نہایت ہی سادہ طبیعت آدمی تھے آپ کا شمار برصغیر کے بڑے مصنفین میں ہوتا ہے آپ نہایت ہی متقی تھے نام ونمود اور شہرت کا سایہ بھی آپ سے کوسوں دور تھا آپ کی تحریر کردہ کتب ورسائل کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے جو کہ قرآن، حدیث، شروحات، فقہ، عقائد، تصوف، مسائل، سائنس، معاشیات، تعلیم وتربیت اور دیگر عنوانات پر ہیں شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جسے مفتی صاحب نے تشنہ چھوڑا ہو ہر عنوان پر آپ نے قلم اٹھایا۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۷)

خاندانی پس منظر

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی بن مولانا نور احمد بن مولانا حامد بن کمال قوم لاڑ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوصالح آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ہے آپ نسبتاً عباسی، مسلکاً حنفی، مشرباً اویسی، قادری رضوی ہیں حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا سلسلہ نسب عمِ مصطفیٰ ﷺ حضور سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے اور یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے اور آج مفسرِ قرآن اور عالم باعمل ہونے میں اس خاندانی نسبت کا بھی بہت بڑا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب آپ کے جد بزرگوار حضرت امام المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں تو ان کی قرابت کے فیض سے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے علومِ اسلامیہ کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے خاندان میں شروع ہی سے اسلام پر جانیں قربان کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

(محمد فیض احمد اویسی، فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ تفسیر روح البیان مترجم، ج 1، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، ص 12)

مولانا محمد حامد رحمتہ اللہ علیہ نے درس نظامی کی کتب پڑھنی شروع کی مگر خاندانی مصروفیات کی وجہ سے صرف فارسی کتب پڑھ سکے اور خاندانی ذریعہ معاش کھیتی باڑی میں مصروف ہو گئے آپکے والد محترم حضرت مولانا میاں نور احمد رحمتہ اللہ علیہ بھی صرف فارسی کتب ہی پڑھ سکے چونکہ اُس دور میں فارسی زبان کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ پہلے پاک وہند میں سرکاری زبان فارسی تھی مگر انگریز نے آکر انگلش زبان کو سرکاری قرار دیدیا۔

مولانا فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کی دینی وملی خدمات

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت علامہ مولانا میاں نور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے برادر اکبر مولانا الٰہی بخش صاحب نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر محاذ پر ہندو اور سکھوں کا مقابلہ کیا۔ قیام پاکستان کے وقت علامہ اویسی کی عمر مبارک ۱۵ سال تھی۔ ریاست بہاول پور کے ضلع رحیم یار خان میں تحریک قیام پاکستان کی راہ ہموار کرنے کے لئے آپ نے اپنے نوجوان ساتھیوں سے مل کر بہت کام کیا۔ آپ کے والد محترم اور برادر دوقومی نظریہ کے زبردست حامی تھے کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ ملک ہونا چاہیے جہاں وہ اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرسکیں اس طرح سب مسلمانوں کی کوششوں اور دعاؤں کے نتیجے میں ملک پاکستان معرض وجود میں آیا اور الحمدللہ آج پاکستان پوری دنیا کے مسلم ممالک کے لئے ایٹمی قوت کے اعتبار سے امام کی حیثیت رکھتا ہے۔

(ماہنامہ فیض عالم، اگست 2014ء، محمد فیض احمد اویسی، ضامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

ولادت

علامہ فیض احمد اویسی 1351ھ بمطابق 1932 کو ضلع رحیم یار خان کے ایک چھوٹے سے گاؤں کنلاں میں پیدا ہوئے جس کی پسماندگی کا یہ عالم تھا کہ گردوپیش کے لوگ اس کے نام سے بھی واقف نہ تھے لیکن علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے دم قدم سے اس گاؤں کی شہرت پاکستان بھر میں تو کیا دنیا بھر میں پہنچ کر رہی اس گاؤں کا موجودہ نام فیض ملت نے مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ اور اپنے دادا مرحوم مولانا محمد حامد علیہ الرحمہ کی نسبت سے حامد آباد

تجویز فرمایا ہے۔اب یہی نام عوام میں رائج اور مشہور ہو چکا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ ایک عالم باعمل اور صوفی باصفا کی زبان سے جاری ہوا ہے۔ربِ کریم عزوجل نے اس بابرکت نام کو خلعتِ مقبولیت سے نوازتے ہوئے زبانِ خلق پر جاری فرمایا۔

(محمد اعجاز اویسی، مظلوم مصنف، حصہ اول، غیر مطبوعہ، ص ۹)

ابتدائی تعلیم

علامہ اویسی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا نور احمد اویسی صاحب علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔تقریباً پانچ سال کی عمر میں والد صاحب سے دو سال میں ناظرہ قرآن مجید مکمل کر کے اپنے قریبی قصبہ ترنڈہ میر خان کے اسکول میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں پرائمری کی پانچ جماعتیں پاس کیں۔والد ماجد کی تمنا کے مطابق حافظ جان محمد صاحب قریہ کنلاں کے پاس حفظِ قرآن کرنے کے لئے بھیجا۔ڈیڑھ سال تک صرف آٹھ پارے حفظ ہو سکے چوں کہ ان کے ہاں مستقل تعلیم کا انتظام نہیں تھا بنا بریں وہاں سے خانقاہ حضرت جیٹھہ بھٹہ نزد خان پور کٹورہ کے مدرس حضرت مولانا حافظ سراج احمد علیہ الرحمہ کی خدمت میں جا پہنچے۔ڈیڑھ سال میں اُن کے پاس اٹھارہ پارے حفظ ہو سکے۔پچیس پارے حفظ ہونے کے بعد وہاں سے حضرت محبوب الٰہی خواجہ خدا بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نگری خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاولپور حضرت حافظ غلام یٰسین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری دی اور ۱۹۴۷ء میں مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا اور پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے خان پور کٹورہ میں پہلی بار تراویح میں مکمل قرآن مجید سنایا اور اسی ماہ مقدس کی ۲۷ ویں شب کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔

حفظ القرآن کی نعمت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفظ القرآن کی نعمت سے نوازا تھا۔رمضان المبارک ۱۹۴۷ء میں آپ نے پہلی مرتبہ نماز تراویح میں قرآن پاک کا ختم خانپور کٹورہ ریلوے اسٹیشن سے ملحق مسجد مستری کمال الدین والی میں سنایا پھر زندگی بھر جب تک صحت قائم رہی رمضان المبارک میں تراویح میں کئی ختمات قرآن پاک کرتے رہے منزل نہایت ہی پختہ تھی۔

آغاز درس نظامی

حضرت مولانا فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان دیہات میں رہتا تھا اس لیے خاندان میں کوئی بڑا نامور عالمِ دین نہیں بنا، نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے موجد اعلیٰ مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نے دینی علوم پڑھنے شروع کیے لیکن گھریلو مصروفیات کی وجہ سے وہ صرف چند فارسی کتب ہی پڑھ سکے۔اُن کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت مولانا میاں نور احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی خاندانی مصروفیات کی وجہ سے صرف فارسی ہی پڑھ سکے۔مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کئی بیٹے پیدا ہوئے مگر اُن میں سے صرف دو ہی زندہ رہے اور باقی سب اللہ تعالیٰ عزوجل کو پیارے ہو گئے۔قبلہ اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی مولانا الٰہی بخش صاحب اپنے والد کے موروثی امور کے وارث بنے جبکہ دوسرے صاحبزادے کو دنیا فیض ملت مفسر اعظم پاکستان مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ستمبر ۱۹۴۷ء میں درس نظامی کی کتب پڑھنے کا آغاز کیا صرف ایک سال کے اندر فارسی کی متعدد کتب حضرت علامہ مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ترنڈہ محمد پناہ میں پڑھیں جن میں سے کریما، نامِ حق، پند نامہ، بدائع منظوم، گلستان، بوستان، یوسف زلیخا، سکندر نامہ، اور مثنوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔آپ فارسی کی کتب کی فارسی میں ترکیب پر بڑی مہارتِ تامہ رکھتے تھے اور فارسی اشعار اس طرح یاد تھے جیسے حافظِ قرآن کو سورۃ فاتحہ یاد ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا قوی حافظہ عطا فرمایا تھا۔

(مفتی عبد الرحمٰن نقشبندی کہروڑ پکا، مقالہ حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی، غیر مطبوعہ)

اعلیٰ تعلیم کیلئے مختلف مدارس کا سفر

مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے ۱۹۴۸ء کے اواخر میں صرف ونحو کا آغاز مولانا پیر خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (ضلع رحیم یار خاں کے گاؤں پائی آہنہ) حاضر ہو کر کیا اور بڑی محنت کے ساتھ ابتدائی کتب پڑھیں مختصر معلومات کے مطابق شرح جامی، ہدایہ، مختصر المعانی، حسامی، جلالین وغیرہ کتب تک اکتساب فیض کیا۔ اور اسکے بعد کچھ کتب حضرت علامہ مولانا مفتی سراج احمد مکھن بیلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھیں پھر بقیہ درس نظامی کی کتب موقوف علیہ تک حضرت علامہ مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خانقاہ پراراں شریف نزد لیاقت پور میں پڑھیں۔

(مفتی عبدالرحمٰن نقشبندی کہروڑ پکا، مقالہ حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی، غیر مطبوعہ)

دورہ حدیث شریف کے لیے جامعہ رضویہ فیصل آباد کا سفر

علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۵۱ء میں دورہ حدیث شریف کیلئے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ رضویہ لائل پور (فیصل آباد) میں محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس داخلہ لیا۔ اور ۱۹۵۲ء میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل پر آپ کے سر مبارک پر حضرت علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے دستار فضیلت سجائی گئی اور سند حدیث عنایت فرمائی گئی۔ علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پورے دورۂ حدیث شریف میں سب سے زیادہ کتب حدیث شریف کی عبارت آپ نے پڑھی اور شیوخ حدیث کے علمی موتیوں کو زینت قرطاس کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔

اسناد و دستار

درس نظامی کے علوم میں سے کوئی بھی علم ہو اسکی سند ضرور ہوگی۔ علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ تکمیل علوم کے وقت کاغذی اسناد وغیرہ کا اتنا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا بلکہ طلباء کو خود سند بنا کر اندرون اور بیرون ملک دین متین کی خدمت کیلئے بھیجا جاتا تھا۔ علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کو بارہا مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ بھائی محنت کر کے خود سند بنو کاغذی سند کے بھروسے پر نہ رہو۔ آپ نے درس نظامی کی سند مولانا خورشید احمد رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت علامہ مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی۔

(مفتی عبدالرحمٰن نقشبندی کہروڑ پکا، مقالہ حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی، غیر مطبوعہ)

علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کے اساتذہ کرام

کسی بھی چیز کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے ایک معمار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ایک انسان جو بالکل سفید کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس کی ظاہری، باطنی نشو و نما اور ذہنی تربیت کر کے معاشرے کا مصلح اور مبلغ بنانے کیلئے ایک استاد کا کردار بہت اہم ہوتا ہے اس لئے استاد ایک معمار کی حیثیت رکھتا ہے اسی لئے استاد کو مرّبی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ایک انسان کو آہستہ آہستہ زوال سے درجہ کمال تک پہنچا دیتا ہے لہذا جتنا معمار اور مربی ماہر اور اچھا ہوگا اُتنا ہی عمارت اور تربیت میں نکھار آئے گا۔ جیسا کہ آج سے چودہ سو سال قبل حضور سرور کائنات ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ایسے انوکھے اور دلنشین انداز سے پڑھایا اور تربیت فرمائی کہ وہ صحابہ کرام ,,الصحابۃ کلھم عدول،، کا نقشہ پیش کرتے ہوئے قیامت تک کے لئے پوری امت مسلمہ کیلئے مثال بن گئے۔

حضرت مولانا محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام میدان تدریس کے شہسوار اور اپنی مثال آپ تھے وہ نہ صرف مسلمہ مدرس تھے بلکہ درس گر تھے، نہ صرف مؤلف تھے بلکہ مؤلف گر تھے نہ صرف عالم تھے بلکہ عالم گر اور طلباء کے دل میں عملی جذبہ پیدا کرنے والے تھے۔ فیض ملت علیہ

الرحمہ کے تمام اساتذہ کرام دارالفناء سے دارالبقاء کی جانب کُوچ کر چکے ہیں۔

☆ مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ

☆ مولانا میاں نور احمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ قاری جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت قاری سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ قاری محمد یسٰین رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ مولانا حکیم اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مولانا پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ

☆ حضرت علامہ مولانا خورشید احمد قدس سرہ

☆ حضرت علامہ مولانا سراج احمد مکھن بیلوی قدس سرہ

حضرت مولانا عبدالکریم فیضی امین آباد

☆ حضرت مولانا عبدالکریم نوراللہ مرقدہ

☆ حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی قدس سرہ

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگار رفیقِ ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 24)

اجازت سند حدیث

حضرت مولانا پیر سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ، حضرت علامہ مولانا الشیخ عبدالکریم البغدادی قدس سرہ، اور مفتی محمد مصطفٰے رضا خاں قدس سرہ سے علامہ اویسی کو سند حدیث کی اجازت حاصل تھی۔

دستار فضیلت

دورۂ حدیث شریف کی تکمیل پر علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے سر مبارک پر دستار فضیلت حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی قدس سرہ کے دست مبارک سے سجائی گئی تھی۔

حضرت مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا سلسلہ بیعت وخلافت

علامہ عبدالرحمٰن نقشبندی فاضل جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور اپنے ایم اے اسلامیات کے مقالہ میں علامہ اویسی نوراللہ مرقدہٗ کے سلسلہ بیعت کے حوالہ لکھتے ہیں کہ اس پرفتن اور پرخوف وخطر راستہ کی ہولناک گھاٹیوں کو عبور کرنے میں ٹھوکروں سے بچنے کے لئے اور فلاح کے لئے خواہ فلاح ظاہری ہو یا فلاح باطنی پیرومرشد ضروری ہے۔ مرشد بھی ایسا ہونا چاہئے جو خود کسی ایسے سلسلہ میں داخل ہو جو جناب رسول اکرم ﷺ تک پہنچتا ہو جیسے تسبیح کے دانے ایک دوسرے کے ساتھ ملکر ایک سلسلہ کا حکم رکھتے ہیں۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب علیہ الرحمہ نے سلف صالحین کے طریقے پر چلتے ہوئے اور مشکلات کے پیش نظر مرشد کامل کا انتخاب فرمایا۔ اور آج کل کے دور میں مرشد کامل بھی ناپید ہیں مگر علامہ اویسی صاحب علیہ الرحمہ کو یہ

نسبت بھی بڑی اعلیٰ ملی جو ظاہر و باطن، اسرار و رموز سے مالا مال تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ الحاج محمد الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین دربار عالیہ خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی قدس سرہ، خانقاہ شریف، بہاولپور) کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ خواجہ محمد الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول ﷺ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے روحانی خلیفہ حضرت حافظ عبدالخالق اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد تھے۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ سلسلہ عالیہ اویسیہ کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ سے بھی مستفیض ہوئے۔ آپ کو امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کے شہزادے مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے قادری نسبت کی دولت ابدی بھی حاصل تھی۔

(مفتی عبدالرحمٰن نقشبندی کہروڑپکا، مقالہ حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی، غیر مطبوعہ)

حضرت علامہ فیض احمد اویسی نوراللہ مرقدہ کے مشائخ عظام

علامہ اویسی نوراللہ مرقدہٗ کو جن مشائخ عظام سے بیعت وخلافت حاصل تھی وہ سب کے سب طریقت وشریعت کے عاملین تھے۔ ایک موقعہ پر آپ نے حضرت مولانا محمد شہزاد قادری ترابی مدیر ماہنامہ ''تحفظ'' کراچی کو انٹرویو دیتے ہوئے بیعت کے حوالہ سے فرمایا کہ میرے بیعت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ہم آباؤ اجداد سے اسی سلسلہ اویسیہ سے اسی درگاہ سیرانی سے وابستہ تھے۔ میرے پیرومرشد حضرت الحاج محمد الدین اویسی حنفی علیہ الرحمہ شریعت کے سخت پابند تھے۔ مریدین کو بھی اسی راہ پر لگاتے۔ میں تعلیمی اعتبار سے مبتدی تھا۔ مجھے مرشد کی یہ ادا پسند آتی اسی لئے ان سے بیعت ہو گیا۔ حضرت مرشد کریم کی بھی آپ سے خصوصی شفقت ہوگئی تھی۔ حفظ القرآن کے بعد حضرت الحاج محمد الدین اویسی حنفی علیہ الرحمہ نے ہی آپ کو علوم عربیہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور تا وصال خصوصیت سے آپ کی علمی وعملی تربیت فرمائی وصال کے بعد بھی ان کی نگاہ کرم تا حال جاری وساری ہے۔

(ماہنامہ تحفظ، محمد شہزاد قادری، کراچی)

آپ شجرہ شریف اویسیہ قادریہ کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ الحمدللہ آپ پیدائشی بلکہ آباؤ اجداد سے سلسلہ اُویسیہ سے منسلک تھے۔ علامہ اویسی حضرت خواجہ الحاج محمد الدین اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے۔ آپ حضور خواجہ محمد عبداللہ المعروف بہ محکم الدین سیرانی قدس سرہٗ سرکار کی بارگاہ کے سجّادہ نشین تھے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت خواجہ الحاج محمد سلطان بالا دین اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت بابرکت میں زندگی بسر کی۔ اسی لئے علامہ اویسی کی آرزو تھی کہ اُویسی قادری رہوں اور اُویسی قادری مروں اور قیامت میں اُویسی قادری اُٹھوں۔ آپ سلسلہ قادریہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ اُویسیہ میں بھی اہل اسلام کو داخل کرتے تھے

(محمد فیض احمد اویسی، شجرہ اویسیہ قادریہ، بزم فیضان اویسیہ کراچی، ص۲)

سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہٗ سے علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی عقیدت

حضور سیّدنا شیخ ابومحمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تعارف ان کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم روف ورحیم ﷺ کے اس لاڈلے امتی کو جو عروج وکمال اور شہرت وعظمت عطاء کی ہے وہ کسی اور کے حصّے میں نہیں آئی۔ اس اُمت میں بالخصوص جملہ سلاسلِ طریقت میں آپ کی ذات منفرد و یگانہ مثل چودھویں رات کے چاند کی مانند جگمگاتی نظر آتی ہے۔ حضرت شیخ کو اپنے اپنے وقت کے آئمہ و عارفینِ زمانہ نے ''شہبازِ لامکانی'' ''غوثِ صمدانی'' ''قطبِ ربّانی'' ''امام الاولیاء'' ''قطب الاقطاب'' کے گراں قدر القابات کے ساتھ یاد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی اس اُمت کیلئے باعثِ نزولِ رحمت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ تمام ہی اولیاء اللہ آپ کے دربارِ مبارک سے مستفید ہوئے۔ آپ کا فیضان سلسلہ قادریہ کی صورت میں پورے عالم میں جاری وساری ہے بلکہ تمام سلاسلِ طریقت درحقیقت آپ ہی کی ذات سے فیض یاب ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں۔ علامہ اویسی نے بھی سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے فیض یاب ہونے اور حقِ غلامی ادا کرنے کی غرض سے آپ کے متعلق کئی تحقیقی وعلمی کتب لکھی ہیں بلکہ آپ کی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اکثر اوقات اگرچہ موضوع بظاہر مختلف ہوتا تھا

اور اسے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے متعلق نسبت نہیں بھی ہوتی تب بھی آپ کلام ہی کلام کے اندر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ذکرِ مبارک ضرور فرما دیتے تھے۔

(محمد اعجاز اویسی، مظلوم مصنف، حصہ اول، غیر مطبوعہ)

سرکار غوث پاک شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ سے عقیدت ومحبت علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے رگ وپے میں شامل تھی بلکہ آپ کی گُھٹی میں شامل تھی۔ درغوث پاک کی گدائی پر ہمیشہ نازاں رہے۔عقیدت محبت کا اظہار آپ نے عملاً بھی کیا۔علامہ اویسی قدس سرہٗ نے ۱۹۶۶ء میں بہاولپور میں جامع مسجد سیرانی کا سنگ بنیاد رکھا مسجد کے جنوبی جانب تقریباً ایک سوفٹ بلندی کا مینار تعمیر کرایا جس کا نام مینار غوثیہ رکھا۔۱۹۹۸ء سے آپ کی سرپرستی میں ماہنامہ فیض عالم'' بہاولپور کا اجراء ہوا تو آپ نے اندورون ٹائٹل پر جلی حروف کے ساتھ بطفیل محبوب سبحانی قطب ربانی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ مدد کن فی سبیل اللہ لکھنے کا حکم فرمایا۔ماہانہ گیارہویں شریف کا ختم تو آپ کے معمولات میں شامل تھا۔اب بھی آپ کے مزارشریف پر ہر ماہ چاند کی پندرہ تاریخ کو بعد نماز عصر ختم قادریہ شریف کا اہتمام ہوتا ہے۔جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ہر سال ربیع الآخر شریف میں بڑی گیارہویں شریف کی تقریب نہایت ہی مذہبی جوش وجذبہ سے منائی جاتی ہے۔علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ پر سید الاولیاء سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی کا خاص کرم ہے۔علامہ اویسی قدس سرہٗ ۱۹۶۳ء سے ۲۰۱۰ء (نصف صدی) تک جامع مسجد سیرانی بہاولپور میں جمعۃ المبارک پر خطاب فرماتے رہے الّا ماشاءاللہ کوئی جمعہ کی تقریر ایسی نہیں جس میں غوث اعظم کا ذکر خیر آپ نے نہ فرمایا ہو۔

امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ سے علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی عقیدت

حضرت علامہ اویسی قدس سرہٗ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ سے نہایت ہی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا مثلاً اپنے آبائی گاؤں کا نام اپنے جدامجد مولانا محمد حامد اویسی اور امام احمد رضا کے صاحبزادے علامہ محمد حامد رضا کے نام پر حامد آباد رکھا۔آپ نے اپنے تعلیمی ادارہ کا نام خواجہ اویس قرنی سہیل الیمنی رضی اللہ عنہ کی نسبت سے اویسیہ اور امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی نسبت سے رضویہ تجویز کیا۔(الحمدللہ یہ مدرسہ دینی تعلیم اور مسلک رضا کے فروغ کے لیے ملک پاکستان میں عظیم ادارہ ہے جہاں سے ہزاروں تشنگان علوم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں)۔جون ۱۹۸۹ء سے ان کی سرپرستی میں شائع ہونے والے جریدہ ماہنامہ'' فیض عالم'' بہاولپور کے سرورق پر آپ نے بفیضان کرم امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان لکھنے کا حکم فرمایا۔آپ تقریباً اپنی ہر تصنیف (کتاب/رسالہ) میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی تحقیق کو پیش نظر رکھتے تھے۔

(محمد فیض احمد اویسی، فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ تفسیر روح البیان مترجم، پارہ اول، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

امام احمد رضا خان بریلوی اور علامہ اُویسی علیہ الرحمہ

امام احمد رضا محدث بریلوی کی ولادت ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔امام رضا نے علوم عقلیہ ونقلیہ پر ایک ہزار سے زائد کتب چھوڑیں۔آپ نے ۵۵ علوم وفنون پر اپنی تصانیف کا عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا۔ماضی قریب میں آپ جیسا عظیم المرتبت مصنف دنیا اسلام کو میسر نہیں آیا۔اور یہ عظمت بھی اہل سنت کے ہی حصے میں آئی کہ امام احمد رضا کے مختلف علوم پر لکھی جانے والی تصانیف کا ذکر ممکن نہیں امام احمد رضا نے جو کمال علمی ذخیرہ چھوڑا ہے اس کا ایک صحیح وارث علامہ اویسی بھی تھے۔اور یوں اس صدی کا عظیم مصنف اور امام احمد رضا کا ثانی ہونے کا شرف بھی علامہ اویسی کو حاصل ہوا ہے۔علامہ اویسی اور امام رضا احمد میں بہت چیزیں تصانیف کے حوالے سے مشترک ہیں۔مگر امام احمد رضا نے اپنی کتب زیادہ تر علماء کیلئے لکھی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ زبان وبیان مشکل ہے جبکہ علامہ اویسی نے علماء اور عوام دونوں کیلئے لکھی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ زبان آسان اور سلیس ہے۔

علامہ اویسی صاحب کو امام احمد رضا کا ثانی سمجھا جاتا ہے اس دور میں امام رضا کا ثانی ہونا محض مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے اس دور کا امام احمد رضا علامہ اویسی کی ذات ہی نظر آتی ہے پورے عالم اسلام پر نظر ڈالنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔اگرچہ اہل سنت کے دیگر علماء ومشائخ نے اپنے اپنے انداز میں دین کی گراں قدر خدمت کی ہے کوئی مفسر بنا تو کوئی سیرت نگار، کوئی مورخ اور شارح حدیث تو کسی نے فتوی نویسی کی۔

غرضیکہ ہر ایک نے اپنے اپنے دور اور انداز میں کمال فن سے اپنی خدمات دین کی اشاعت کیلئے پیش کی ہیں۔ سارے ہی علماء ومشائخ ہمارے لیے قابل احترام ہیں لیکن جو کمال علامہ اویسی کے ہاں نظر آتا ہے کہیں اور نظر نہیں آتا۔ وہاں کوئی ایک پہلو ہے لیکن یہاں ہر پہلو میں ہمہ جہت شخصیت علامہ اویسی کی نظر آتی ہے ذرہ غور کریں۔

۱۔ امام احمد رضا نے مختصر وقت میں قرآن حکیم حفظ کر لیا تھا۔ علامہ اویسی نے بھی بہت پہلے قرآن حکیم حفظ کر لیا تھا

۲۔ امام احمد رضا نے فن تجوید از خود حاصل کیا تھا۔ علامہ اویسی نے نہ صرف فن تجوید حاصل کیا بلکہ اس پر جامع تصانیف بھی لکھی ہیں۔

۳۔ امام احمد رضا نے علوم منقولہ اور معقولہ پر ایک ہزار سے زائد کتب چھوڑیں جبکہ علامہ اویسی نے پانچ ہزار سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔

۴۔ امام احمد رضا نے عربی، فارسی اور اردو میں اپنی تصانیف چھوڑیں ہیں جبکہ علامہ اویسی نے بھی فارسی، عربی اور اردو کے علاوہ سرائیکی میں بھی تصانیف لکھی ہیں۔

۵۔ امام احمد رضا نے نثر کے علاوہ نظم میں بھی کمال حاصل کیا ہے علامہ اویسی نے بھی نثر کے علاوہ نظم میں تصانیف لکھی ہیں۔

۶۔ نظم میں امام احمد رضا نے حدائق بخشش لکھی ہے جس میں نعت رسول مقبول ﷺ، قصائد اور منقبت لکھی ہیں جبکہ علامہ اویسی نے بھی یہی اسلوب اختیار کیا ہے۔

۷۔ امام احمد رضا کو یہ کمال حاصل ہے کہ انہوں نے صرف ایک سوال کے جواب میں پوری کتاب لکھ ڈالی اور آپ کے فیض سے یہی کمال علامہ اویسی کو بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے بھی ایک سوال کے جواب میں کئی صفحات پر مشتمل کتب لکھیں۔

۸۔ امام احمد رضا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ دلائل میں آیات قرآنی، احادیث نبوی ﷺ اقوال آئمہ اور سلف صالحین سے استدلال کرتے ہیں۔ اور یہی کمال علامہ اویسی صاحب کو بھی حاصل ہے۔

۹۔ امام احمد رضا نے اپنی تصانیف کے عربی نام رکھے ہیں امام احمد رضا کو یہ کمال بھی حاصل ہے کہ انہوں نے جن کتابوں کے عربی نام لکھے وہاں ان کا سن تاریخ بھی نکلتا ہے۔ علامہ اویسی کو بھی یہ کمال حاصل ہے کہ آپ نے بھی امام احمد رضا کی اتباع میں اپنی تمام تصانیف کے عربی نام رکھے ہیں۔ علامہ اویسی کی تصنیف کردہ کتب تاریخی ہیں ان کے نام سے بھی سن تحریر نکلتا ہے لیکن آپ نے اپنی تصانیف کے عربی کے ساتھ اردو نام بھی خود ہی تجویز کئے ہیں اردو نام لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی حضرت محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ دور سابقہ میں کتب کے طویل اور علمی نام منتخب کئے جاتے تھے آج جہالت کا غلبہ ہے اسی لیے طویل نام تو ویسے بھی نہیں بھاتے۔ علمی ناموں سے بھی نفرت کی جاتی ہے یہاں تک کہ بہت سے علم کے دعویدار بھی اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے آپ نے عربی کے ساتھ اردو نام بھی لکھے ہیں

۱۰۔ امام احمد رضا نے سائنسی علوم پر تصانیف کا کثیر علمی ذخیرہ چھوڑا۔ آپ سائنس کے متعلق فرماتے ہیں کہ سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے، یوں تو معاذ اللہ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام، وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ امام احمد رضا نے سائنس پر کافی کتب لکھی ہیں جو بحیثیت عالم دین آپ ہی کا حصہ ہے۔ طب بھی سائنس کے علوم میں شامل ہے جن پر امام احمد رضا نے کتب چھوڑیں ہیں۔ جبکہ ہم علامہ اویسی کی تصانیف کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہاں بھی امام احمد رضا کا ثانی علامہ اویسی ہی معلوم ہوتے ہیں۔ علامہ اویسی نے سائنس سے متعلق کتب میں یا تو کلی طور پر یا تو جزوی طور پر سائنس پر بحث کی ہے۔ اور اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ اور موجودہ دور کے علماء اور محققین کے لئے ایک راہ متعین کر دی ہے کہ وہ بھی ان امور پر اپنی تحقیقات پیش کریں۔ اکثر علماء کو دور جدید میں جدید علوم سے ناآشنا سمجھا جاتا ہے لیکن علامہ اویسی نے اس تصور کو یکسر غلط ثابت کر دیا ہے۔ یہ اہل مغرب کو بھی دعوت ہے کہ وہ ایسے علماء اسلام کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے جنہوں نے قرآن حکیم سے جدید سائنس کو ثابت کیا ہے۔ یقیناً پرانے مسلمان سائنسدانوں کی خدمات سے ہی اہل مغرب نے ترقی کی ہے جبکہ موجودہ دور میں بہت کم علماء دیکھنے میں آئیں گے جنہوں نے سائنسی علوم میں کمال حاصل کیا

علامہ اویسی کی تصانیف سے استفادہ کیا جائے تو سائنس کے وہ راز جو قرآن نے بیان کئے ہیں کھل کر سامنے آجائیں گے۔

۱۱۔امام احمد رضا نے فتوٰی نویسی میں فتاوٰی رضویہ جیسا عظیم الشان شاہکار چھوڑا ہے جو ۱۳ جلدوں پر مشتمل ہے۔جسے اسلامی فقہ میں انسائیکلو پیڈیا کہا جا سکتا ہے۔جو جدید تحقیق پر کئی جلدوں میں مکمل ہو چکا ہے۔بالکل اسی طرح علامہ اویسی نے فتوٰی نویسی میں کمال حاصل کیا ہے۔علامہ اویسی نے فتاوی اویسیہ ۸ جلدوں میں تصنیف کیا ہے۔علاوہ ازیں آپ نے ایک ایک سوال کے جواب میں پورا پورا رسالہ لکھ دیا ہے۔جو فقہ حنفی کا عظیم ذخیرہ ہے۔آپ نے امام احمد رضا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے اسلوب میں ہر عنوان پر قلم اٹھایا ہے۔اس بنا پر یقیناً ہم کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ثانی امام احمد رضا علامہ اویسی کی ذات ہے۔

اہل اسلام کو اس پر فخر ہے کہ امام احمد رضا کے بعد حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے حق ادا کر دیا ہے۔ان کی یہ کاوش صدیوں تک اپنی مثال آپ ہوگی۔

(سید زاہد حسین نعیمی اویسی (راولا کوٹ آزاد کشمیر)،الحدائق میانوالی کا مفسر اعظم پاکستان نمبر،ماہنامہ فیض عالم بہاولپور)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت مرشد کامل

علامہ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ نے حدیث مبارک ''مہد سے لحد تک علم حاصل کرو'' کے مطابق اپنی ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گزار دی۔سفر و حضر اور ایامِ علالت میں بھی لکھنے لکھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔آپ بیک وقت ایک عظیم عالم و فاضل،مفسر و محدث،حافظ و قاری،کامیاب مدرس و مناظر،پانچ ہزار سے زائد کتب و رسائل کے مصنف،پیر طریقت،رہبر شریعت تھے۔

بدقسمتی سے دور حاضرہ میں پیری مریدی ایک نفع بخش کاروبار کی صورت اختیار کر گیا ہے اس وقت حالات نے جو رخ اختیار کئے ہوئے ہیں وہ سب پر عیاں ہیں۔جبکہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ صوفیاء کرام کی تعلیمات میں عمل پیراء ہونے سے انسان دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکتا ہے۔اولیاء کرام کی خانقاہیں رشد و ہدایت اور روحانیت کے عظیم مراکز ہیں جہاں ہر لمحہ گرداب میں مبتلاء لاکھوں انسان قلبی و ذہنی سکون پاتے ہیں۔

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ سے سوال کیا گیا کہ شیخ طریقت میں کن خوبیاں کا موجود ہونا ضروری ہے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ طریقت کے لیے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی بیان کی گئی چار شرائط ضروری بتائیں جو کہ درج ذیل ہیں:حضور ﷺ تک مرشد کامل کا سلسلہ متصل ہو۔اور ایک کامل مرشد کا سنی العقیدہ ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔اور شیخ طریقت شرعی علوم سے بقدر ضرورت واقف ہو۔اس کے علاوہ مرشد کامل فاسق معلن نہ ہو یعنی کھلم کھلا فسق کا مرتکب نہ ہو۔

(انٹرویو ماہنامہ سوئے حجاز،محمد خلیل الرحمٰن قادری،لاہور)

آج ہماری درگاہوں کا نظام دیکھ کر کتنے لوگ ہیں جو ہم سے دور ہو رہے ہیں حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ سے اس نظام کے متعلق ملک محبوب الرسول قادری نے سوال کیا کہ ہمارا خانقاہی نظام تباہی کے دھانے پر ہے اس اہم مسلہ کا حل کیا ہے؟ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خانقاہی نظام خوب سے خوب تر تھا جب اس نشیمن کے مکین حضور سیدنا غوث اعظم اور سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔اب اس نشیمن میں زاغوں کا بسیرا ہے یا ان کی اصلاح ہو جائے یا کوئی ان زاغوں کو اڑا کر شہبازوں کو بٹھا دے۔

(ماہنامہ سوئے حجاز،محمد خلیل الرحمٰن قادری،لاہور)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے مشہور خلفاء

آپ علیہ الرحمہ کی تدریسی زندگی جو ۱۹۵۲ء تا وصال ۲۰۱۰ء اٹھاون برس کا عرصہ بنتا ہے آپ نے ۵۸ سالہ تدریسی زندگی میں تلاوت کلام الٰہی

عزوجل، اورادووظائف، ذکروفکراورتقریری وتحریری مصروفیات کے باوجودبھی ہزاروں بلکہ بلامبالغہ لاکھوں علماء، فضلاء، حفاظ وفقہاء، معلمین، مدرسین، محققین، مفتیان دین اورمفسرین ومحدثین پیدا کئے آپ کے ہزاروں لاکھوں شاگردُنیا کے مختلف کونوں میں جہالت کے اندھیروں کومٹاتے ہوئے علمی و روحانی ضیاء پاشیاں کررہے ہیں نیز آپ کے خلفاء کرام بھی اپنی اپنی جگہ آپ کے اس عظیم علمی وروحانی مشن کو برقرار رکھتے ہوئے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ اُویسیہ کی ترویج واشاعت اور مذہب کے فروغ کیلئے شب وروز مصروف عمل ہیں۔

حضرت مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کے روحانی فیض سے ایک دنیا فیض یاب ہورہی ہے الشاہ مصطفیٰ رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے جومقام آپ علیہ الرحمہ کونصیب ہوا وہ بھی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے سلسلہ عالیہ اویسیہ رضویہ کی ترویج واشاعت کے لئے آپ کا کردار نا قابل فراموش ہے یوں تو دارالعلوم اویسیہ رضویہ میں آنے والے ہر طالب علم کو آپ کے روحانی فیض سے بقدرظرف حصہ نصیب ہوالیکن آپ نے کچھ کوبطور خاص فیوض باطنی سے بھی سرفراز فرمایا ہے علامہ اویسی علیہ الرحمہ ایک روایت ساز شخصیت تھیں اس میدان میں بھی آپ نے نئی روایات قائم کرتے ہوئے ایسے افراد کو خرقہ خلافت عطا فرمایا ہے جو علمی طور پر دین متین کی خدمت کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

آپ علیہ الرحمہ نے مقام غوثیت اور ولائیت پر فائز ہونے کے باوجود اپنی طبیعت پر حد درجہ صبر فرمایا اور ہمیشہ کوشش فرمائی کہ روحانی مقامات کا اظہار نہ ہونے پائے آپ علیہ الرحمہ نے سلسلہ اویسیہ رضویہ قادریہ کی اس مقدس امانت کو ہمیشہ آبرومند رکھا اور خلافت عطا کرتے ہوئے انتہائی محتاط رویہ اختیار فرمایا۔سادات کرام کی عزت تعظیم جوعلامہ اویسی علیہ الرحمہ فرماتے تھے شاید ہی کسی آستانے پر دیکھنے میں آئے، چھوٹا ہے یا بڑا، شاگرد ہے یا کہ نہیں، اگر وہ صحیح العقیدہ سیدزادہ ہے تو پھر علامہ اویسی علیہ الرحمہ اس کی راہ میں آنکھیں بچھا دیتے تھے اور اس کے نسب کی وجہ سے وہ تعظیم فرماتے تھے کہ دیکھنے والا خود ہی فیصلہ کرلیتا تھا کہ جو شخص آل رسول ﷺ وخون رسول ﷺ سے اتنی محبت کرتا ہے نہ جانے وہ خود رسول ﷺ سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔سادات کو خلافت دیتے وقت خود فرماتے تھے کہ ''بھائی فقیر اویسی کا کیا ہے بس رسول اللہ ﷺ کی نوکری کررہا ہوں سادات سے اپنی نسبت قائم کررہا ہوں اور میرے نامۂ اعمال میں کچھ خاص نہیں ہے صرف سادات کرام کا اُستاد ہوں بس میدان محشر اور آخرت میں میری بخشش کے لئے یہی کافی ہے نہ کہ میرے اعمال صالحہ''۔لہٰذا خلافت میں سادات کرام کا پہلا حصہ عطا فرمایا اور دورۂ تفسیر القرآن حاضری رجسٹر میں سب سے پہلا نام سادات کرام شاگردوں کا تحریر فرماتے تھے۔

☆ حضرت علامہ مولانا پیر سید مسرت حسین شاہ اویسی مدظلہ	بہاولپور
☆ حضرت علامہ مولانا سید شوکت حسین شاہ اویسی مدظلہ	بھارت
☆ صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ اویسی مدظلہ	میانوالی
☆ علامہ سید محمد عارف شاہ اویسی	کراچی
☆ حضرت سید صاحب ازعزیزان اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ	کراچی
☆ حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی اویسی صاحب مدظلہ (بانی وامیر دعوت اسلامی)	کراچی
☆ مولانا احمد رضا بن مولانا الیاس قادری	کراچی
☆ صاحبزادہ محمد عطاالرسول اویسی مدظلہ	بہاولپور
☆ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ	بہاولپور

☆حضرت مولانا صاجزادہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ	بہاولپور
☆مولانا ماجد اویسی داماد علامہ اویسی	بہاولپور
☆حضرت علامہ مولانا عبدالجلیل العطامی مدظلہ	شام
☆حضرت علامہ مولانا پیر سید محمد عارف شاہ اویسی مدظلہ	کراچی
☆حضرت مولانا صوفی مختار احمد اویسی مدظلہ	بہاولپور
☆حضرت علامہ مولانا مفتی محمد متین اویسی نقشبندی مدظلہ	لودھراں
☆حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی قادری اویسی رحمتہ اللہ علیہ	مدینہ منورہ
☆حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امیر احمد نوری نقشبندی اویسی مدظلہ	کہروڑپکا
☆مولانا محمد خان درانی	سپین
☆مولانا محمد اسماعیل جانی دارالعلوم امام احمد رضا	انڈیا
☆مولانا محمد فیصل	کراچی
☆مولانا محمد الطاف	کراچی
☆مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی	کراچی
☆مولانا عامل محمد اقبال	کراچی
☆مولانا محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی	کراچی
☆مولانا صوفی نور محمد رحمتہ اللہ علیہ	بہاولپور
☆مولانا پروفیسر مجید اللہ قادری	کراچی
☆مولانا الحاج محمد غازی صاحب	گوجرانوالہ
☆مولانا ڈاکٹر محمد اقبال اختر القادری	کراچی
☆الحاج محمد اویس رضا قادری عالمی شہرت یافتہ نعت خواں	کراچی
☆مولانا محمد لیاقت اظہر سربراہ لشکر اسلام	کراچی
☆الحاج محمد مشتاق قادری نعت خواں (مرحوم ومغفور)	کراچی
☆عامل نسیم رضا	کراچی
☆مولانا محمد ابراہیم	انڈیا
☆مولانا غلام اویس قرنی قادری رضوی اویسی	لاہور
☆عامل محمد انیس رضا قادری (بابو بھائی)	کراچی
☆پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری	کراچی

☆ محمد مسرور احمد نقشبندی مسعودی — کراچی

☆ علامہ مفتی محمد رفیق درانی — کراچی

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص۴۰۔۴۲)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی روحانی اولاد

علامہ اویسی کی روحانی اولاد دو طرح کی ہے ایک شاگرد اور دوسرے مریدین کی صورت میں۔ روحانی اولاد خواہ شاگرد ہو یا مرید دونوں ہی اپنے شیخ کے مظہر ہوتے ہیں کیونکہ اگر شاگرد با صلاحیت ہوگا تو لامحالہ استاد بھی قابل ہوگا اسی طرح اگر مرید متقی و پرہیزگار ہو تو ذہن فوراً مرشد کامل کے تقویٰ کی طرف جائے گا کہ یہ سارا فیض مرشد کامل کا ہی ہے۔ تو فیض ملت علیہ الرحمہ کے تلامذہ کو دیکھا جائے تو ہر ایک اپنے فن میں بے مثال نظر آتا ہے۔ کوئی شیخ القرآن ہے تو کوئی شیخ الحدیث، کوئی مفکر ہے تو کوئی مناظر، کوئی محدث ہے تو کوئی مفتی، کوئی مدرس ہے تو کوئی مقرر، سب اپنے اپنے مدارمیں رہ کر دین متین کی خدمت کر رہے ہیں۔

اسی طرح آپ کے مرید بھی تقویٰ و طہارت میں بے مثال ہیں۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی روحانی اولاد کو شمار کرنا انتہائی مشکل ہے۔ کیونکہ مدرسہ میں تدریس و تصنیف کے علاوہ ۱۹۶۱ء سے لیکر ابتک ہر سال دورہ تفسیر القرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بعض دفعہ ایک سال میں تین تین جگہوں پر دورہ تفسیر القرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں سینکڑوں طلباء و طالبات شریک ہوتے ہیں۔ اس طرح آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے عادات و معمولات

انسان کی ویسے تو بہت سی عادات ہوتی ہیں جن میں سے بعض اچھی اور بعض بری ہوتی ہیں مگر ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر کرم ہوتی ہے تو ان کی سب فطری عادتیں اچھی ہی ہوتی ہیں علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی ذات بھی ایسی ہی تھی کہ جن کی عادات کو دیکھا جائے تو نبی کریم ﷺ کی سنت یاد آجاتی ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کے اوقات زندگی بہت منضبط اور ایک متعین نظام کے تحت تقسیم تھے۔ فجر سے پہلے اٹھ کر نماز تہجد ادا کرنا پھر تلاوت قرآن پاک اور وظائف میں مشغول ہو جانا۔ نماز فجر با جماعت پڑھ کر سب مقتدیوں کے ساتھ ذکر اور درود شریف کی محفل میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ختم شریف اور درود و سلام پڑھنے کے بعد آپ علیہ الرحمہ مصلیٰ پر ہی بیٹھ کر اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے تھے اور نماز چاشت پڑھ کر ناشتہ کرتے اور ناشتہ سے فارغ ہو کر پھر تصنیف و تالیف کا کام شروع فرما دیتے تھے۔ مدرسہ میں تدریس کے اوقات میں مسلسل پانچ، چھ گھنٹے درس دیتے، نماز ظہر ادا کر کے مختصر قیلولہ (صرف سنت پر عمل کرنے کیلئے) فرمانے کے بعد تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع فرما دیتے تھے۔ نماز عصر کے بعد اکابر علماء اہلسنت کی طرح علمی نشست ہوتی تھی اور زبانی افادات کے سلسلے جاری رہتے تھے۔ نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد رات گئے تک مطالعہ اور تصنیف و تالیف کا کام جاری رہتا مگر معمول کے شب و روز میں کبھی کبھی سفر کا معاملہ ضرور خلل ڈالتا یہ سفر وعظ و تقریر کیلئے ہوتا آپ رحمتہ اللہ علیہ کسی مرکزی جلسے میں چار چار، پانچ پانچ گھنٹے خطاب کرتے اور خطاب میں زیادہ قرآن پاک اور حدیث پاک پڑھتے تھے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کا زہد و تقویٰ

زہد و ورع، احتیاط اور تقویٰ ایک عالمِ دین کی شان ہے۔ اسے ان اوصاف سے متصف ہونا بھی چاہیے۔ علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ ایک ممتاز عالم دین تھے اس لئے تقویٰ اور احتیاط کی بھی امتیازی شان رکھتے تھے نماز باجماعت کے مکمل پابند سنتوں کا آئینہ دار مستحبات کے شیفتہ شریعت

آراستہ اور طریقت کے رمزآشنا تھے۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کو خواجہ محمد الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری و باطنی خوبیوں کی بدولت بیعت کے وقت ہی خلافت سے نواز دیا تھا۔ آپ سیدنا اویس القرنی رضی اللہ عنہ اور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سلسلوں کو وسیع کرتے نظر آتے تھے۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ پیر کامل کے لیے شرط اولین یہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کا پابند ہو علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے تقویٰ و پرہیزگاری کی شہادت آپ کے اساتذہ کرام نے بھی دی آپ کے شاگرد حضرت علامہ مفتی مختار احمد درانی (خانپور کٹورہ) لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے آپ (حضور فیض ملت علیہ الرحمہ) کو جوانی میں ہی اعلیٰ تقویٰ عطا فرمایا تھا پچاس سال سے علامہ مفتی مختار احمد حضرت کے مقام تقویٰ کو جانتے تھے چونکہ وہ حضرت کے ادنیٰ تلمیذ تھے علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ مفتی مختار احمد کے والد گرامی علامہ سراج احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حافظ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کو تقویٰ بصر، تقویٰ سمع' تقویٰ ید اور تقویٰ رجلین عطا فرمایا تھا کہ زندگی بھر غلط نظر نہ اٹھی' غلط مسِ ید نہ ہوا غلط مشی رجلین نہ ہوا گویا تمام اعضاء کو مقام تقویٰ حاصل تھا میری نظر میں حضرت مجسم تقویٰ تھے''۔

اسی مقالہ میں وہ حضرت کی تہجد گذاری کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ نوجوانی سے آخر عمر شریف تک نوافلِ تہجد کے پابند رہے، سفر حضر، گرمی، سردی میں نمازِ تہجد پابندی سے ادا فرماتے رہے پھر سر بسجود ہو کر بارگاہِ ایزدی میں گریہ زار رہتے۔ نیز سلسلہ طریقت کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ بحمد اللہ تعالیٰ آپ (فیض ملت علیہ الرحمہ) کو حضرت مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری رحمتہ اللہ علیہ سے قادریہ سلسلہ میں بیعت کرنیکی صحیح اجازت حاصل تھی بنابریں ہزاروں مریدین وابستہ سلسلہ ہیں انشاء اللہ آپ کا فیض ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔

(مفتی محمد مختار درانی، مقالہ حضور فیض ملت کی چند خصوصیات، مطبوعہ فیض عالم، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی پیری و مریدی رسمی نہ تھی بلکہ آپ ایک کامل و اکمل شیخ طریقت تھے۔ مفتی محمد عتیق رضا لکھتے ہیں کہ آپ روایتی انداز میں پیری مریدی نہ فرماتے بلکہ آپ کو دیکھ کر سلف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ محبت رسول ﷺ ایمان کی جڑ ہے اور محبت کا تقاضا ہے کہ بار بار محبوب کے درِ اقدس پر حاضری دی جائے۔ آپ نے 4 حج فرمائے ایک مرتبہ حج اکبر نصیب ہوا، گزشتہ ۳۵ سالوں سے ہر سال عمرہ کی سعادت حاصل فرماتے رہے بلکہ بعض اوقات سال میں ۲ یا ۳ مرتبہ بھی مدینہ طیبہ حاضری نصیب ہوتی۔ آپ باعمل شخصیت کے حامل تھے۔ نمود و نمائش سے کوسوں دُور رہتے تھے، بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر ادا سنت نبوی ﷺ کا پرتو تھی۔

(مفتی محمد عتیق رضا (آزاد کشمیر)، مقالہ ''حیات و خدمات'' ماہنامہ فیض عالم، مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

اگر ہم علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی زندگی کو دیکھیں تو ایک شفاف آئینہ کی طرح نظر آتی ہے مثلاً عقائد کے حوالہ سے آپ کی ثابت قدمی کا زمانہ معترف ہے۔ جناب سید مسعود الحسن شہاب دہلوی (مرحوم) اپنے عینی مشاہدات کا بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ عقائد کے معاملہ میں مولانا اویسی بڑے متشدد واقع ہوئے ہیں آپ اس سلسلہ میں کوئی رورعایت کے قائل نہیں تھے جو ان کے عقائد کے خلاف ہوتا ان سے میل جول تو دور کی بات ہے مصافحہ تک نہیں کرتے تھے ڈنکے کی چوٹ پر ان کی مخالفت کرتے تھے تقریر و تحریر میں ان کے خیالات کا رد بڑے شد و مد سے کرتے تھے بعض حضرات کہتے تھے کہ اگر مولانا اپنے مخالفوں کے ساتھ اتنا سخت رویہ نہ رکھتے تو لوگوں میں ان کا وقار اور احترام کافی بڑھ سکتا تھا اور ان کے خلاف محاذ آرائی بھی بند ہو سکتی تھی لیکن اس سلسلہ میں وہ اپنی ذات کی پرواہ نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ میں ان کی ذات کیا حقیقت رکھتی ہے جو لوگ اہانت رسول ﷺ سے باز نہیں آتے ان سے وہ کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں تھے مولانا کے اس رویے کو کوئی پسند کرے یا نہ کرے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسلک اہل سنت کے حق میں اس رویے کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو رہا ہے جو لوگ دوسرے مکاتب فکر کے زیر اثر اپنے مسلک کا کھلم کھلا اعلان کرنے سے کتراتے تھے اب ان کا حجاب اٹھ چکا ہے مساجد سے درود و سلام کی آوازیں بھی بلند ہوتی ہیں اور جگہ جگہ محافل میلاد النبی ﷺ بھی منعقد کی جاتی ہیں اس خوش آئند تبدیلی کے علاوہ مولانا اویسی صاحب علیہ الرحمہ کے دارالعلوم نے بھی اسلام کی بڑی خدمت سرانجام دی ہے بہر حال مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا دم غنیمت

ہے کہ انہوں نے مخالفین کی آندھیوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع روشن کی ہے اسکی تابندگی کے پروانوں میں بھی گاہے بگاہے اضافہ ہو رہا ہے۔
(سید مسعود حسن شہاب دہلوی، مشاہیر بہاولپور، مطبوعہ اردو اکیڈمی ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی عبادت وریاضت

جیسا کہ شیخ کامل کی علامات میں سے اہم ترین علامت شرعی احکام کی پابندی کو قرار دیا گیا ہے علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کا شرعی احکام پر پابندی کا زمانہ معترف ہے۔آپ کے ارشد تلامذہ اور خانوادہ کے احباب شاہد ہیں کہ آپ کی زندگی پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کے دین متین کی پاسبانی میں گذری۔اس حوالے سے مورخ کشمیر نامور صحافی علامہ سید زاہد حسین شاہ نعیمی (راولاکوٹ) اپنے مقالہ میں علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی عبادت وریاضت کے حوالہ سے اپنا ذاتی مشاہدہ لکھتے ہیں کہ یہ بات باعث حیرت ہے کہ میں نے جب بھی دیکھا رات کو علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے حجرہ کا بلب جلتا رہتا میں جب تک جاگتا رہتا یہ منظر دیکھتا رہتا پھر سو جاتا۔رات پچھلے پہر مجھے بھی اٹھنے کی عادت تھی لیکن میں جب بھی وضو کر کے سیرانی مسجد (بہاولپور) کے صحن میں پہنچتا تو میں نے علامہ اویسی علیہ الرحمہ کو تہجد پڑھتے دیکھا۔میں نے بہت کوشش کی کہ کبھی ان سے پہلے میں اٹھ جاؤں لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ وہ مسجد میں موجود نہ پائے جائیں یہی ایک بات آج تک میں سمجھنے سے قاصر رہا کہ آخر حضرت کب سوتے تھے اور پھر تہجد کے لیے اٹھ جاتے تھے اور دن کے تمام معمولات میں کوئی فرق نہیں آتا تھا یہ تو کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں۔

عبادت وریاضت میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی ذات منفرد ہے اس پر کافی کچھ لکھا جا سکتا ہے۔لیکن یہاں صرف اتنا کافی ہے کہ تہجد کے بعد حضرت اپنے حجرہ میں تشریف لاتے پھر صبح کی اذان ہوتی۔آپ مسجد میں تشریف لے جاتے فجر کی سنت کے بعد تلاوت کلام الٰہی اور دلائل الخیرات پڑھتے پھر اختتام کے بعد فجر کی جماعت کے لئے اقامت ہوتی اور باجماعت نماز ادا کی جاتی ان دنوں سید عبدالقادر شاہ صاحب ہی صبح کی امامت کراتے تھے۔حضرت کے حکم کی پابندی کرتے شاید ان کی یہ ذمہ داری ان کے سادات ہونے کے باعث لگائی گئی تھی۔حضرت اکثر امامت کے لیے اسے کہتے جو سادات میں سے ہو۔نماز فجر کے بعد ختم شریف پڑھا جاتا پھر اختتام پر علامہ صاحب خود دعا فرماتے۔ختم شریف کی یہ مجلس نہایت پرسوز اور پرتاثیر ہوتی تھی۔پھر نماز اشراق ادا فرماتے اور اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتے۔پھر معمول کے مطابق ناشتہ کرتے جو عام اور سادہ ہوتا تھا اس کے بعد کلاس لگ جاتی اور آپ کلاس میں تشریف لے جاتے تھے۔

(علامہ سید زاہد حسین شاہ نعیمی (راولاکوٹ)، مقالہ کچھ یادیں کچھ باتیں، فیض عالم مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ کبھی قضا نہ ہوئی (الا ماشاء اللہ) حتیٰ کہ آخری تین سال شدید علالت کے دنوں میں بھی ویل چیئر پر لایا جاتا مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے تھے۔آپ علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''نماز کے نقد فوائد'' میں نماز کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے یہ رسالہ چند سال پہلے لکھا تو جوانی ڈھل کر بڑھاپے کو دعوت دے رہی تھی فطری طور پر بڑھاپا ضعف و نقاہت کے ساتھ بیماریاں بھی ساتھ لاتا ہے آپ کو حضرت حکیم محمد نور اللہ مرحوم (بھنڈی شریف) نے مشورہ دیا کہ آپ روزانہ میل دو میل پیدل چلا کریں بالخصوص صبح سویرے، آپ نے جواب دیا میں الحمدللہ پنجگانہ گھر سے چل کر نماز باجماعت مسجد میں ادا کرتا ہوں مجھے یہی ورزش کافی ہے۔الحمدللہ یہ ورزش کام آ رہی ہے کہ بڑھاپے کے باوجود بوڑھا نہیں ہوں چاک و چوبند ہوں۔

(محمد فیض احمد اویسی، نماز کے نقد فوائد، مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان، ص ۱۹)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ اتباع شریعت کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔مجال نہیں کہ خلافِ شرع کوئی کام سرزد ہو جائے اور کسی کو خلاف شریعت کوئی کام کرتا دیکھیں تو خاموش رہ جائیں، ایک دن سبق کے دوران آپ علیہ الرحمہ نے خود فرمایا کہ الحمدللہ و بکرم مصطفیٰ ﷺ جب سے میں مسند تدریس پر آیا ہوں نہ صرف نماز باجماعت بلکہ تکبیر اولیٰ کا اہتمام کرتا ہوں آج تک تقریباً کوئی نماز تکبیر اولیٰ کے بغیر نہیں پڑھی۔آپ نرم خو، نرم دل، منکسر المزاج

متواضع صفت تھے۔تواضع وانکساری آپ علیہ الرحمہ کے اندر جذبہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی آپ اپنے گھر کے بچوں کو بھی تواضع کی تعلیم دیتے تھےاس کا اثر آپ کے صاحبزادوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ (تاثرات''الحدائق''میانوالی کا مفسراعظم پاکستان نمبر،جامعہ فیض العلوم میانوالی)

آپ کے معالج خاص پروفیسر ڈاکٹر محمد ظفر عباس((CARDIAC PHYSICIAN)بیان کرتے ہیں کہ ۲۰۰۱ء کی بات ہے میں حسب معمول شعبہ امراض دل وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا کہ چند صوفیائے کرام سی۔سی۔یو میں تشریف لائے۔مجھے وارڈ میں داخلے کے کاغذات دیئے،میں نے پوچھا مریض کون صاحب ہیں تو فرمایا کہ یہ حضرت صاحب ہیں۔میں نے ای۔سی۔جی(E.C.G) کو دیکھا پھر حضرت صاحب کو دیکھا اتنا شدید دل کا دورہ اور اتنا پرنور اور پرسکون چہرہ مبارک،حیرت بھی ہوئی اور دل کو نامعلوم سی خوشی بھی ہوئی۔میں نے فوری طور پر حضرت صاحب کو بستر پر لٹایا اور علاج شروع کیا۔عصر کا وقت نکل رہا تھا اور مغرب قریب تھی۔حضرت صاحب کی شدید خواہش تھی کہ نماز(مغرب)ادا کرلی جائے۔دل کے دورہ کی حالت یہ تھی کہ حضرت صاحب قضا کرلیں۔لیکن شدید خواہش پر بھی میں حضرت صاحب کو قضا نماز ادا کرنے کا نہ کہہ سکا۔حضرت صاحب نے نماز ادا کی اور رب عظیم کا شکر ادا کیا۔یہ مجھ ناچیز کی حضرت فیض احمد اویسی صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔مجھے کچھ اندازہ تو ہوگیا تھا کہ حضرت اویسی صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگوں میں سے ایک ہیں کیونکہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب لوگوں سے ملنے کی تڑپ رہی ہے اور رب تعالیٰ کسی نہ کسی طرح میری یہ خواہش پوری فرمادیتا ہے لیکن باقاعدہ تعارف نہ تھا۔

(تاثرات''الحدائق''میانوالی کا مفسراعظم پاکستان نمبر،جامعہ فیض العلوم میانوالی)

علامہ اویسی نوراللہ مرقدہ نماز کے فوائد بیان فرماتے ہوئے اپنے ذاتی مشاہدات لکھتے ہیں کہ آپ نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ نماز کی ادائیگی کے سامنے ہزاروں رکاوٹیں آئیں اور ایسی کہ ان سے بہت نقصان کا نہ صرف خطرہ ہو بلکہ یقین ہو کہ واقعی بہت ضرر پہنچے گا لیکن نماز پڑھنے کو ترجیح دی جائے تو نماز پڑھنے سے انشاءاللہ معمولی نقصان بھی نہیں ہوگا بلکہ منجانب اللہ بہت بڑا انعام نصیب ہوگا۔

آپ اپنے چند واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے اگرچہ عجب کا خطرہ ہے لیکن تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ شاید کسی کو نماز کے فوائد کی لالچ سے نماز کی پابندی نصیب ہو اللہ تعالیٰ عجب وفخر سے محفوظ رکھے اگر ہو تو بہ طفیل حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم معاف فرمادے۔

آپ ایک دفعہ کوٹ مٹھن شریف کے لئے جارہے تھے چانجنی(ظاہر پیر)ضلع رحیم یار خان کے درمیان نمازِ عصر کا آخری وقت ہونے لگا آپ نے ڈرائیور کو عرض کیا تو اس نے آپ کی گزارش کو ٹھکرادیا آپ نے عرض کی کہ مجھے وضو ہے صرف دو رکعت پڑھوں گا زیادہ وقت ضائع نہ ہوگا لیکن ڈرائیور نے ایک نہ مانی۔آپ نے کہا بس روک دو ورنہ میں بس سے چھلانگ لگادوں گا۔اس کے بعد جو کچھ ہوگا خدا کو سپرد۔اس نے آپ کی دھمکی سے صرف ایک منٹ بس روکی آپ نیچے اترے تو ڈرائیور نے بس چلادی۔آپ نے نمازِ مغرب اطمینان سے پڑھی اس کے بعد آپ نے پیدل چل کر آگے سفر طے کیا اور کچھ بس کے ذریعہ بڑی مشکل سے الحمدللہ کوٹ مٹھن شریف تقریر کے صحیح وقت پر پہنچ گئے۔

آپ ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ فیصل آباد سے لاہور جارہے تھے کہ ظہر کا وقت آخری محسوس ہونے لگا آپ نے ڈرائیور سے عرض کیا کہ اڈہ آگیا ہے میرا وضو ہے صرف دو رکعت پڑھنے دیجئے۔ڈرائیور صاحب نے فرمایا وقت نہیں ہے آپ نے نماز شروع کردی۔ڈرائیور نے بس بھگادی۔نماز پڑھ کر آپ نے دوسری بس پکڑی اور ڈرائیور سے پہلے طے کیا کہ نماز کے اوقات میں رعایت ہو تو آپ کے ساتھ سفر کروں ورنہ کوئی دوسری بس پکڑلوں۔اس ڈرائیور صاحب نے بات مان لی اور الحمدللہ آپ نے سکون سے عصر ومغرب کی نمازیں ادا کیں۔

آپ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ سردی کے موسم میں آپ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ قائم پور(بہاولپور)کا سفر کررہے تھے کہ عصر کا آخری وقت ہوگیا۔آپ نے ڈرائیور صاحب سے عرض کی کہ میرا وضو ہے صرف دو رکعت پڑھنے دیں۔ڈرائیور نے کہا وقت نہیں ہے۔آپ نے عرض کی کہ مجھے نیچے اتار دیں اس نے لاپرواہی سے نیچے اتار دیا ساتھی نہ اترا۔آپ نے سردی میں قائم پور تک پیدل چل کر سفر کیا پھر منزلِ مقصود تک سردی میں پہنچے آپ فرماتے ہیں کہ الحمدللہ اپنے وعدہ کا ایفاء نصیب ہوگا یعنی آپ پروگرام پر صحیح وقت پر(الحمدللہ)پہنچ تو اسی طرح بےشمار واقعات آپ کی زندگی میں پیش

آئے۔آپ عاجزی کا اظہار فرماتے ہوئے بیان فرماتے تھے کہ اس سے اپنی سوانح عمری بیان کرنا مقصود نہیں صرف احباب کو نماز کی اہمیت اور اس پر پابندی کی اپیل ہے اس میں ہزاروں دشواریاں پس پشت ڈال دیں۔''اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا'' (پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۱۱۵)

آپ فرماتے تھے کہ دشواریوں اور پریشانیوں میں میرا رفیق سفر نعت خواں الحاج صوفی منظور احمد صاحب ناظم صابری ایسے آڑے اوقات میں دعا کرتا کہ الٰہ العالمین اُویسی کو تو اپنی سواری عطا فرما۔ چنانچہ اس کی دعا مستجاب ہوئی اور مجھے نقد سودا مل گیا کہ ایک کے بجائے کئی سواریاں مولیٰ کریم نے عطا فرمادیں۔ جیپ، کار، ڈالا اور موٹر سائیکلیں ورنہ ہمارا حال تو یہ تھا کہ سائیکل بھی کوئی نہیں دیتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مجھے نماز کی پابندی پر نقد انعام نصیب ہوا۔ (الحمد للہ علیٰ ذالک وصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیبہ)

(محمد فیض احمد اویسی، نماز کے نقد فوائد، مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان)

مولانا حماد رضا نوری (حیدرآباد) اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں کہ میں حضرت (فیض ملت علیہ الرحمہ) کے وصال سے چند ماہ پیشتر مارچ ۲۰۱۰ء میں آپ کی خدمت میں چند دن حاضر رہا اور خود دیکھا کہ اس سخت علالت کے باوجود نماز تو نماز حضرت نے جماعت اور مسجد کی حاضری بھی نہ چھوڑی۔ یہی ہمارے اسلاف تھے جن کی رونقیں ہر سو تھیں جن کے دم سے علم کی بہاریں تھیں۔

(محمد فیض احمد اویسی، ماہنامہ فیض عالم، ستمبر 2010ء، جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کا عشق رسول ﷺ

عشق و محبت کا مفہوم یہ ہے کہ ''طبیعت کا کسی بھی چیز کی طرف مائل ہونا'' اگر یہ میلان سخت ہوجائے تو اس کو عشق کہا جاتا ہے۔ آخر معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا غلام بن جاتا ہے۔ اس پر سب کچھ قربان کردیتا ہے۔ عشق کی تاثیر بڑی حیرت انگیز ہے۔ عشق نے بڑی بڑی مشکلات میں عقل انسانی کی رہنمائی کی ہے۔ عشق نے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کیا ہے۔ عشق کے کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ مدینہ شریف کے پرآشوب ماحول میں جب آپ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے۔ اطرافِ مدینہ کے بہت سے لوگ دین اسلام سے پھر گئے۔ دشمنوں نے شہر رسول ﷺ پر حملے کی تیاریاں مکمل کرلیں۔ اسلامی لشکر کو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں روم کے مقابلہ کے لئے خود رسول اللہ ﷺ مرضِ وصال میں بھیج چکے تھے۔ سیاسی حالات نے سنگین رخ اختیار کرلیا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی رائے تھی کہ لشکر کو واپس بلایا جائے۔ لیکن وہ عشق ہی تھا جس نے سب کے برخلاف پکار کر کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) سے ہرگز یہ نہیں ہوسکتا کہ لشکر کو پیچھے لوٹائے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے آگے بھیجا ہے۔ خواہ کتے ہمارے ٹانگیں کھینچ لے جائیں مگر رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا لشکر میں واپس نہیں بلا سکتا اور اپنے آقا ﷺ کا باندھا ہوا پرچم کھول نہیں سکتا۔ عشق کا فیصلہ عقل کے فیصلے سے بالکل متصادم تھا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جب عشق کا فیصلہ نافذ ہوگیا تو ساری سازشیں خود بخود دم توڑ گئیں۔ دشمنوں کے حوصلے شکست خوردہ ہوگئے اور سیاسی حالات کی کایا پلٹ گئی۔ اسی عشق کامل کے طفیل صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دنیا میں اختیار و اقتدار اور آخرت میں عزت و وقار ملا۔ یہ انکے عشق کا کمال تھا کہ مشکل سے مشکل گھڑی اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی انہیں اتباع رسول ﷺ سے انحراف گوارا نہ تھا۔ وہ ہر مرحلہ میں اپنے محبوب آقا ﷺ کا نقش پا ڈھونڈتے اور اسی کو مشعل راہ بنا کر جادہ پیما رہتے۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ بھی سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ کی تقاریر کا موضوع عموماً محبت رسول ﷺ ہی ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ کا یہی عشق جو آپ کو ہر سال کشاں کشاں شہر نبی ﷺ میں لے جاتا تھا۔ آپ کو ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۳۱ھ ہر سال حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوتی رہی۔ آپ کو نہ صرف حضور اکرم ﷺ سے محبت تھی بلکہ آپ ﷺ کی اولاد، آپ علیہ السلام کا شہر مبارک اور ہر وہ چیز جس کی نسبت آقا ﷺ سے ہو وہ چیز علامہ اویسی صاحب علیہ الرحمہ کو جان سے بھی زیادہ پیاری تھی۔

حضوراکرم ﷺ کے حسن و جمال کا جب ذکر چھڑتا تھا تو آپ کی آنکھیں ساون بھاوں کی طرح برسنا شروع ہو جاتی تھیں۔آپ اکثر امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام بڑے ذوق وشوق سے سنتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے والدین کریمین سے آپ کو بے پناہ عقیدت ومحبت تھی اور جن لوگوں کی تحقیق میں وہ (نبی اکرم ﷺ کے والدین) مسلمان نہیں مشرک ہیں (معاذ اللہ) علامہ اویسی نے ان سے سخت اختلاف کیا اور اس موضوع پر آپ نے ایک ضخیم کتاب بنام ,,ابَوَین مصطفی ﷺ ،، تصنیف فرمائی اور نہ صرف سرکار دوعالم ﷺ کے والدین کریمین بلکہ آپ ﷺ کے نسب مبارک میں آخر تک آنے والے تمام آباء وامھات کے ایمان واسلام پر وہ تحقیق فرمائی کہ اگر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں ہوتے تو آپ کو بہت داد دیتے کیونکہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کے والدین کے ایمان کے بارے میں مستقل چھ رسائل تحریر فرمائے تھے اویسی صاحب بھی اسی عقیدت ومحبت کی بنا پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ابواء شریف میں متعدد بار تشریف لے گئے جہاں ایک اونچے ٹیلے پر رحمتِ کائنات ﷺ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنھا کا مزار مبارک ہے جہاں پہنچنا نہایت ہی مشکل ہے مگر آپ کا عشق کشاں کشاں وہاں کئی بار لے گیا۔حضور اکرم ﷺ کی آل سے آپ کو بہت زیادہ محبت تھی جب آپ مدرسہ میں درس نظامی یا دورہ تفسیر القرآن پڑھاتے تو حاضری رجسٹر میں سب سے پہلے سادات کرام کا نام لکھتے اور کبھی کسی سیدزادے کو سزا نہ دیتے بلکہ پیار ومحبت سے ایسے سمجھاتے کہ دوبارہ شکایت کا موقع نہ ملتا۔ یہ سب عشق رسول ﷺ کا اثر تھا۔

حضرت علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے آپ حب رسول ﷺ کے جس بلند مقام پر فائز تھے وہ لفظ اور کا بوجھ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔آپ خود ہی عشق رسول ﷺ تھے یوم الست سے آپ کا خمیر عشق نبی ﷺ سے اٹھایا گیا۔آپ کا عشق لاجواب تھا آپ کی ہر گفتگو کا نچوڑ اور خلاصہ حب رسول ﷺ تھا آپ کسی بھی موضوع پر خطاب کر رہے ہوتے خواہ سیاسی ہو یا اقتصادی بات کا اختتام اسی نقطہ عشق رسول ﷺ پر ہوتا۔آپ عشق رسول ﷺ میں گم ہوئے ایک عاشق تھے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 63)

آپ نے ہمیشہ اپنے دستخطوں میں یوں لکھا "مدینہ کا بھکاری" آپ کشتہ عشق رسول ﷺ تھے ہر سال مدینہ طیبہ میں حاضری کی نعمت سے شاد کام رہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 54)

محبت اہل بیت اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

اہل بیت نبی ﷺ کی محبت جزء ایمان بلکہ عین ایمان ہے محبت کی علامات میں اہم علامت ہے جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اس کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھتا ہے۔حسنین کریم سے محبت کے متعلق تو خود نبی کریم روف ورحیم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ حسنین کریمین سے میں محبت کرتا ہوں تو بھی محبت فرما اور ان دونوں سے جو محبت کرے تو اس کو بھی محبوب بنالے اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اہل رسول ﷺ سے محبت کرنے والا اللہ کا محبوب ہے۔علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کو اہل بیت سے بے پناہ محبت تھی۔

حلیہ ولباس

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کا قد درمیانہ تھا۔داڑھی مبارک سفید تھی نہ زیادہ گھنی اور نہ زیادہ پتلی، سنت کے عین مطابق تھی گفتار دھیمی اور شفیقانہ تھی عاجزی وانکساری سے بھرپور تھے سر پر سفید عمامہ شریف ہوتا تھا آپ کرتا زیب تن فرماتے تھے جب گھر ہوتے تو اکثر تہہ بند پہنتے اور کندھے پر سفید چادر ہوتی تھی جسمانی طور پر معتدل، زبان میں شیرینی، گفتگو سرائیکی، اور عموماً اردو میں فرماتے تھے، پاؤں میں چمڑے کا جوتا پہنتے تھے۔اکثر جو مل جاتا پہن لیتے البتہ باہر جاتے تو عربی جبہ زیب تن فرماتے اور جوتا پہنتے تھے۔

حسن خلق

علامہ اویسی علیہ الرحمہ خُلق کا پیکر تھے۔ آپ بڑوں کے ساتھ بڑے اور چھوٹوں کے ساتھ چھوٹے تھے۔ ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ ان کا مجھ سے خصوصی تعلق ہے جبکہ آپ کا خلق سب کے ساتھ ایک جیسا ہوتا۔ نماز پڑھنے جاتے تو عقیدت مند ملتے تو آتے جاتے سب سے مسکرا کر ملتے ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ دست بوسی کا موقعہ میسر آئے لیکن آپ اس سے گریز کرتے تاہم سب سے شفقت سے پیش آتے آپ علیہ الرحمہ کے چہرہ پر کبھی غصہ نہیں دیکھا گیا۔ صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی اور صاحبزادہ فیاض احمد اویسی کے چھوٹے بچے ان کے ساتھ بے تکلف ہوتے آپ ان سے بہت پیار کرتے تھے اور یہ پیار و محبت ان سب بچوں کے لئے بھی ہوتا جو کبھی کبھار دم کرانے آپ کے پاس لائے جاتے۔ ہر چھوٹا بڑا آپ سے خوش رہتا۔ طلباء کے طعام و قیام کا خصوصی خیال رکھتے تھے اپنے بیٹوں کو بالخصوص صاحبزادہ مفتی محمد صالح اویسی مرحوم کو ہدایت کرتے کہ اس میں کوئی کمی کوتاہی نہ ہو۔

مزاح

علامہ اویسی کبھی کبھار مزاح بھی کرتے تھے ایک بار آپ کی گاڑی جو کسی عقیدت مند نے تحفے کے طور پر آپ کو دی تھی کھڑی تھی طلباء سے فرمانے لگے اسے پھونک مارو تا کہ چلنے لگے یہ فرما کر خود بھی ہنس دیئے اور طلباء بھی ہنس پڑے۔ ؒایک دن دوران تدریس ایک صاحب تشریف لائے جو آپ کے عقیدت مند تھے وہ کلاس سے باہر بیٹھے رہے ایک فتویٰ درکار تھا وہ بہت سے علماء سے فتاویٰ لیے ہوئے تھے جن کو جلد کرا رکھی تھی فتویٰ اس پر تھا کہ کیا چھپکلی مارنا درست ہے اور یہ کہ چھپکلی مارنے کا اتنا ثواب ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے عرض کی حضور یہ صاحب کون ہیں فرمانے لگے یہ ایک پیر صاحب جن کا کام صرف چھپکلی مارنا ہے اس لئے میں نے ان کا نام ہی چھپکلی مار پیر رکھا ہوا ہے یہ کبھی کبھار آتے ہیں وہ صاحب ہنس دیے اور حضرت کی دست بوسی کے بعد چلے گئے۔

اعتکاف

آپ علیہ الرحمہ نے مسجد نبوی شریف میں سالہا سال اعتکاف کی سعادت حاصل فرمائی ان اعتکافات کا ثواب جمع کریں تو کس قدر ثواب بنتا ہے۔ یہ سب اُس کریم رحمتہ اللعالمین کی ذات پاک کا کرم ہے۔

نعت خوانی

علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کو نعتِ رسول ﷺ پُر ذوق سننے کا شوق تھا نعت شریف سُن کر ٹھنڈی آہیں نکلتی تھیں یہ عشق رسول ﷺ کی بین دلیل ہے۔ آپ علیہ الرحمہ اپنا کلام بھی نمازِ عصر کے بعد نہایت ذوق کے ساتھ سُنتے تھے۔ آپ کا بہترین کلام اُردو اور سرائیکی میں مطبوعہ ہے، یہ بھی کرم خداوندی ہے، دیگر عُشاق کرام مثلاً خزینہ معرفت ہجر و گداز کا خزینہ حضور غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ دربارِ عالیہ کوٹ مٹھن شریف کی سرائیکی کافیاں سُن کر آبدیدہ ہو جاتے، آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برستی اسی طرح امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا کلام حدائق بخشش والہانہ انداز میں سنتے۔ آپ نے کلام حدائق بخشش کی متعدد جلدوں میں شرح بھی فرمائی ہے گویا غواصِ معرفت تھے۔ اسی طرح فخر پاکستان محمد اویس رضا صاحب فخرِ نعت خوانان سے بھی نعتیں سنتے، ذوق بھی غالب رہتا ہر جملہ کی داد بھی دیتے تھے یہ حُب رسول کی بین دلیل ہے۔

مسلک اہل سنت پر استقامت اور نظریات امام احمد رضا کا پرچار

آپ علیہ الرحمہ نے عمر بھر امام احمد رضا بریلوی کے نظریات کے پرچار کے لئے بہت کام کیا اور نظریات اور مسلک کے حوالے سے کبھی کسی کی رو رعایت نہیں فرمائی آپ جس بات کو حق جانتے اس پر سختی سے جم جاتے اور کوئی بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کے عزم و ہمت اور تصلب کے راستے میں حائل نہ ہوسکا۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد بار میدان مناظرہ میں کامیابی و کامرانی نے آپ کے قدم چومے۔ کیونکہ جب اخلاص صداقت اور جذبہ صادقہ شامل

حال ہوتو باطل خود بخود کافور ہو جاتا ہے۔

(میاں عطا محمد نعیمی، مقالہ فیض ملت کی فیض رسانیاں، ماہنامہ فیض عالم، مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

14 اگست جشن نزول قرآن اور قیام پاکستان

آپ نے رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ جولائی ۱؍اگست ۱۹۴۷ء خان پور کٹورہ ریلوے اسٹیشن کے نزدیک مستری کمال الدین والی مسجد میں نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔ اور رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو قرآن پاک کے ختم کی تقریب تھی اور اتفاق سے اسی دن پاکستان دنیا کے نقشہ پر معرض وجود میں آیا۔ تو ۲۷ رمضان المبارک کی شب ۱۴؍اگست کو ختم شریف کی تقریب کے حوالہ مسجد انتظامیہ نے جشن نزول قرآن کی تقریب کے خوب انتظامات کر رکھے تھے ادھر برصغیر کے مسلمانوں کو قیام پاکستان کی نوید سنائی گئی تو تقریب کی خوشی دو بالا ہوگئی چونکہ اسٹیشن خانپور جنکشن ہے لاہور راولپنڈی کی طرف سے کراچی جانے والی تمام گاڑیاں یہیں سے گذرتی ہیں علامہ اویسی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ہم نوجوان ہر آنے والی گاڑی میں قائدین تحریک پاکستان کا استقبال کرتے اور مسافروں کے لیے خوب اہتمام کرتے۔

علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی وملی خدمات

۱۹۵۲ء بمطابق ۱۳۷۱ھ کے اواخر میں شوال کے مہینے میں آپ نے اپنے گاؤں حامد آباد میں عربی درسگاہ کی بنیاد ڈالی جس کا نام ''مدرسہ اویسیہ منبع الفیوض'' رکھا۔ جس میں حفظِ قرآن اور خالص عربی کی تعلیم دی جاتی۔ اس مدرسہ میں دور دراز سے طالب علم تعلیم کے لئے جمع ہوگئے۔ گاؤں کے ماحول میں ان کا انتظام بہت ہی مشکل تھا لیکن اس ویران مقام میں درجنوں محدث، مفتی، مدرس اور سینکڑوں حفاظ تیار ہوگئے جو آج مرکزی مدارس میں خدمات انجام دے رہے ہیں اور خدمت حدیثِ مبارکہ اور مسند افتاء وتدریس کے منصبوں پر فائز ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۱ء میں مدرسہ سراج العلوم خان پور میں دورۂ تفسیر القرآن کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۳ء میں خانیوال ضلع ملتان میں دورۂ قرآن شریف دیا۔ پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت اور دیگر ممالک میں فیض ملت علیہ الرحمہ کے روحانی فیض یافتہ شاگردان کی علمی میراث کی خوشبو بکھیر رہے ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں گوناں گوں مصائب اور جدید لازمی سہولیات میسر نہ ہونے کے باعث علامہ اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہاولپور میں سکونت اختیار کی اور یہیں پر زمین کا ٹکڑا خرید کر علامہ اویسی نے جامعہ اویسیہ اور جامعہ مسجد سیرانی کی بنیاد رکھی جو کہ تادم تحریر بحمدللہ قائم ودائم ہے اور دین اسلام کی شب وروز ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہے۔

(محمد اعجاز اویسی، مظلوم مصنف، حصہ اول غیر مطبوعہ، ص ۱۱)

علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی شادی ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۳ء میں جام محمد لاڑ کی بیٹی سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد جسمانی میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی سے نوازا ہے۔

حضرت علامہ مولانا محمد صالح اویسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا محمد صالح اویسی شہید رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے صاحبزادے ﴿انہی کے نام پر مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے اپنی کنیت ابوصالح رکھی﴾ ہیں جن پر علامہ اویسی صاحب کو بڑا مان تھا اور جامعہ اویسیہ رضویہ کی تمام تر ذمہ داری آپ پر تھی اور بالخصوص دارالافتاء میں ہائیکورٹ بہاولپور کی طرف سے مشکل فتوے بکثرت آتے تھے اور تمام چھوٹی بڑی عدالتوں میں جامعہ اویسیہ رضویہ کے فتویٰ کو بڑی قدر کی نگاہ سے

دیکھا جاتا تھا۔مفتی محمد صالح اویسی شہید رحمۃ اللہ علیہ ۵۱ سال کی عمر میں ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۱ نومبر ۲۰۰۴ء بروز جمعرات کو اچانک حادثے میں شہید ہوئے تو علامہ اویسی صاحب اپنے حقیقی جانشین کے داغ مفارقت کی وجہ سے کافی پریشان اور کمزور ہوئے مگر قانون خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔مفتی محمد صالح اویسی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹہ نمبر ا گلی نمبر ۴ بہاولپور شہر میں ایک مدرسہ گلشن اویس کی بنیاد رکھی اور بڑے احسن طریقے سے اس مدرسہ کے نظام کو چلایا آپکی شہادت کے بعد آپکے چچازاد بھائی حضرت علامہ مولانا ماجد حسین اویسی مدظلہ اِس مدرسہ کو چلا رہے ہیں اور اب تک سینکڑوں طلباء وطالبات حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہو چکے ہیں۔آپ علیہ الرحمہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں جو کہ زیر تعلیم ہیں۔

حضرت علامہ مولانا عطاء الرسول اویسی مدظلہ

صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا عطاء الرسول اویسی مدظلہ آپ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔آپ نے بھی مکمل درس نظامی کیا ہوا ہے اور زبر دست خطیب بھی ہیں آپ جامعہ اویسیہ رضویہ میں بحیثیت مدرس فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی تصانیف کو عام کرنے کیلئے مکتبہ اویسیہ کو بھی چلا رہے ہیں جہاں وقتاً فوقتاً علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی تصانیف کو شائع کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ آپ مدرسوں کی سرپرستی بھی فرما رہے ہیں جن میں مدرسہ گلزار رسول ﷺ جی ٹی روڑ رحمٰن آباد بہاولپور، فیضان رسول للبنات فرید آباد نزد ریلوے اسٹیشن بہاولپور اور مدرسہ فیض المدارس مسافر خانہ جی ٹی روڑ بہاولپور (اس مدرسہ میں درس نظامی موقوف علیہ تک کی کلاسیں ہیں) شامل ہیں۔عطاء الرسول صاحب کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔بڑے صاحبزادے مولانا فدا الرسول نے مکمل درس نظامی کیا ہوا ہے اور اب مدرسہ فیضان رسول ﷺ کی نظامت اور جامع مسجد غوث الاعظم محلّہ کچلی پورہ بہاولپور شہر میں امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں دوسرے صاحبزادے قاری ضیاء الرسول اویسی مدرسہ گلزار رسول ﷺ کی نظامت کر رہے ہیں اور ایک صاحبزادی نے مکمل درس نظامی الشھادۃ العالمیہ کیا ہوا ہے بقیہ صاحبزادے اور صاحبزادیاں زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مولانا محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ

حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ آپ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔آپ نے بھی مکمل درس نظامی کیا ہوا ہے اور تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کی اسناد پر گورنمنٹ سکول میں بحیثیت عربی ٹیچر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔اور سیکنڈ ٹائم جامعہ اویسیہ رضویہ میں گاہے بگاہے تدریس اور افتاء کے فرائض بھی ادا کر رہے ہیں۔اور گوناں گو مصروفیات کے باوجود اہلسنت کا عظیم علمبر دار ماہنامہ فیض عالم کے مدیر بھی ہیں جس کا شمار پاکستان کے چند بڑے ماہناموں میں ہوتا ہے اور علمی دنیا میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔جون ۱۹۸۹ء کو ماہنامہ فیض عالم کا آغاز ہوا اور تا حال جاری وساری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ میلاد کمیٹی ضلع بہاولپور کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں۔بڑے صاحبزادے محمد ارشاد احمد اویسی جو کہ بہاولپور شہر نیو سبزی منڈی کے قریب مسجد میں امام وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جبکہ بقیہ صاحبزادے زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مولانا ریاض احمد اویسی مدظلہ

حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ ریاض احمد اویسی مدظلہ آپ کے چوتھے صاحبزادے ہیں آپ نے بھی مکمل درس نظامی کیا ہوا ہے آپ کو مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے اعلیٰ تعلیم کیلئے عالم اسلام کی عظیم دینی یونیورسٹی بغداد (عراق) بھیجا وہاں سے فراغت کے بعد بہاولپور شہر میں جامعہ ریاض المدینہ کی بنیاد رکھی اور اس کے ساتھ ساتھ محکمہ اوقاف میں خطیب کی حیثیت سے مرکزی جامع مسجد اقصیٰ (شہزادی چوک) بہاولپور میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔اور جماعت اہلسنت پاکستان کے ڈویژنل امیر، سنی اتحاد کونسل کے چیف آرگنائزر اور عالمی تنظیم اہلسنت پاکستان ضلع

بہاولپور کے بھی امیر ہیں اور صوبائی امن کمیٹی پنجاب کے ممبر اور رویت ہلال کمیٹی کے بھی رکن ہیں۔اتنی مصروفیات کے باوجود ہر محاذ پر خواہ مذہبی ہو یا سیاسی آپ سب سے آگے ہوتے ہیں اور آپ کی جلالی طبیعت کی وجہ سے کسی بھی اجلاس میں گستاخانِ رسول ﷺ کو بولنے کی جرأت نہیں ہوتی بلکہ دُم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔آپکی زوجہ محترمہ نے بھی درس نظامی کیا ہوا ہے اور مدرسہ اویسیہ للبنات میں معلّمہ ہیں۔

آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں ایک بیٹا حافظِ قرآن اور درس نظامی پڑھ رہا ہے اور دوسرے بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

صاحبزادی کنیز فاطمہ

مفتی فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی صرف ایک صاحبزادی ہے۔جس کی شادی علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے بھتیجے حضرت علامہ مولانا ماجد حسین اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہوئی۔علامہ مولانا ماجد حسین اویسی مدظلہ نے اپنے برادر نسبتی مفتی محمد صالح اویسی رحمۃ اللہ کی شہادت کے بعد جامعہ گلشن اویس کی ذمہ داری سنبھالی اور تا حال مدرسہ کا انتظام احسن طریقے سے چلا رہے ہیں۔آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کے پوتے اور نواسوں کی دینی خدمات

مولانا فداءالرسول اویسی ناظم اعلیٰ مدرسہ فیضان رسول بہاولپور شہر، جامع مسجد غوث الاعظم کے خطیب ہیں۔مولانا قاری ضیاءالرسول اویسی ناظم اعلیٰ مدرسہ گلزار رسول ﷺ جی ٹی روڈ بہاولپور ہیں۔مولانا قاری محمد ساجد اویسی ناظم اعلیٰ مدرسہ گلشن اویس بہاولپور ہیں۔مولانا قاری محمد طالب حسین اویسی جامع مسجد بہارِ مدینہ نیو سبزی منڈی میں خطیب ہیں۔

(مفتی عبدالرحمٰن نقشبندی کہروڑپکا، مقالہ حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی، غیر مطبوعہ)

علامہ اویسی بحیثیت معلم

مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ اعلیٰ پائے کے معلم ثابت ہوئے۔آپ کا انداز تدریس دل نشین تھا آپ طلباء پر نہائت شفیق ومہربان تھے علم الصرف، علم نحو، منطق اور ریاضی کے مشکل مقامات اور پیچیدہ مسائل پر ایسی قابل گفتگو فرماتے کہ مبتدی طالب علم بھی بڑی آسانی سے سمجھ جاتا تھا ماہرین تعلیم نے کامیاب اور مثالی معلم کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مدرس کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے متعلقہ اسباق کو پوری ذمہ داری سے پڑھائے، اسباق کے مضامین کو دلنشین اور مؤثر طور پر طلباء کے ذہن میں منتقل کرے۔طلباء کی علمی ترقی، اخلاقی بلندی، علمی میدان میں کامیابی، دینی علمی خدمات میں انہیں فعال ومتحرک بنانے کے لئے کوشاں رہے۔ان کے ذہن وفکر، قلب ومزاج اور اخلاق وکردار ہر ایک کی اصلاح کے ساتھ اُنہیں مردان کار کی صف میں نمایاں مقام پر لا کھڑا کرے۔یہ تمام خوبیاں حضرت فیض احمد اویسی میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھیں۔

طلباء کے رجحانات سے آگاہی آپ کا خاصہ تھا طلباء چونکہ طبعی طور پر مختلف رجحانات ومیلان کے حامل ہوتے ہیں بعض کو شعر وسخن سے دلچسپی تو بعض تقریر وخطابت کے دلدادہ ہوتے ہیں کچھ تجوید وقرأۃ میں مہارت چاہتے ہیں تو کچھ تصنیف وتالیف کا شوق رکھتے ہیں۔آپ دوران تدریس طلباء کے انفرادی اختلافات کو ملحوظ رکھتے ہوئے توضیحی،(Illustrative تشریحی) پہلوؤں پر روشنی ڈالتے اور طلباء کی مطلوبہ شعبہ جات میں نہ صرف حوصلہ افزائی فرماتے بلکہ مناسب رہنمائی سے بھی نوازتے تھے، مقصود یہ ہوتا تھا کہ طلباء کی صلاحیتوں کو صحیح سمت میں متعین کیا جائے تاکہ قصر دین وملت کے یہ معمار تعلیم کی عمارت کو مستقل بنیادیں فراہم کرسکیں۔

ممتاز عالم دین علامہ محمد منشا تابش قصوری حضرت فیض احمد اویسی کی تدریس کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''اظہار علم کا بڑا شعبہ درس وتدریس اور تعلیم وتعلم ہے تبلیغ دین کی انجام دہی میں اسے اولیت حاصل ہے مدرس کی خوبیوں میں بنیادی وصف حسن اخلاق ہے قابلیت اور محنت تو بعد کی باتیں ہیں مسند تدریس پر وہی استاد کامیاب وکامران نظر آئے گا جو اخلاقی اعتبار سے طلباء پر اثر انداز ہوگا، رعب وجلال اور علمیت کا بھاری بھرم تلامذہ کے دل میں اور

احترام اور محبت وعظمت کا سکہ نہیں بٹھا سکے گا دیکھا گیا ہے کہ بعض مدرسین نئے نئے طلباء پر سختی کی انتہاء کر دیتے ہیں اور طلباء ایک ایک کر کے اپنی راہ لیتے ہیں اور استاد کے لئے صرف مسند ہی زینت رہ جاتی ہے اور وہ اپنی اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے قطعاً توجہ نہیں دیتا آخر کیا ماجرہ ہے کہ میرے تلامذہ مجھے داغ مفارقت کیوں دے گئے؟

ان خوبیوں کو اگر علامہ اویسی صاحب میں دیکھا جائے تو جو بن پہ نظر آتی تھیں طالب علم سے محبت وشفقت، سبق کو احسن طریقے سے سمجھانا اور پھر سوالات کے جوابات کو ذہن نشین کروانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا قصوری صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے آپ سے شرف تلمذ حاصل نہیں مگر آپ کے تلامذہ میں سے جن کو بھی جانتا ہوں وہ آپ کا نام بڑے ادب واحترام سے لیتا ہے اور آپ کے انداز تدریس کی تعریف اور آپ کی شفقت کا برملاء اظہار بالفاظ شیریں کرتا ہے آپ کی عاجزی وانکساری پر رطب اللسان نظر آتا ہے آپ کے تلامذہ آپ کو اپنا محسن تصور کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے ارشد تلامذہ بھی آپ کی بہترین شہرت کا سبب ہیں اور آپ کی ذات اُن کے حقوق کی محافظ ہے سالہا سال سے مسلسل محنت سے ہزاروں فضلاء، علماء اور حفاظ پیدا ہوئے جن کی فہرست طویل ہے اُن کے اسماء گرامی درج کرنے کے لئے سینکڑوں صفحات درکار ہیں

(ملخصاً از سوانح حضرت فیض ملت)

آپ نے تقریباً ۵۰ سال دورہ تفسیر القرآن پڑھایا مکمل قرآن پاک کی تلاوت مع ترجمہ کنزالایمان بیان فرماتے جن آیات کریمہ کو دیگر مذاہب باطلہ کے لوگ اپنے مسلک کے مطابق دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں انہی آیات کریمہ سے کمالات مصطفی ﷺ ثابت فرماتے مثلاً کمال علم غیب رسول۔ کلی تفصیلی علم ثابت فرماتے اور علم غیب کی نفی کی آیات کا شافی جواب بیان فرماتے۔ اسی طرح کمال نور محمدی ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں براھین قاطعہ سے ثابت فرماتے' مسئلہ استمداد مسئلہ حیات النبی ﷺ ودیگر تمام مختلف مسائل ادلّہ اربعہ کی روشنی میں ثابت فرماتے۔ طلباء کے سوالات خندہ پیشانی سے سن کر انہیں تسلی بخش جوابات دیتے تھے۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تشنگان علوم نے آپ سے علمی فیض حاصل کیا آج وہ مناظر اہلسنت بن کر مختلف مقامات پر دینی، علمی خدمت کر رہے ہیں۔

(محمد فیاض اویسی، ماہنامہ فیض عالم، ستمبر ۲۰۱۰ء، جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

میاں عطاء محمد نعیمی (نور پور تھل) علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے تدریسی امتیازات پر یوں اظہار خیال کرتے ہیں کہ آپ (علامہ اویسی) جماعت اہل سنت میں وہ واحد علمی روحانی شخصیت تھے جنہوں نے متعدد بار اور متواتر کئی سالوں سے ملک کے گوشے گوشے میں تفسیر پاک کا دورہ پڑھایا ہے سندھ سے لے کر بلوچستان تک اور پنجاب سے لیکر خیبر تک ہر صوبے میں متعدد بار قرآن پاک کے دورہ پڑھائے اس دوران ایسے علمی، ادبی، روحانی، اعتقادی نکات بیان فرماتے کہ سامعین عش عش کر اٹھتے اور ان تفاسیری دوروں میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں خوش نصیب علم وعرفان کی بارش سے سیراب ہوئے اور اپنے علمی اشکال کا تسلی بخش حل پایا آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے بتاتے ہیں کہ آپ کے پڑھانے کا انداز بڑا منفرد تھا پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ بھی ایسے سہل انداز میں پیش فرماتے کہ سامع مطمئن ہو جاتا اور نور علم سے اپنا دامن بھر لیتا۔ حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے تدریس وتعلیم کے آداب پر کثرت سے کتب ورسائل تصنیف فرمائے ہیں۔

مفتی محمد فیض احمد اویسی تعلیم وتدریس اور تصنیف میں اپنی کامیابی کے متعلق فرماتے ہیں کہ اویسی کو علمی رنگ نہیں چڑھا لیکن لوگ علم والا سمجھتے ہیں اگر فی الواقع صحیح ہے تو یہ بھی استاذ المکرّم کا کرم ہے کہ انہوں نے ابواب الصرف کے بعد محدثین کے قوانین پڑھا کر ھدایۃ النحو، شرح مائۃ عامل شروع کرادی اور وہ بھی اسی طرح چند اور کتب بھی ایسی رہیں۔ پہلے تو طبیعت پر انقباض رہا۔ مگر حقیقت ہے کہ یہ ناکارہ اپنے استاذ معظم کو پیر ومرشد سمجھتا تھا، ان کے فرمان کو نہ صرف دل وجان میں جگہ دی؟ پھر فضل ایزدی ہوا کہ اگرچہ آتا جاتا کچھ نہیں بعد فراغت اچھے قابل احباب زیر تعلیم رہے اور اسی فن پر متعدد کتابیں پڑھیں یہ سب کچھ فضل ایزدی وتوجہ نبوی ودعائے استاذی کا نتیجہ ہے۔

معلم کے لیے تدریس میں اخلاص ضروری ہے اگر صرف تنخواہ کا لالچ ہو ہر وقت اپنی پرموشن کی فکر ہو سکیل بڑھوانے کے چکر میں رہے چند دن دنیا میں تو بھلے بھلے ہو جائے مگر خاطر خواہ کامیابی نہ ہوگی اس سلسلہ میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ اپنا ذاتی مشاہدہ لکھتے ہیں کہ جو حضرات دور حاضر محض توکل علی اللہ پر درس وتدریس (حفظ القرآن یا درس نظامی) کا مشغلہ رکھتے ہیں وہ ان حضرات سے زیادہ خوشحال اور پرسکون ہیں جو مشاہرہ اور ملازمت کے چکر میں ہیں

(استاد و شاگرد کے آداب)

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ نے اللہ رب العزت اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لیے امت مسلمہ کی رہبری و رہنمائی کے لیے ہزاروں حفاظ اور علماء کرام کا لشکر تیار فرمایا جو آج دنیا کے مختلف ممالک میں علمی خدمات انجام دے کر معرفت علم کے علم جہاد بلند کئے ہوئے ہیں۔ نصف صدی سے زائد عرصہ آپ نے بلا تنخواہ مسند تدریس کو زینت بخشی ملک بھر کے مختلف تعلیمی مراکز میں دورہ تفسیر القرآن کے کورس کرائے کسی ادارہ سے کبھی معاوضہ طلب نہ کیا کیونکہ وہ اپنے مرشد و مربی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان کی طرح یہ یقین کامل رکھتے تھے کہ اس اسلامی تعلیمی خدمات کا صلہ اللہ رب العزت اپنی شانِ کریمی کے مطابق ضرور عطاء فرمائے گا کیونکہ اس کا فرمان ہے کہ ''اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا''۔

آپ کے شاگرد مفتی مختار احمد درانی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''فیض احمد اویسی نے نصف صدی سے زائد درس نظامی کی کرّات مرّات مرتبہ فنون متداولہ مروّجہ کی تدریس فرمائی۔ ہر فن میں یکتا روزگار تھے مشکل سے مشکل اسباق کو اذہان میں منقوش کرنا آپ کا خاصہ تھا آپ تدریس دورۂ حدیث میں بھی آپ عدیم المثال (بے مثال) تھے صاحبزادہ سیّد محمد زین العابدین شاہ راشدی اپنے مقالہ میں فیض ملت کی تدریسی خوبیاں بیان کرتے ہوئے یوں رطب اللسان ہیں کہ فیض احمد اویسی کی ذات بیشمار خوبیوں کی جامع تھی علماء تو بہت ہیں لیکن جو فیض مجسم میں خوبیاں تھیں وہ قابل ذکر ہیں ان میں سب سے بڑی خوبی اپنائیت تھی یعنی غیر کو اپنا بنانے کا گُر۔ جو ایک بار ملتا تھا وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ بن جاتا۔ فیض احمد اویسی ہر شاگرد کی خود تعریف فرماتے۔ اُن کی خوبی کو اجاگر کرتے، اسباق کے دوران اُن کے نام کے ساتھ علامہ اور مولانا کا لاحقہ لگا کر پکارتے، اُن کے کام کی خوب تعریف فرماتے جس سے شاگرد کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ فیض احمد اویسی اعلیٰ اخلاق، نایاب، کردار اور بلند اوصاف سے متصف تھے عاجزی اور سادگی کا پیکر تھے جذبہ دین اس قدر افزوں تھا کہ ہر وقت ہر لمحہ ترویج و اشاعت میں مصروف رہتے، پڑھتے، پڑھاتے، سکھاتے، لکھتے، لکھاتے یا پھر اوروظائف میں مصروف رہتے تھے کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے تھے ان کی زندگی میں بالخصوص نوجوانوں کیلئے بڑا درس ہے

(محمد فیاض احمد اویسی، ماہنامہ فیض عالم، جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

فیض احمد اویسی اپنے رسالہ (استاد و شاگرد کے آداب) میں طلباء کو علم میں کامیابی کا راز بتاتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ''میں نے اپنے دور تعلیم میں تین امور کو علم کی جان پایا ہے''

۱۔ بہ دل و جان استاد کا احترام و ادب

۲۔ تقویٰ و پرہیزگاری، یہاں تک کہ مستحبات کی ادائیگی بھی فرائض کی طرح ہو

۳۔ محنت، کہ تمام آرام و آرائش کو تحصیل علم پر قربان کردے

دور حاضرہ میں تینوں صفات ناپید نہیں تو بہت کم طلبہ میں پائی جاتی ہیں بالخصوص احترام و آداب استاذ تو کالمفقود محسوس ہوتی ہیں بہت کم تلامذہ اس دولت سے بہرہ ور ہیں اور بس۔

(محمد فیاض احمد اویسی، فیض ملت ایک مثالی معلم، غیر مطبوعہ)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت طبیب

فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے علم طب کی باقاعدہ تعلیم اپنے آبائی گاؤں حامد آباد میں حضرت حکیم اللہ بخش مرحوم سے حاصل کی اُن سے حکمت

کی بہت ساری کتب مثلاً میزان الطب، طب اکبر سدیدی، قانچہ سبقاً پڑھیں اور طبی حوالے سے بہت کچھ عملاً سیکھا لیکن مذہبی، دینی، اسلامی، تدریسی اور تصنیفی مصروفیات کی بناء پر آپ باقاعدہ مطب تو قائم نہ فرما سکے کہ جہاں ادویات بنائی جاتی ہوں۔ آپ علیہ الرحمہ اس بارے میں خود تحریر فرماتے تھے کہ'' فقیر نے علم الابدان بھی مکمل پڑھ ڈالا لیکن رہا بےعمل حکیم۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ علم الادیان کی مصروفیت سے علم الابدان پر عمل کرنے کا موقع ہی نہ ملا البتہ اس علم سے کلی طور پر بےخبر بھی نہ رہا کتب طب کا مطالعہ بھی جاری رکھا اور اس کے دلچسپ مضامین اپنے بیاض میں جمع کرتا رہا۔ چنانچہ اس فن میں بھی فقیر نے متعدد کتب و رسائل تیار کر لئے''۔

(محمد فیض احمد اویسی، طبی مجربات اویسی، عطاری پبلشرز کراچی، ص ۵)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت مفسر

علماءِ تفسیر نے ایک مفسر میں جن شرائط کا پایا جانا نہائت ضروری قرار دیا ہے ان میں صحت عقیدہ، خواہشات نفسانی، عربی لغت اور اس کے فروغ کا علم، قرآنی علوم کا علم اور رقت فضل یا دور ربانی شامل ہیں مذکورہ بالا علوم اور شرائط علامہ محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ نہ صرف عقائد صحیحہ کے امین تھے بلکہ آپ کی نگاہِ لطف و کرم سے ہزاروں انسان گمراہ عقیدہ چھوڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ آپ بیان عقائد میں رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال کو ہی خضر راہ بناتے تھے اور عقائد پر ویسے ہی ایمان کی دعوت دیتے تھے جیسے ان کی حقیقت ہے۔ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے دنیائے تفسیر میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے آپ نے احناف کی مشہور و معروف تفسیر روح البیان کا ترجمہ ۳۰ جلدوں میں بنام فیوض الرحمٰن کر کے تراجم کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا آپ کو مفسر اعظم پاکستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قرآنی علوم اور قرآن فہمی پر اللہ تعالیٰ نے علامہ اویسی کو جو دسترس عطا فرمائی اس کی مثال نہیں ملتی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ امام احمد رضا بریلوی کا فیض ہے اور سرزمین پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی (فیصل آباد) اور مفسر اعظم پاکستان مولانا فیض احمد اویسی کا تعلق اسی سرزمین پاکستان سے ہے ان دونوں شخصیات کو اس مقام پر پہنچانے میں احمد رضا بریلوی کا فیض سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے عربی تفاسیر کا دو سو پچھتر سالہ ریکارڈ توڑا۔ برصغیر پاک و ہند میں تفسیر مظہری کے بعد کوئی بھی عربی تفسیر منظر عام پر نہیں آئی اور اہل علم ایک ایسی تفسیر کیلئے بےقرار تھے جس میں سابقہ تفاسیر کا نچوڑ ہو اور بالخصوص ایسی تفسیر جس میں عشق رسول ﷺ کا جام چھلکتا ہوا نظر آئے تو علامہ اویسی صاحب نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے قلم اٹھایا اور دس جلدوں میں عربی تفسیر بنام ,,فضل المنان فی تفسیر آیات القرآن،، لکھ کر اہل اسلام پر احسانِ عظیم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے'' **ذالک فضل اللہ یوءتیہ من یشا**'' (سورۃ المائدۃ، آیت نمبر ۵۴) کے تحت آپ کی محنت کو نہ صرف پاکستان بلکہ عرب ممالک میں بھی عام کر دیا۔ علامہ اُویسی صاحب نے اس عظیم خدمتِ دین سے فیضیابی کے لئے علمِ تفسیر و اُصولِ تفسیر پر درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں اس موضوع پر نہ صرف آپ نے رسائل لکھے بلکہ باقاعدہ ۱۵ مجلدات پر مشتمل اپنی ''تفسیرِ اُویسی'' لکھی۔ مختصراً اس دور میں شاید ہی کسی نے علمِ تفسیر کی اس قدر خدمت کی ہو جتنی کہ علامہ اُویسی علیہ الرحمہ نے کی ہے۔

(سید محمد منصور شاہ، الحدائق مفسر اعظم پاکستان نمبر، آستانہ عالیہ محمدیہ غوثیہ میانوالی، ص ۲۹)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت محدث

فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت مفسر اعظم پاکستان کے بعد محدث کبیر ایک بلند مقام پر نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ علامہ اویسی کی محبت اور حدیث فہمی میں بھی یدطولیٰ رکھتے۔ یہ اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے کہ آپ شارح صحاح ستہ ہیں۔ آپ ثانیٔ محدث اعظم پاکستان نظر آتے ہیں آپ نے تصانیف اور علوم مصارف قرآن کی طرح علوم حدیث اور ان کی شروحات میں بھی اپنا سکہ منوایا ہے

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت فقہی

فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے جہاں علوم قرآن، علوم حدیث میں ایک مقام اور نام پیدا کیا وہاں آپ فقہ کے میدان میں بھی اپنی مثال آپ تھے آپ فقہ کی دنیا میں ثانی ابوحنیفہ نظر آتے [illegible] فتاوی [illegible] 12 جلدوں [illegible] مشتمل [illegible]

کی دنیا میں حضرت اویسی کا ایک نادر وشاہکار کارنامہ ہے۔اس کے علاوہ فقہی سطح پر آپ کی بیشمار تصنیفی خدمات ہیں

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت مدرس

علامہ اویسی نے شعبہ تدریس کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی، آپ جہاں مفسر، محدث، محقق، مصنف، مولف، مناظر شارح، اور مبلغ تھے وہاں آپ نامی گرامی مدرس اعلیٰ بھی تھے آپ دورہ تفسیر القرآن اور دورہ حدیث شریف کے علاوہ اپنے طلباء کو درس نظامی کا درس بھی کراتے تھے مدرس ہونے کے اعتبار سے آپ علیہ الرحمہ طلباء کی ذہنی اُڑان اور نفسیات سے آگاہ تھے۔تقریباً آپ نے نصف صدی سے زائد درس نظامی کی کرّات مرّات مرتبہ فنون متداولہ مروجہّ کی تدریس فرمائی ہرفن میں یکتا روزگار تھے مشکل سے مشکل اسباق طلباء کے اذہان میں منقوش کرنا حضرت کا خاصہ تھا۔آپ علیہ الرحمہ پاکستان میں مختلف دینی مدارس میں ''دورہ تفسیر القرآن'' پڑھانے کا فریضہ ادا کر کے دینی طلباء کو قرآنی علوم سے آراستہ وپیراستہ کرتے رہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت مصنف

مصنف ہونے کی حیثیت سے بھی آپ کا مقام مصنفین میں انفرادی حیثیت کا حامل ہے آپ علیہ الرحمہ تحقیق وعلم کے نشیب وفراز، ترجمہ کی مشکلات اور اس کا حل سے مصنف کی صفت سے متصف ہونے کی وجہ سے بخوبی آگاہ ہی تھے۔آپ کا شمار موجودہ دور کے عظیم مصنفین میں ہوتا ہے آپ تقریباً ۵۰۰۰ کتابوں کے مصنف ہیں

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت مترجم

حضرت مفتی محمد فیض احمد اُویسی علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے میدانِ علم میں باکمال صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔علم وفن کے متعلق آپ کی خدمات قابلِ ستائش ہیں جنہیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔مختلف فنون وعلوم میں جہاں آپ نے باکمال صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے وہیں فنِ ترجمہ نویسی میں بھی ایک زریں باب کا اضافہ کیا ہے۔ترجمہ نویسی کس قدر دشوار گزار کام ہے یہ تو وہی شخص جانتا ہے جس کا اس کام سے واسطہ پڑا ہو کیونکہ ہر زبان کی اپنی لغت اور اپنے اُصول وقواعد ہوتے ہیں لہٰذا جب کوئی شخص کسی تحریر کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے تو اس کے لئے ان دونوں زبانوں سے واقفیت، ان زبانوں کے قواعد وضوابط اور الفاظ ومحاورات اور لغت سے حتی الامکان آگاہ ہونا بہت ضروری ہے تب ہی کہیں ترجمہ نویسی کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہوا جاسکتا ہے

دیگر تمام زبانوں کے مقابلے میں جس قدر خصوصیت، فصاحت وبلاغت اور جامعیت عربی زبان کو حاصل ہے کسی اور زبان کو وہ مقام حاصل نہیں لہٰذا بالخصوص عربی جیسی عظیم وجامع زبان پر مشتمل کتب کو اُردو زبان میں منتقل کرنا واقعی نہایت دشوار ترین کام ہے مگر علامہ اویسی کو اللہ تعالیٰ نے ترجمہ نویسی کے فن میں بھی خداداد صلاحیت سے نوازا تھا جس کی بدولت آپ مشکل سے مشکل اور علوم وفنون کی مایہ ناز کتابوں کے مندرجات کو نہایت آسان انداز میں اُردو زبان کے قالب میں ڈھالتے چلے جاتے تھے مگر ساتھ ہی ساتھ قواعد وضوابط زبان کو بھی پیش نظر رکھتے تھے جس کے باعث آپ کے تحریر کردہ تراجم خاص وعام میں نہایت مقبول ومعروف ہیں۔آپ نے تقریباً ۱۰ سے زائد علوم وفنون کی کتب کے تراجم تحریر کئے ہیں جن میں بالخصوص تفسیر، حدیث، فقہ، تصوّف، عقائد، سیر، صرف ونحو وغیرہ سرِ فہرست ہیں آپ نے عربی اور فارسی کتب کے کئی مایہ ناز تراجم تحریر کئے ہیں

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحیثیت مقرر

آپ علیہ الرحمہ مقرر ہونے کی وجہ سے عوامی مزاج سے شناسا تھے آپ کی تقریر کا خاصہ تھا کہ مشکل ترین کلام کو آسان زبان میں تمثیلات و امثال سے مزین کر کے پیش کرتے۔ظاہر ہے کہ جب علم پختہ ہوجائے تو کلام کو آسان کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے آپ کا یہ طرۂ امتیاز تھا کہ آپ کے بیان درسِ قرآن سے عام آدمی بھی علوم قرآن اور نکات قرآن سے اسی طرح آگاہی حاصل کریں جیسے خواص یا اہل علم۔آپ کے بیان کی ایک

انفرادیت یہ بھی تھی کہ بیان نہائت ہی سادہ انداز میں ہوتا تھا جس سے سامع اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا تھا۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحثیت عالم

عالم ہونے کی حیثیت سے آپ علیہ الرحمہ علماء کرام کی منہاج فکر سے شناسا تھے۔ آپ نے بیشمار علما کرام پیدا کئے جو دنیا کے مختلف کونوں میں آپ کے مشن کو عام کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ آپ ایک مستند عالم دین تھے ترجمہ قرآن وحواشی میں آپ نے جن صلاحیتوں کا اظہار کیا جو اللہ پاک نے اُنہیں عطا کیں تھیں وہ اہل علم کے ہاں مخفی نہیں۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی شخصیت علمی وتحقیقی حلقے میں محتاج تعارف نہیں۔ ''روح البیان کا اردو ترجمہ علمی و تحقیقی حلقے میں خراج تحسین لے کر زبان دانی کا لوہا منوا چکا ہے جو آپ کے عربی دانی اور قرآن فہمی پر شاہد عادل ہے پھر قرآن مجید کے علوم سے محبت پر دلیل کافی ہے

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحثیت صوفی

صوفی ہونے کے اعتبار سے آپ نے تصوف کی تعلیمات سے مکمل آگاہی رکھتے ہوئے اور صوفیانہ مزاج کی دولت سے بہرہ ور ہوتے ہوئے تصوف کی بعض اہم کتابوں کے اُرُدو تراجم بھی کیے جو آپ کے ذوق کی آئینہ دار ہیں۔ اس اعتبار سے صوفیانہ زبان سے بھی واقف تھے۔ آپ کا ترجمہ ''فیض القرآن'' انفرادیت کا حامل ہے اور اس کی افادیت عیاں ہے۔ ایسا ترجمہ جو قرآن فہمی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے جس کے مطالعہ سے طلباء اور عوام بھی استفادہ کر کے پیغام خداوندی عزوجل سے آگاہ ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ ترجمہ قرآن عام فہم ہونے کے ساتھ بامحاورہ ہے اور سہل پسندی کے ساتھ زبان معیاری ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ بحثیت مناظر

اسلام ایک فطری دین ہے ہر وقت کے سکالرز اور علماء حضرات نے مذہب اسلام پر تنقید کرنے والوں کے اعتراضات کے جوابات دے کر اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا۔ انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں کی مدد سے بے شمار دلائل سے اسلام کی سچائی کو ثابت کیا۔ تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ اسلام کے مخالفیں/اعتراض کرنے والوں نے اسلام کی حقانیت کو چیلنج کیا۔ لیکن علماء کرام نے حقائق اور دلائل کے ساتھ ان معترضین کا خوب رد فرمایا۔ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی ذات بھی ایک نمایاں حیثیت کی حامل ہے جنہوں نے بڑے مدلل انداز سے اسلام پر اعتراضات کرنے والوں کا رد کیا۔

علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی بہاولپور آمد

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرشد گرامی سے کیا ہوا وعدہ نبھاتے ہوئے بہاولپور کی سرزمین پر قدم رکھا تو اس دھرتی پر جس طرح ظاہری تروتازگی کا کوئی سامان نہ تھا اسی طرح رشد وہدایت اور علم وعرفان کی مہربانی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ یہ زمین اپنے سینے پر دشمنان رسول کے انگارے لئے جھلس رہی تھی ہر طرف توہین رسالت کا بازار گرم تھا۔ عظمت رسول ﷺ کے حوالے سے ہر بات کو شرک وبدعت کہا جاتا حتی کہ اگر کوئی دوکاندار یا رسول اللہ ﷺ دوکان پر لکھواتا تو دشمنان رسول اُس پر شرک کے فتوے لگا کر اسکی دوکان سیل کروا دیتے۔ تنقیص رسالت اس دور کی سب سے بڑی توحید بن گئی تھی یہ زہر آلودہ ماحول انتہائی عروج پر تھا کہ قدرت نے ایک بار پھر ارض بہاولپور کو باران رحمت سے سرفراز فرمایا۔ ناموس مصطفےٰ ﷺ پر جان قربان کرنے والا بے باک سپاہی صبر وخلوص کا پیکر علم وعرفان کا بحر بے کنار شریعت وطریقت کا آشنا عشق رسول ﷺ کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سرزمین بہاولپور میں عظمت مصطفےٰ ﷺ کے الم لگانے کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے بہاولپور میں سب سے پہلے شاہدرہ کے علاقے میں

قیام فرمایا اور محبت مصطفےٰ ﷺ کے گرز سے سومنات کے مندروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا اور ان نام نہاد مذہبی بہروپیوں کا بھانڈا سرراہ پھوڑ دیا۔علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی آمد نے ریاست بہاولپور میں مذہبی انقلاب برپا کر دیا۔

جو لوگ کئی سالوں سے گستاخان رسول کے جال میں پھنس کر گمراہی کی زندگی بسر کر رہے تھے جن کو صراط مستقیم سے کوسوں دور کر دیا تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آمد سے ان کے قلوب واذہان میں ہلچل مچ گئی۔آپ نے محبوب خدا سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی الفت ومحبت سے لوگوں کے دلوں کو منور کر دیا اور دلوں کو عشق مصطفےٰ ﷺ کی خوشبو سے مہکا دیا مگر مخالفین کی سازشوں کی وجہ سے اہل محلّہ نے شاہدرہ سے نقل مکانی کرنے پر مجبور کر دیا تو گنج شریف سید محبّ الدین شاہ کی مسجد میں پناہ لی لیکن یہاں بھی گستاخان رسول کی شرارتوں اور بغض نے سکون سے دین کا کام نہ کرنے دیا آپ وہاں سے محلّہ گاڑھی بان کی جامع مسجد کوثر میں تشریف لے گئے اور جامع مسجد کوثر میں دومرتبہ دورۂ تفسیر القرآن پڑھایا جس میں کثیر علماء نے شرکت کی۔مگر یہاں بھی مخالفین نے آپ کو چین کے ساتھ دین کا کام نہ کرنے دیا اور طرح طرح کی سازشیں کرنے لگے مصائب کے پہاڑ توڑے،عدالتی مقدمات اور قاتلانہ حملوں کی سازشیں کی گئیں مسجد سے ملحقہ حجروں میں بجلی کی تاریں کاٹ کر پریشان کیا گیا اور اہل محلّہ کو متنفر کرنے کیلئے مختلف بہانے بنائے گئے۔علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ خود فرماتے تھے کہ مجھے بہاولپور کی درجنوں مساجد میں بسیرا کرنا پڑا کہیں بھی درس وتدریس کیلئے نہ ٹھہرنے دیا گیا۔

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ پرفوجی عدالت میں مقدمہ

جب آپ کے علمی اور عملی کارنامے اجاگر ہوئے تو شہر بہاولپور کے مرتدین کی پریشانی اتنی بڑھی کہ ان کے دماغ میں درد اُٹھنے لگا اور دلوں کو دورہ پڑنے لگا۔تو ۱۹۸۵ء کے بعد مقامی مرتدین سب فرقوں نے فوجی عدالت میں علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف مقدمہ کر دیا تو مفتی محمد صالح اویسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی پریشان ہوئے تو علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ حضور آپ گھر میں نہ رہیں کسی دوسرے شہر میں کچھ دنوں کے لئے تشریف لے جائیں۔علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کیوں؟مفتی صاحب نے عرض کی کہ قبلہ فوج کی عدالت میں آپ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے آپ پر فوجی چھاپہ لگائیں گے اس لئے ہم پریشان ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میرے غوث جیلانی اور محکم الدین سیرانی کے صدقہ میں کچھ نہیں ہوگا مخالفین ہر تاریخ پر پیش ہوتے جبکہ علامہ اویسی آج تک کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے کسی عدالت میں کبھی تشریف نہ لے گئے مفتی محمد صالح اویسی جو آپ کے بڑے جگر گوشہ تھے وہ عدالتوں میں مخالفین کے تمام مقدمات کی تاریخ میں تشریف لے جاتے علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی ہدایت پر جواب دعویٰ پیش کر دیتے اب فوجی عدالت میں مقدمات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا پھر بھی آپ فوجی عدالت میں تشریف نہ لے گئے اس بریگیڈیئر صاحب کو غصہ بھی آئے کہ ہم نے ایک مولوی صاحب کو عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے اور وہ حاضر نہیں ہوتا ایک رات یہ فوجی افسر پریشان تھا اس کی بیوی نے پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ بہاولپور شہر میں ایک بڑا عالم ہے اس کے خلاف ان کے مخالفوں نے میرے پاس مقدمہ دائر کیا ہے خاص کر ایک دو کتابیں اس عالم نے لکھی ہیں جو آج کل کے فرقوں کے خلاف لکھی گئی ہیں تو اس کی بیگم صاحبہ نے کہا وہ کتاب کہاں ہے جب اس کی بیگم نے کتاب پڑھی تو اس میں ان مرتدین فرقوں کی کتابوں کے حوالوں سے لکھا ہوا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی سبیل کا پانی،دودھ اور شربت وغیرہ گھوڑے کے پیشاب کی طرح ناپاک اور حرام ہے تو اس کی بیوی نے کہا کہ کتاب کے مصنف عالم دین نے ان کو شیطان کی اولاد لکھا ہے تو ٹھیک ہی تو لکھا ہے دیکھو یہ ان کی کتاب کا حوالہ سے لکھا ہوا ہے آپ پڑھیں اور کل صبح جب یہ لوگ آئیں تو ان سے یہ کتاب منگوا کر دیکھنا یہ حوالہ صحیح ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔تو اس فوجی افسر نے صبح ان کو حکم دیا کہ یہ کتاب تمہاری ہے کیا تم لوگوں نے ایسا لکھا ہے تو وہ کتاب لاؤ تو ان مرتدین نے اعتراف کیا کہ جی یہ کتاب ہمارے بڑوں نے لکھی ہے تو اس فوجی افسر نے کہا نکل جاؤ میری عدالت سے اور آئندہ اس عالم دین کے خلاف کوئی بات نہ کرنا ورنہ تمہیں اندر کر دیا جائے گا۔بس وہ دن تھا کہ آج تک ان مرتدین کی طرف سے کوئی مقدمہ کسی عدالت میں دائر نہ کیا گیا وہ مقدمہ کرنے والے مرتدین فرقوں کے سرخیل تھے جو مر کھپ گئے آج ان کا نام تک کوئی نہیں لیتا اور علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ جو گلشن محمدی ﷺ کے عظیم پھول ہیں ان کے نام لیوا اللہ ورسول عزوجل و ﷺ کے فضل سے پوری دنیا میں موجود ہیں جوشہر

بہاولپور میں لوگوں کی نظر میں فیض احمد کے نام سے ایک اجنبی کی حیثیت سے آیا تھا آج اس کے نام کے ساتھ خود بہاول پور میں رہنے والے عظیم القابات پڑھتے، لکھتے اور پکارتے ہیں۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۲۳)

محفل میلاد النبی ﷺ میں خطاب کرنے کے جرم میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ تین گھنٹے تھانے میں

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (۱۹۹۰ء) میں یارسول اللہ ﷺ کے مقدس کلمات کو مٹانے کی خبر کے بعد علامہ محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیقی و مدلل فتویٰ (شرعی سزا فتویٰ کی صورت میں) تحریر فرمایا جو مبنی برصدق تھا لیکن حکام بالا بالخصوص ضلع انتظامیہ بہاولپور کو یہ حق اور سچ بات برداشت نہ ہوئی تو اُنہوں نے طرح طرح کے حیلے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیئے کہ کس طرح سے حضرت علامہ موصوف کو پریشان کیا جائے۔ چنانچہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۰ء بروز بدھ بعد نماز عشاء علامہ اویسی صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں محفل میلاد شریف میں تقریر فرمانے تشریف لے گئے۔ محفل نہایت تقدس آمیز ماحول میں تمام شرعی آداب ولوازمات کے ساتھ جاری رہی، ساری تقریب میں کسی سیاسی جماعت یا مکتب فکر کے خلاف کسی سیاسی، یا مذہبی موضوع پر کسی کو نشانہ نہ بنا کر کوئی بات نہیں کی گئی۔ لیکن افسوسناک واقعہ پیش آیا کہ محفل کے اختتام پر علامہ اُویسی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا اور کئی گھنٹے حبس بے جا میں رکھا، یہ تھا حق کہنے پر حکومت کی طرف سے انعام۔ یہ خبر جب بہاولپور کے عوام تک پہنچی تو عوامی حلقوں میں زبردست احتجاجی مظاہرے شروع ہوئے، مختلف تنظیموں نے اپنے اپنے ہنگامی اجلاس طلب کر کے مقامی وقومی اخبارات میں ضلعی انتظامیہ بہاولپور کی نااہلی کے خلاف بیان دیئے اور ان کی پرزور مذمت کی۔ بہرحال علامہ اُویسی صاحب جیسی عظیم شخصیت کے ساتھ جو ناروا سلوک اختیار کیا گیا تھا سخت قابلِ مذمت تھا اور ضلعی انتظامیہ بہاولپور کی نااہلی کا بین ثبوت تھا۔

(محمد فیاض احمد اویسی، ماہنامہ فیض عالم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، شمارہ فروری ۱۹۹۰ء)

بہاولپور کی انتظامیہ نے علامہ فیض احمد اُویسی سے معاف مانگ لی۔ اس وقت کے ڈپٹی کمشنر بہاولپور منیر اکبر خان کی جانب سے یہ بیان جاری کیا گیا کہ یہ واقعہ غلط فہمی کی بناء پر پیش آیا۔ علامہ اُویسی ممتاز عالم دین ہیں۔ (ڈپٹی کمشنر)

بہاولپور ۹ فروری (نامہ نگار) ممتاز عالم دین محمد فیض احمد اُویسی کے ساتھ محفل میلاد النبی منعقدہ ۱۷ جنوری اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور بغداد الجدید کیمپس میں جو غیر قانونی واقعہ پیش آیا اس کے ازالے کیلئے آج جامع مسجد سیرانی میں نماز جمعہ کے بعد منیر اکبر خان ڈپٹی کمشنر بہاولپور چودھری نذیر احمد اسسٹنٹ کمشنر بہاولپور نے اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ علامہ اویسی کے ساتھ یہ واقعہ غلط فہمی کی بناء پر پیش آیا ہم اس کی معذرت چاہتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ آئندہ اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ اُنہوں نے یہ بھی اعتراف کیا کہ علامہ محمد فیض احمد اویسی پاکستان کی ایک ممتاز مذہبی شخصیت ہیں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ علامہ فیض احمد اویسی حسب سابق ضلعی انتظامیہ بہاولپور کے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے، علامہ فیض احمد اویسی نے منیر اکبر خان ڈپٹی کمشنر اور چودھری نذیر احمد اسسٹنٹ کمشنر کا شکریہ ادا کیا۔

نوائے وقت ملتان ہفتہ ۱۰ فروری ۱۹۹۰ء (فیض عالم شمارہ مارچ ۱۹۹۰ء)

بہاولپور میں علم وعرفان کی بارش

حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہٗ ۱۹۶۰ء سے بہاولپور مستقل ہجرت کرنے کا ذہن بنا چکے تھے یہاں آنا جانا شروع فرما دیا کیونکہ آپ کے مرشد گرامی حضور خواجہ محمد دین سیرانی قدس سرہٗ مسند نشین درگاہ عالیہ حضرت صاحب السیر انی خانقاہ شریف (بہاولپور) کی خواہش تھی کہ آپ خانقاہ شریف درس وتدریس کا سلسلہ شروع کریں مگر آپ کی زندگی نے وفا نہ کی۔ علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کریم کے ایماء پر بہاولپور تشریف لائے۔ یہاں آنے کی ایک اور وجہ بھی آپ نے اپنی ڈائری میں لکھی ملاحظہ فرمائیں۔ ''یعنی جن وجوہات کی بنا پر فقیر نے حامد آباد سے بہاولپور آنا پسند کیا وہ

یہ کہ فی الوقت دیہات میں طلباءِ علوم عربیہ کے لیے وسائل تعلیم نہ کافی تھے مثلاً دیہاتوں میں قیام وطعام کے انتظامات شہر کی نسبت نامکمل ہیں‘‘
(۲۳؍رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ ۱۶؍جنوری ۱۹۶۶ء اتوار حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی ڈائری کا ایک ورق)

اس بات کی کی تصدیق آپ کے استاد گرامی حضور خورشید ملت رحمۃ اللہ علیہ (علامہ خورشید احمد فیضی ظاہر پیر) نے اپنے خطاب میں جو آپ جمادی الآخر فروری ۱۹۸۸ء میں جامع مسجد سیرانی بہاولپور میں یوم سیدنا صدیق اکبر کے موقعہ پر فرمایا (اس کی آڈیو کیسٹ موجود ہے) فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحب (علامہ اویسی) جب اس ملک (بہاولپور) میں آنے لگے تو روکنے والوں کی صف میں بھی شامل تھا کہ آپ بہاولپور نہ جائیں مگر انہوں نے مجھے جواباً کہا کہ (حضور) حصول علم کی خاطر ہم نے بہت محنت کی اب اگر ہم تدریس نہ کریں تو ہمارے پڑھنے کا کیا فائدہ دیہات میں طلباء نہیں آتے اس لیے شہر (بہاولپور) جانے کا سوچا ہے۔ (خلاصہ تقریر)

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ نے بہاولپور میں مستقل سکونت اختیار فرمائی تو ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں پہلا دورہ تفسیر القرآن پڑھایا جس کا اہتمام محلّہ گاڑی بان کی مسجد کوثر میں کیا گیا نامساعد حالات کے باوجود (۳۰) تیس فضلاء وعلماء کرام شریک درس ہوئے۔ حضرت علامہ مولانا گل محمد اویسی (ترنڈہ محمد پناہ) بیان کرتے ہیں۔ (جو حضرت قبلہ کے مستقل شاگرد رشید ہیں) کہ استاد صاحب قبلہ (علامہ اویسی) نے عقائد و معمولات اہلسنت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے دلائل قائم فرمائے کہ باطل کے قلعوں میں زلزلہ سا آ گیا۔ فرماتے ہیں کہ آپ پر مقدمات قائم ہوئے قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ اہل محلّہ کو متنفر کرنے کی تدابیر کی گئیں۔ مگر حضرت استاد صاحب نے صبر واستقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا آج بہاولپور میں اہلسنت کا بول بالا علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی مخلصانہ محنت کا ثمر ہے۔

اس سال کی مشکلات بیان کرتے ہوئے علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ خود فرماتے ہیں چونکہ یہاں بہاولپور میں فقیر کئی مشکلات میں گھرا ہوا تھا۔ اس سال طلباء کی دستار بندی وتقسیم اسناد کے موقعہ پر جامع مسجد الصادق میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں کراچی تا خیبرا کابر علماء کرام ومشائخ عظام تشریف لائے حضور تاجدار گولڑہ سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت امام الواصلین حضرت علامہ پیر سید امام علی شاہ مہر آباد شریف (لودھراں) نے اپنے مبارک ہاتھوں سے طلباء کی دستار بندی کرائی اس طرح حق کا بول بالا دیکھ کر مخالفین متفکر ہوئے علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے پاکیزہ مشن کو ناکام کرنے کوششیں کی گئیں آپ پر کیچڑ اچھالا گیا۔ حاجی محمد عبداللہ زرگر مرحوم کی مساعی جمیلہ سے جامع مسجد کوثر میں نہ صرف دورہ شریف کامیاب رہا بلکہ ڈیرھ سال اس محلّہ میں جامعہ اویسیہ رضویہ کی درس نظامی کی کلاسیں بھی پڑھائی جاتی رہیں۔

صلوٰۃ وسلام کی گونج سے بہاولپور کی فضاء معطر

علامہ اویسی قدس سرہٗ وعظ وتقریر اور تبلیغ وتدریس کے ذریعے بہاولپور میں مسلسل علم وعرفان کی بارش ہونے اور پے درپے دورہائے تفسیر پڑھانے کے سبب مذہبی معاملات کافی حد تک کنٹرول ہو چکے تھے علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے فیض یافتگان شہر بہاولپور ومضافات میں دینی ادارے قائم کر کے آواز حق بلند کر رہے تھے شہر کی مساجد میں جامعہ کے فضلاء امامت وخطابت کے ذریعے امت مسلمہ کی رہنمائی کر رہے تھے بہاولپور میں صبح صادق کا آغاز درود تاج شریف سے ہوتا اذان پنجگانہ کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کی گونج سے شہر کی فضاء معطر ہونے لگی حب نبی ﷺ کے مقدس ہتھیاروں سے لیس مجاہدین نے سومنات کے مندروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا آپ نور اللہ مرقدہٗ کی تدریسی خدمات نے بہاولپور کے مذہبی حلقوں میں انقلاب برپا کر دیا دماغوں کی دنیا میں ہلچل مچ گئی آپ نے محبوب خدا سرور انبیاء حضرت محمد ﷺ کی الفت ومحبت سے دلوں کو منور کر دیا اور قلوب کو عشق رسول ﷺ کی خوشبو سے مہکا دیا آپ نے عقائد اہلسنت پر ایسے دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ قائم فرمائے کہ گندم نما جو فروش کٹھ ملاؤں کی کئی سالوں کی محنت پر پانی پھیر دیا اور آپ کی عشق رسول کریم ﷺ سے ڈوبی ہوئی تدریس وتقریر سے علاقہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کے لیے روشنی کا مینار بن گیا اور ابلیسی توحید ابلیس کی آغوش میں سسکیاں لینے لگی تو اب آپ نے ملک کے دیگر شہروں میں بھی دورہ تفسیر القرآن پڑھانے کے وقت عطا فرمایا اور بہاولپور میں بھی سلسلہ تدریس جاری تھا۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کا سیاست میں حصہ

مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ تصنیف وتالیف اور تدریس کے علاوہ ملکی سیاست سے بھی گہرا شغف رکھتے تھے چنانچہ آپ مملکت خداداد پاکستان میں نفاذ نظام مصطفٰی ﷺ اور مقام مصطفٰی ﷺ کے تحفظ کی خاطر مولانا احمد شاہ نورانی کی قیادت میں مصروف عمل جمعیت سے منسلک رہے۔

(علم کے موتی، ص۳۲)

فیض احمد سراپا فیض احمد

والدین کی سعادت مندی کہ انہوں نے اس پھول (فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ) کی خوب تربیت کی کہ حق ادا کر دیا۔ یہ پھول ایسی پاکیزہ زمین سے پیدا ہوا یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا مدینہ طیبہ شریف کی مبارک سرزمین سے بڑا گہرا تعلق تھا والدین نے جب دیکھا یہ پھول دن بدن ترقی پذیر ہو رہا ہے تو آپ کے والدین نے اس دور کی علمی شخصیات کی خدمت میں اس تروتازہ پھول کہ سپرد کیا۔ علمائے اہلسنت نے اس شاندار پھول میں خوشبوئے محمدی ﷺ محسوس کی اور اپنی نگاہ فراست سے جان گئے کہ اس فیض احمد سے ایک جہاں اکتساب فیض علمی وروحانی سے مالا مال ہوگا۔ واقعی یہ فیض احمد سراپا فیض احمد تھے۔ اکابر علماء اہلسنت نے علمی فیضان محمدی ﷺ سے وافر حصے سے نوازا اور خوب نوازا کہ مستقبل میں اس محمدی پھول سے ساٹھ ہزار سے زائد لوگوں نے علم دین حاصل کر کے علماء کی صف میں کھڑے ہونے کی سعادت حاصل کرنی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ ایک بندہ میں کئی شان وشرف مجتمع فرما دیتا ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص۲۲۔۲۱)

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے سفر نامے

سفر حرمین طیبین

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے سفروں میں سے سب سے زیادہ اور محبوب سفر حرمین طیبین کا تھا جب بھی سفر حرمین کا ذکر ہوتا تو بے خود ہو جاتے تھے اور آنکھیں ساون بھاوں کی طرح برسنے لگتی تھیں کہ کب وہ گھڑی ہوگی جب دوبارہ سفر حرمین طیبین پر روانگی ہوگی آپ علیہ الرحمہ نے سفروں میں سے سب سے زیادہ سفر حرمین طیبین کا کیا ہے۔

سفر عراق

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کا دوسرا محبوب سفر بغداد شریف (عراق) اور حضور سید الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار کا تھا۔ آپ کئی ہفتوں کے دورہ پر عراق پہنچے وہاں جا کہ آپ نے بغداد شریف ڈیرہ لگا لیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ سیدنا نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دی اور خوب فیض حاصل کیا۔ اسی سفر میں آپ کو حضرت علامہ مولانا شیخ عبدالکریم البغدادی نے سند حدیث کی اجازت تحریراً عطا فرمائی۔ آپ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرُ انوار کی حاضری سے بھی مشرف ہوئے۔

سفر شام

آپ نے شام کا دورہ فرمایا شام انبیاء کرام علیہم السلام کا مسکن رہا ہے جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے صرف چند مقدس مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ہود وصالح علیہم السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت محی

الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارکہ کی زیارت کے علاوہ جامع مسجد اموی کا شرقی مینار جہاں نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہوگا حضرت زکریا علیہ السلام کی مسجد، محل کسریٰ (مدائن) سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت کی شب یہ محل پھٹا دراڑیں اب تک موجود ہیں۔ شام کے بڑے بڑے جید علماء کرام اور شیوخ الحدیث نے آپ سے ملاقات کر کے علمی پیاس بجھائی۔ اسی سفر میں دمشق کے مشہور مکتبہ دار النعمان کے مدیر الشیخ محمد جلیل رضا مدظلہ نے علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عربی تفسیر، فضل المنان فی تفسیر آیات القرآن، ایک بار پاکستان سے چھپوا کر مجھے عنایت فرما دیں میں بیروت طرز پر تحقیق و تخریج کے ساتھ چھپواؤں گا۔

سفر ایران

علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے ایران کا دورہ بھی کیا اور وہاں کے مقدس مقامات، مزارات اور تاریخی مساجد کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

سفر انگلینڈ

علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے ۱۹۹۲ء میں عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے انگلینڈ دورہ کیا۔ اس دورہ کی دعوت ملک محمد صادق اعوان صاحب نے دی تھی جو کہ انگلینڈ میں مقیم تھے۔ علماء میں سے بالخصوص مولانا مفتی اقتدار احمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد علی نعیمی صاحب، مولانا محمد انصار اللہ صاحب بھی تھے آپ نے انگلینڈ کے چند مشہور شہروں میں درس قرآن و حدیث دیئے جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ آپ چند ہفتے قیام کے بعد دوبارہ واپس حج بیت اللہ کیلئے سعودی عرب روانہ ہوئے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

فضائل علماء کرام

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمایا اور اسے تمام مخلوقات میں سب سے افضل و برتر مقام بخشا یعنی اسے ''اشرف المخلوقات'' کیا پھر ان انسانوں میں بھی بعض کو بعض پر فوقیت عطا کی۔ جن مقدس اشخاص کو چاہا انہیں منتخب فرما کر نبوت و رسالت کی نعمت و عظمت سے مشرف کیا اور دیگر تمام مخلوقات میں ان حضرات کو شرف و بزرگی کے منصبِ عظیم پر فائز کیا اور ان تمام انبیاء و مرسلین کا سردار حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کو بنایا۔ جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء و مرسلین کا سردار بنایا اسی طرح آپ ﷺ کے طفیل اس اُمتِ محمدیہ کو بھی تمام اُمتوں سے افضل و اعلیٰ بنا کر تمام اُمتوں کا سردار کیا۔ قرآن و حدیث میں بے شمار مقامات پر اس اُمت کی فضیلت و بزرگی عظمت و شرف، مقام و منزلت کو نہایت احسن طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یعنی ''تم بہتر ہو سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو''

(سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۱۱۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اُمت محمدیہ کی بہتری و بزرگی کو بیان کیا ہے تو جس طرح اُمتِ محمدیہ تمام اُمتوں سے افضل ٹھہری اسی طرح اُس کے افراد بھی دیگر اُمتوں سے افضل و اعلیٰ ہوئے۔ اُمتِ محمدیہ اپنے عموم کے اعتبار سے تمام اُمم سابقہ پر فضیلت رکھتی ہے اور خصوص کے اعتبار سے اس کے بعض افراد کو ایک خاص شرف و مرتبت دیگر اُمتوں کے افراد پر اور اُمت محمدیہ کے افراد پر حاصل ہے۔ یہ بعض اشخاص کون ہیں؟ کہ جن کو سابقہ اُمم پر فضیلت کے ساتھ ساتھ اس اُمت محمدیہ کے افراد پر بھی فوقیت حاصل ہے تو اس بارے میں قرآن و حدیث کی واضح نصوص اس بات کا جواب دیتی ہیں کہ وہ مقدس، بابرکت، باسعادت اشخاص ''علماء اسلام''، ''علماء ربانیین'' ہیں۔ علماء کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندوں میں سے ہیں۔ انبیاء و مرسلین کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہِ عالی میں علماء اسلام کا بہت بڑا مرتبہ و مقام ہے ان کے مقام و رفعت کا دلنشین بیان اس آیت میں ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یعنی ''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں'' (سورۃ نساء، آیت نمبر ۵۹)

اکثر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ''اُولی الامر'' سے مراد ''علماء اسلام'' ہیں تو اب غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ علماء [illegible] اس آیت مبارکہ کا [illegible] علماء اسلام کی رفعت و بلندی کی واضح

واکمل طریق سے بیان کر رہا ہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ

1۔یعنی''اللہ تعالیٰ تمہارے، ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا'' (سورۃ المجادلہ، آیت نمبر۱۱)

2۔یعنی''اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں'' (سورۃ الفاطر، آیت ۲۸)

3۔یعنی''بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا'' (سورۃ العنکبوت، آیت ۴۹)

4۔یعنی''اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے'' (سورۃ العنکبوت، آیت ۴۳)

5۔یعنی''ہم بلند کرتے ہیں درجات میں جسے چاہتے ہیں اور ہر علم والے سے بڑھ کر ایک علم والا ہے'' (سورۃ یوسف، آیت ۷۶)

یہ روشن آیتیں نہایت آب وتاب کے ساتھ اُفقِ ذہن کو اپنی تابانیوں سے منور کر رہی ہیں اور ان کے نور سے علماء اسلام کا مقدس مرتبہ ومقام دن کے اُجالے سے بھی زیادہ واضح اور روشن ہو کر اہل اسلام وایمان کے مشام دل وجان کو منور ومعطر کر رہا ہے۔علامہ اویسی یقیناً جید اور باعمل عالم دین تھے اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا آپ کا سینہ مذہبی علم کے نور سے منور تھا اسی علم کی بدولت آپ خوف خدا کا پیکر تھے۔

حدیث کی روشنی میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ

احادیث مبارکہ جن کے مصداق علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ تھے

1۔حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری شریف، کتاب العلم، ج۱،ص ۳۹)

اس فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے علامہ اویسی کو دین کی کامل فقاہت عطا فرمائی تھی اس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی لاجواب تصانیف ہیں۔

۲۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ''علماءِ حق انبیاء کرام کے علمی وارث ہیں''۔

بیشک علامہ اویسی باعمل عالم دین تھے اللہ رب العزت نے آپ کو میراث علمِ انبیا عطا فرمائی تھی۔آپ نے اپنے علم وعمل سے نبی ﷺ کے حقیقی علمی وارث ہونے کا عملی ثبوت دیا۔

۳۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ''زمین وآسمان کی ہر شے عالم دین کے لیے استغفار کرتی ہے''۔

حضرت علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ عالم برحق تھے یقیناً رحمت خداوندی سے آپ کی بخشش کے لیے ملائکہ آسمانی، مخلوق ارضی، جن وانس، جبال وحوش اور طیور واشجار الغرض پتہ پتہ بوٹا بوٹا دست بدعا ہوگا۔اس کا مشاہدہ آپ کے جنازہ پر ہوا کہ ہزاروں لوگ اشکبار آنکھوں سے آپ کے رفع درجات کی دعا کر رہے تھے اور حرمین طیبین میں دعائیں ہو رہی تھیں دنیا بھر میں جہاں بھی کسی مسلمان نے آپ کے وصال کی خبر سنی تو اس نے دعا کے ہاتھ اٹھا لئے۔

۴۔حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کو عابد پر ستر درجے فضیلت ہے۔

(الترغیب والترہیب، ج۱،ص ۶۱)

بیشک حضرت علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ مؤمن کامل اور عالمِ باعمل تھے اور آپ کو یہ سعادت بھی حاصل تھی

۵۔حضرت سیدنا ابو درداء سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت علماء اسلام کے قلم کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تولا جائے گا (اور یہ سیاہی شہداء کے خون پر غالب آجائی گی)۔ (احیاء العلوم الدین، ج۱،ص ۱۴)

علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً پانچ ہزار کتابوں کے مصنف ہیں اور آپ کا یہ کام اللہ کی رحمت سے آخرت میں آپ کی بخشش کا ذریعہ بنے گا۔

۶۔حضرت سیدنا معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کا امانت دار ہے۔

(احیاء العلوم الدین، ج ۱،ص ۱۳)

علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس علمی امانت کو مستحقینِ امانت طلباء کرام تک پہنچایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس علمی امانت کو نہایت ہی دیانت سے خلق خدا تک پہنچایا زندگی بھر تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھا تقریباً چالیس علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی اور دین کے تقریباً ہر مسئلہ کے حل کے لئے آپ نے کتابیں تحریر فرمائیں۔

۷۔حضرت سیدنا ابودرداء سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ (سنن ترمذی، کتاب العلم، ج ۵،ص ۴۷)

یقیناً علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت زمانہ کے عبادت گذاروں میں ممتاز تھی۔آپ ایک باعمل عبادت گزار عالم تھے جن سے ایک زمانہ فیض یاب ہوا

۸۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ'' قیامت کے دن تین حضرات سفارش کریں گے۔انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد علماء کرام اور پھر شہداء عظام''۔

علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل تھے یقیناً رحمت خداوندی سے اپنی اولاد اقربا ٗ تلامذہ اور مریدین کی سفارش کریں گے۔

۹۔حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب العلم، ج ۵،ص ۴۸)

فقہی عالم دینی مسائل کو شرع سے اخذ کر کے اہل اسلام کو علمی نفع پہنچاتا ہے ہزاروں اہل اسلام نفع علمی حاصل کر کے احکام اسلام کے پابند ہو جاتے ہیں پھر وہ آگے نفع پہنچاتے ہیں اس طرح علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں تلامذہ ان سے علمی و روحانی فیوض و برکات حاصل کر کے دنیا کے مختلف ممالک میں علم کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں جہالت کی تاریکی ختم ہو رہی ہے ہزاروں بندگان خدا راہ راست پر آ کر بدعقیدگی اور گمراہی سے محفوظ ہو رہے ہیں۔ان کا یہ فیضان جاری رہے گا ایسا عالم باعمل شیاطین پر نہایت ہی شاق ہوتا ہے جو خود بھی اور لاکھوں خلق خدا کے ایمان کو بھی اس کے شر سے محفوظ کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

۱۰۔حضرت سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علمائے کرام زمین میں ان ستاروں کی طرح ہیں جن کے ذریعے بحر و بر کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور اگر ستارے غروب ہو جائیں تو قریب ہے کہ (مسافروں کو راستہ دکھانے والے) راہ نما بھٹک جائیں (یعنی علماء کرام نہیں ہوں تو عوام گمراہ ہو جائے)۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج ۳،ص ۱۵۷)

اس حدیث پاک کے تحت دیکھا جائے تو علماء کرام کا کردار ہماری زندگی میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے یقیناً علامہ اویسی بھی اس دنیا کے افق پر ایک چمکتا دمکتا ستارہ تھے آپ نے بیشمار لوگوں کو گمراہی کے رستے سے بچا کر ہدایت کی راہ پر گامزن کیا۔

۱۱۔فرمایا کہ'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اٹھائے گا پھر علماء کرام اٹھائے گا پھر فرمائے گا اے علماء کرام کی جماعت میں نے اپنی شانِ علمی کے مطابق تمہارے اندر علم رکھا یعنی تمہیں مرتبہ علمی عطا فرمایا میں نے تمھارے اندر علم اس لئے ودیعت نہیں فرمایا تھا کہ میں تمھیں عذاب دوں جاؤ بیشک میں نے تمہیں معاف فرما دیا''۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ کو ودیعت علم کے لیے منتخب فرمایا رحمتِ خداوندی سے آپ بخشے ہوئے (مغفور) ہیں۔

۱۲۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ'' جب معلمِ خیر کا انتقال ہوتا ہے جس پر آسمانی پرندے، زمینی جانور اور دریاؤں کی مچھلیاں روتے ہیں پرندوں اور ارضی مخلوقات کو معلوم ہو جاتا ہے کہ عالم دین کا وصال ہو چکا ہے بناء بریں بصد افسوس اس پر گریہ زار ہوتے ہیں کہ علمی خزانہ چلا گیا ہے۔

بیشک علامہ اویسی رحمہ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال پر جہاں آپ کے متعلقین ٗ تلامذہ اور مریدین گریہ زار تھے وہاں عالمین کی بہت ساری خلقت بھی سوگوار ہوگی کیونکہ ایک بہت بڑا علمی خزانہ اس جہاں سے رخصت ہو چکا تھا

۱۳۔نبی کریمﷺ نے فرمایا''جس نے علماء کرام میں سے (کسی صحیح العقیدہ) عالم دین کی اقتداء میں نماز ادا کی گویا اُس نے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کے پیچھے نماز پڑھی''   (تفسیر کبیر۔ج۱)

اسی طرح شریعت محمدیہ کے عالم دین کے پیچھے نماز کا ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے۔ وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ جنہوں نے علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی اقتدا میں سینکڑوں نمازیں ادا کی ہیں ایک نماز پڑھنے کا یہ ثواب ہے تو سینکڑوں مرتبہ آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا ثواب کس قدر زیادہ ہوگا۔

۱۴۔نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا''میرے نائبین پر اللہ کی رحمت ہو عرض کیا گیا کہ آپ کے نائب کون ہیں فرمایا جنہوں نے میری سنت کو زندہ کیا اللہ کے بندوں کو سنتیں سکھائیں''

علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے زندگی بھر احیاء سنت فرمایا خود بھی سنت مصطفےٰﷺ پر عمل فرمایا اور دوسروں کو بھی سنتِ مصطفےٰﷺ پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ بندگانِ خدا کو تعلیم سنت مصطفےٰﷺ دی یقیناً آپ نائب رسول اور متبع سنت رسول تھے۔

۱۵۔رسول اللہﷺ نے فرمایا''جب اولادِ آدم کا انتقال ہوجاتا ہے تمام عمل منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین کا ثواب جاری رہتا ہے ﴿۱﴾صدقہ جاریہ﴿۲﴾علم نافع﴿۳﴾اولادِ صالح''

علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کو یہ تینوں فضیلتیں حاصل تھیں آپ نے صدقہ جاریہ کے تحت سیرانی جامع مسجد اور جامعہ اُویسی رضویہ تعمیر فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ کی سرپرستی میں قائم کردہ بیشمار دینی مدارس دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں آپ نے زندگی بھر لوگوں کو علمِ نافع کی تعلیم دی۔ آپ کی نیک اولاد موجود ہے جو شب و روز دُعائے خیر کررہی ہے

یہ مبارک حدیثیں نہایت آب و تاب کے ساتھ اُفقِ ذہن کو اپنی تابانیوں سے منور کررہی ہیں اور ان کے نور سے علامہ اویسی کا مقدس مرتبہ و مقام دن کے اُجالے سے بھی زیادہ واضح اور روشن ہو کر اہل اسلام و ایمان کے مشام دل و جان کو منور و معطر کررہا ہے۔

اقوال اکابرین اسلام کی روشنی میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ

۱۔حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ رات کو عبادت کے لئے قیام کرنے اور دن کو روزہ رکھنے والے ایک ہزار عبادت گزاروں کی موت ایک ایسے عالم کی موت کے سامنے ہیچ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کی سمجھ رکھتا ہو۔   (احیاء العلوم الدین، ج۱ص۱۶)

۲۔حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ رات بھر عبادت کے لئے کھڑے رہنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے مجاہد سے عالم افضل ہے اور جب کوئی عالم فوت ہوجاتا ہے تو اسلام میں ایسا رخنہ پیدا ہوجاتا ہے جسے اس کا کوئی نائب ہی بھر سکتا ہے۔   (احیاء العلوم الدین، ج۱ص۱۴)

۳۔حضرت صالح المری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمام دنیا بے نور ہے سوائے مجالسِ علماء کے۔ (جب مجالس کا یہ عالم ہے تو جس کے سبب سے مجالس عظمت والی ہوئیں (یعنی علماء) تو اُن کا مقام کیا ہوگا؟)۔   (جامع بیان العلم،ص۷۶)

۴۔حضرت ابوالاسواد الدوٴلی نے فرمایا کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں اور علماء بادشاہوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔   (جامع بیان العلم،ص۸۴)

۵۔حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اگر علماء کرام نہ ہوتے تو لوگ چوپایوں کی طرح ہوتے (یعنی علماء کی برکت سے لوگ اصل انسانیت کے مطالب سے آگاہ ہوتے ہیں اگر یوں نہ ہو تو انسان اور جانور میں کوئی فرق نہ رہے)۔   (احیاء العلوم الدین، ج۱ص۱۸)

۶۔حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ انسان کون ہیں؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ علماء کرام۔   (احیاء العلوم الدین، ج۱ص۱۴)

اس قول پر توجہ کریں کہ حدیث و فقہ کے کتنے بڑے امام نے غیر عالم کو انسانوں میں ہی شمار نہیں کیا کیوں کہ جس خصوصیت کے ذریعے انسان، تمام جانوروں سے ممتاز ہوتے ہیں وہ علم ہے پس انسان اُس وصف کے ذریعے انسانِ کامل ہوتا ہے جس کے باعث اُسے عزت حاصل ہوتی ہے اور یہ اعزاز اُس کی شخصی قوت کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا کیوں کہ اگر فقط شخصی قوت ہی باعثِ اعزاز ہو تو اُونٹ، ہاتھی وغیرہ جسماً بڑے اور طاقتور ہیں مگر اس

اعزاز سے محروم ہیں تو معلوم ہوا کہ انسانی ہستی کا اصل اعزاز و اکرام تو علم کی وجہ سے ہے اسی لئے علماء کرام نہایت بلند مقام والے ہیں۔

۷۔حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ علماء کرام اُمت محمد یہ پر ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا اس لئے کہ ماں باپ تو انہیں دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں اور یہ علماء کرام ان کو آخرت کی آگ سے بچاتے ہیں۔ (احیاء العلوم الدین، ج ا، ص ۱۸)

۸۔حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تفسیر کبیر میں حضرت فقہیہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ کا قول مبارک نقل فرمایا کہ جو شخص عالم دین کی مجلس میں بیٹھا علمی فوائد یاد بھی نہیں کرسکتا پھر بھی اس کو سات فضیلتیں حاصل ہوتی ہیں ﴿۱﴾ طالب العلم ہونے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے ﴿۲﴾ جب تک علمی مجلس میں بیٹھا رہے گا گناہوں سے دُور رہے گا ﴿۳﴾ جب گھر سے علمی طلب کیلئے روانہ ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی رہتی ہے ﴿۴﴾ جب تک علمی حلقہ میں بیٹھا رہے گا ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی رہتی ہے اور اس کو بھی حصہ رحمت ملتا ہے ﴿۵﴾ جب تک علمی فوائد سنتا رہتا ہے طاعتِ الٰہی اس کیلئے لکھی جاتی ہے ﴿۶﴾ جب علمی فوائد سنتا ہے کچھ سمجھ نہیں آتی اس کا دِل غمگین ہو جاتا ہے یہی غم قربِ الٰہی کا وسیلہ بن جاتا ہے ﴿۷﴾ جب تک عالمِ دین کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہے لوگوں کی طرف سے اعزاز کرنا دیکھتا ہے فُساق کی ذلت دیکھتا ہے تو اُس کا دِل فُساق سے نفرت کرتا ہے علم کی طرف میلان ہوتا ہے۔ بنا بریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صالحین کی قربت کرو۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۸۳)

علامہ اویسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں صحبت یافتہ معتقدین، مریدین، متوسلین، تلامذہ کرام اور عوام حاضر ہوتے تھے تو اس روایت کے مطابق آپ کو یہ ساتوں فضیلتیں حاصل تھیں۔

ما قبل آیاتِ مقدسہ، احادیث مبارکہ، اقوالِ صحابہ و اکابرین کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ علماء اسلام (علامہ اویسی) کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضیلتوں و برکتوں سے نوازا ہے۔ علم ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے سے انسان ذلت و رسوائی اور گمراہی و نا آشنائی سے نکل کر عزت و جاہ و حشمت کی سعادتوں کو پالیتا ہے تو جو شخص علم سے خالی رہا تو وہ اپنے مقصد تخلیق سے عاری رہا اور جس نے اسے حاصل کیا تو اس نے درحقیقت اپنے مقصدِ تخلیق کو پالیا۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی خصوصیات

یوں تو آپ کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا میں گزری اللہ رب العزت نے آپ کو بہت زیادہ خصوصیات سے نوازا تھا مگر آپ علیہ الرحمہ میں بعض خوبیاں خصوصیت و دیعت کر گئی تھیں۔ مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ بہت بڑے سکالر تھے آپ بہت سادہ انسان تھے آپ بہت مہمان نواز تھے آپ علیہ الرحمہ علماء کرام اور طلباء کے بہت قدر دان تھے آپ علیہ الرحمہ ایک کامیاب استاد، مفسر اور شیخ الحدیث تھے آپ علیہ الرحمہ اعلیٰ پائے کے مقرر بھی تھے آپ علیہ الرحمہ کا تقریر کرنے کا انداز بہت سادہ لیکن بہت علمی، مدلل اور تحقیقی ہوتا تھا آپ اپنے دور کے غزالی اور اپنے وقت کے رازی کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ کی گفتگو کا انداز بہت میٹھا، نرم اور سادہ ہوتا تھا آپ ترجمہ اور تفصیل کے بادشاہ گردانے جاتے تھے آپ مفسر، محدث، مفتی، قاری، حافظ اور علوم و فنون مروجہ کے زبردست عالم تھے عربی، فارسی، اردو، سرائیکی، سندھی اور پنجابی زبانوں میں آپ کی تصانیف موجود ہیں آپ علیہ الرحمہ کامیاب مدرس، شہرہ آفاق خطیب اور سچے مرشد کامل کی حیثیت سے جانے پہچانے گئے۔ آپ علیہ الرحمہ کے فیض یافتگان میں جلیل القدر علماء کرام اور مشائخ عظام کے نام آتے ہیں۔ آپ کا علم بحر ناپید کنار گوناں گوں خصوصیات کا حامل اور آپ اسلاف کی نشانی تھے میرے جیسے کم فہم کا آپ کی نورانی سیرت کو بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 53)

عظیم روحانی پیشوا

آپ علیہ الرحمہ جہاں اہل اسلام کے مایہ ناز عالم دین اور علم کا بحر ناپید کنار اور وقت کے غزالی تھے وہاں آپ نے دو عظیم آستانوں یعنی سلسلہ

اویسیہ اور علامہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ سے فیض لیا آپ علیہ الرحمہ ہر دو سلاسل میں صاحب اجازت وخلافت تھے آپ نے ملک اور بیرون ملک میں بھی کئی لوگوں کو خلافت سے نوازا حرمین شریفین میں بھی آپ کے تلامذہ اور خلفاء موجود ہیں اس لحاظ سے ملک اور بیرون ملک آپ نے فیض نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور روحانی دنیا میں کافی وشافی فیض پھیلایا۔ آپ علیہ الرحمہ ہوا کا وہ جھونکا تھے کہ جو مدینہ منورہ کی خوشبو سے اس قدر معطر ہو جس کی مثال عنقا ہے۔ کوئی مشک وعنبر اس کا متبادل نہ تھی۔ لہٰذا یہ خوشبو دین وعلم کے متلاشی اور متوالوں کے اردگرد ہمیشہ باقی رہے گی آپ کی تحریر وتقریر میں مدینہ منورہ کی خوشبو، آپ کی محبتوں اور شفقتوں میں مدینے کی خوشبو اور آپ کے اسوہ میں اسوۂ حسنہ کی مکمل تقلید تھی۔ حضرت کی ذاتِ بابرکات کو محیط تحریر کرنا ممکن نہیں آپ کے علمی کارناموں کو قلم کی زد میں لانے کی کاوش کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے

درویش وفقیر ہونا معمولی بات نہیں آپ اپنے نام کے ساتھ مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی لکھتے تھے۔ لفظ ''فقیر'' ایک بہت وسیع معنی رکھنے والا لفظ ہے۔ آپ کا یہ لکھنا محض کسرِ نفسی پر مبنی ہے لیکن یہاں فقیر کی علمی توجیہہ کے حوالے سے آپ کی شخصیت میں دیکھنا بہت ضروری ہے فقیر میں ف سے ''فکر''، ق سے ''قناعت''، ی سے ''یادِ الٰہی'' اور ''ر'' سے ریاضت ہے فقیر میں آنے والے حروف کی یہ تمام توجیح بہ شکل اوصاف آپ کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود رہی۔ آپ علیہ الرحمہ خود کو مدینے کا بھکاری فرماتے جو بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے اس کو کوئی عاشق رسول ﷺ ہی سمجھ سکتا ہے یہ بڑی توفیق کی بات ہے کہ مدینے کی بھیک کے حصول کا جذبہ پیدا ہو جائے جس نے اس دربار کی بھیک سے جھولی بھر لی وہ دونوں جہاں کا غنی ہو گیا۔ اور جو شخص لطف وکرم کی بھیک سے جھولی بھر بھر کر لاتا ہے بار بار وہ یہ تبرک اپنے اطراف میں بھی بانٹتا ہے اور آقا ومولا سرکار کائنات ﷺ کی عمیق چشم کرم فیض عام کے لئے ایسے ہی گوہر نایاب چنا کرتی ہے۔ روزِ محشر عالم کے قلم کی سیاہی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی اس وقت حضرت کی ''امارت'' بے مثل ہو گی اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خوب ہی کام لیتا ہے۔ آپ کا نام نامی بے مثل ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ ''اسم بامسمیٰ'' ہیں اور آپ کا فیضان علم ہمیشہ جاری وساری رہے گا انشاء اللہ۔ آپ نے اتنے چراغ جلا دیئے ہیں اور ہر چراغ سے مزید چراغ جلتا رہے گا۔ آپ کی رحیم وشفیق، علمی ودینی شخصیت پر جتنا کلام ہو وہ ناکافی ہے۔

مصنف کتب کثیرہ

فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کے مصنفانہ امتیازات، محققانہ شخصیات میں ایک نمایاں ترین پہلو کتب کثیرہ، کتب عدیدہ کا مصنف ہونا، امام احمد رضا، محبّ غوث الوریٰ کے بعد اگر کوئی مصنف نظر آتا ہے تو وہ صرف اور صرف فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نظر آتے ہیں۔ ''علم کے موتی'' فہرست کتب کے مطابق رسائل، مقالات، متوسط، مفصل، مبسوط، مختصر کتب کی تعداد پانچ ہزار سے تجاوز ہے۔ یہ اتنی تعداد ہے کہ شاید ہی کسی مصنف کا تاریخ علم وادب میں اتنا حصہ نظر آئے۔ مولانا سردار احمد قادری علیہ الرحمہ (فیصل آباد) نے ایک زندہ کتاب بصورت فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ لکھی اور آپ نے پانچ ہزار کتب، ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ورثہ علم چھوڑا۔ پاکستان میں سب سے بڑے مصنف کا اعزاز پایا۔ حقائق کا باریک نظر سے مطالعہ کریں تو عقل حیرت میں گم ہو جاتی ہے۔ کہ اتنا وقیع عظیم، مبسوط کام عطائے احمد مجتبیٰ ﷺ اور کرم غوث الوریٰ ہے۔

دورہ تفسیر القرآن

آپ نے تقریباً ۵۰ سال ملک کے بیشتر شہروں میں دورۂ تفسیر القرآن کے کورس کرائے جن میں ہزاروں علماء نے قرآنی علوم مختلف آیات کے مفاہیم، مطالب مستند تفاسیر سے عالمانہ، صوفیانہ تفسیر پڑھ کر نوٹس تیار کیے، دار العلوم میں بھی ہر سال دورۂ تفسیر القرآن کا کورس کرایا جاتا ہے بحمدہ تعالیٰ گزشتہ کئی سالوں سے یہ کورس بہت کامیابی سے جاری ہے ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر کے فضلاء کثیر تعداد میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن پاک کا مکمل ترجمہ وتفسیر قرآنی رموز واسرار بے شمار علمی، فقہی اور روحانی موضوعات پر نوٹس تیار کرتے تھے یہ کورس ایک ماہ کا ہوتا تھا تمام اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث ہوتی تھی حضرت اویسی صاحب پیچیدہ مسائل پر ایسی سہل گفتگو فرماتے تھے کہ مبتدی طالب علم بڑی آسانی

سے سمجھ جاتے تھے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۳۸۔۳۶)

آپ دورۂ تفسیر القرآن میں مکمل قرآن پاک کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان بیان فرماتے جن آیات کریمہ کو دیگر مذاہب باطلہ کے لوگ اپنے مسلک کے مطابق دلیل بنا کر پیش کرتے انہی آیات کریمہ سے کمالات مصطفیٰ ﷺ ثابت فرماتے مثلاً کمال علم غیب رسول۔ کلی تفصیلی علم ثابت فرماتے اور علم غیب کی نفی کی آیات کا شافعی جواب بیان فرماتے۔ اسی کمال نور محمدی ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں براھین قاطعہ سے ثابت فرماتے' مسئلہ استمداد' مسئلہ حیات النبی ﷺ ودیگر تمام مختلف مسائل ادلہ اربعہ کی روشنی میں ثابت فرماتے۔ طلباء کے سوالات خندہ پیشانی سے سن کر انہیں تسلی بخش جوابات دیتے تھے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں تشنگان علوم آپ سے علمی فیض حاصل کر کے آج مناظر اہلسنت بن کر مختلف مقامات پر دینی' علمی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

دورہ حدیث شریف

سال ہا سال آپ دورہ حدیث پاک مکمل صحاح ستہ اکیلے پڑھاتے رہے۔ مشکلاتِ حدیث کا نہایت ہی تحقیقی حل فرماتے۔ تعارض حدیث رفع فرماتے اختلاف آئمہ بیان فرما کر حنفی مذہب کے ترجیحی دلائل بیان فرماتے گویا تدریس دورہ حدیث میں بھی آپ عدیم المثال تھے۔

حاضری حرمین شریفین

یہ سعادت بھی خوش نصیب لوگوں کو ہی حاصل ہوتی ہے کیونکہ کعبہ معظّمہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور پھر بار بار حاضری انہیں ہی حاصل ہوسکتی ہے جو مقدر کے سکندر اور قسمت کے دھنی ہوں۔ لہٰذا جنہیں تیں بار یہ سعادت نصیب ہوئی ہو یہ ان کے نظر شفقت اور محبوب علیہ السلام کے کرم کا مظہر ہے اور پھر متعدد بار ماہ صیام پھر وہاں قرآن پاک سنانے کی سعادت پر دارین کی نعمتیں قربان کی جاسکتی ہیں اور یہ نعمت عظمیٰ ہر ایک کی قسمت میں کہاں ہوتی ہے۔ بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں مقبولیت کی بناء پر کثیر حج اور کثیر عمرے ادا فرمائے سال میں دو، دو تین، تین مرتبہ بھی عمرہ شریف کی سعادت نصیب ہوتی رہی خصوصاً رمضان المبارک میں اکثر حاضری ہوتی رہی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان المبارک میں عمرہ کیا اس نے میری ذات گرامی کے ساتھ عمرہ کیا اس سے بڑھ کر کونسی سعادت ہے، نیز فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ حج کے برابر ہے، یہ سعادت بھی متعدد بار نصیب ہوئی، نیز فرمایا جس نے میری پردہ پوشی کے بعد میری زیارت کی اُس نے میری حیاتِ طیبہ میں میری زیارت کی، علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ کو یہ سعادت بھی کثیر مرتبہ نصیب ہوئی، نیز فرمایا جس نے میری مزارِ پرانوار مرکزِ تجلیات الٰہی کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہے۔ یہ مقام بھی آپ کو حاصل ہے نیز مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز کا ثواب ڈھائی لاکھ نماز کے برابر ہے چونکہ فرمایا میری مسجد میں نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، بیت اللہ شریف میں ایک نماز لاکھ نماز کے برابر ہے، نیز فرمایا اے اللہ میرے مدینہ منورہ میں مکہ شریف کی نسبت ہر شئے میں دُگنی برکت عطا فرما، تو دو لاکھ یہی ہوگیا' پچاس ہزار کا ثواب پہلے بیان فرمایا لہٰذا ڈھائی لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ اب حضرت نے کتنے سال پنجگانہ نمازیں مسجد نبوی شریف باحفاظت ادا فرمائیں تو کس قدر ثواب آپ کے نامہ اعمال میں لکھا گیا۔

مجمع البحرین علوم

حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ علوم وفنون کا ایک حسین سنگم اور حسین امتزاج تھے آپ مجمع البحرین علوم تھے۔ آپ علوم ظاہرہ اور علوم باطنہ کا امتزاج، علوم جدیدہ اور علوم قدیمہ کا امتزاج، علوم شریعہ اور علوم عصریہ کا امتزاج تھے۔ آپ کی ذات پہ عکس فیض احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا کہ آپ کو ہشت پہلو ہیرا بنا دیا جس کا ہر گوشہ نور بار، ہر پہلو عنبر ساز اور ہر جہت نکہت زار تھا۔ خضر ہاشمی نے آپ کو مجمع البحرین علوم بنایا۔ کتب اویسی، تصانیف اویسی اور [illegible] اویسی کا مطالعہ کریں تو علوم متنوعہ [illegible] کا [illegible] جھرمٹ نظر آتی ہے اور آپ [illegible] نے جس علم و فن [illegible] قلم اٹھایا اسی کو اوج کمال [illegible] فائز کر دیا۔

ادیبانہ محاسن

ادبستان اویسی، تصانیف اویسی اور گلستان ادب مرقع زبان و بیان بھی ہے۔ عنوانات کتب دیکھیں فکر و ادب کی تراشے کتب جمال و کمال کا حسین سنگم، عنوان سازی، عبارات کا حاصل و مغز کہ ایک آنکھ عبارات تک پہنچ جائے۔ تراکیب سازیوں کہ ٹکسال لگی ہے۔ طرفہ عظیم، پرشکوہ، جاذبِ نظر تصنیفات تعلیم و ادب کا امتزاج، دقیق باریک، تطابق، تناسب، سطوت، شکوہ کیا کہنے! اجمال و اقتصار یہ کہ سمندر در کوزہ! محاکمہ نگاری یہ کہ مناظر و تماثیل، وقائع و حوادث، رجال و شخصیات، اعصار و عہود، احوال و ظروف آنکھوں کے سامنے رقصاں نظر آتے ہیں۔ جاذبیت کلام ایسی کہ لوحِ دل پہ انمٹ نقوش ثبت کرے۔ استعارات و تشبیہات ایسی کہ کواکب درخشاں! اصلاح سازی طبع زاد! تطویل لاطائل کا گزر تک نہیں۔ تحصیل لا حاصل کا گزر تک نہیں۔ پامال جملہ سازی آپ کے منافئ مزاج ادب تھی برجستہ کلامی ایسی کہ قلم نہیں موقلم تھے اور ہر موضوع کی مناسبت ادبیت کے دوائر ہیں چھلک چھلک جاتی ہے۔

شارحانہ محاسن

دانش عصر کے متنوع، متفاوت پہلوؤں میں ایک عظیم پہلو شارحانہ محاسن کا تھا۔ آپ نے کتب عقائد، کتب حدیث، کتب اصول، کتب شعر، کتب وظائف کی شرح و تفاصیل سپرد قلم فرمائیں۔ مخطوطات اور مطبوعات کا مطالعہ کیجئے بحیثیت شارحِ تاریخ شارحین میں ایک منفرد راہوار نظر آتے ہیں۔ آپ کی شارحانہ محاسن کے تفصیلی جائزہ کے لیے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ شرح دقائق افزا استدلالات، اخذ مطالب، تصحیح اغلاط، توضیح مشکلات، وضع ضمیمہ جات، مفصل ابحاث، رفع مشکلات، دفع دھوم، توضیح مفہوم وغیرہ شامل ہیں۔ ''متروکات شراحین'' پہ آپ نے اعلیٰ الخصوص توجہ فرمائی۔ شرح المتن میں آپ کو درک کمال تھے۔ شروح اویسی کے بعد دیگر شروحات سے قاری مستغنی ہو جاتا ہے۔ تفسیر قرآن حکیم میں اردو تفسیری اسلوب میں آپ متعدد تر فردات کے حامل تھے۔

موضوعاتی تنوع

گلستان کتب اویسی گلہائے رنگا رنگ کا گلستان ہے۔ ہر گل گل چیدہ، ہر گل گل عجیبہ! اصول تفاسیر، شروح، عقائد شخصیات، وظائف، بلاد، قرآنیات، تہذیبات، سماجیات، سیاسیات، فلسفہ، تاریخات، اقبالیات، ریاضیات، اصولیات، اعتقادیات، تقابل، ردومناظرہ، تصوف، سلوک۔ الغرض تنوع عظیم ادبستان اویسی میں نظر آتا ہے۔ کوئی گوشہ تشنہ لب نہ رہا۔ کوئی پہلو شکار صرف نظر نہ ہوا۔ اویسی صاحب بحر ناپیدا کنار ہی نہیں بلکہ بحر ہزار جواہر ہیں۔ ایک افق ہی نہیں بلکہ فلک صد آفاق آ گلستان یک گل نہیں، گلستان ہزار گل، مرد ہزار داستان! بحر لا مختتم! مطالعہ کتب اویسی کرنے والا خود کو باغ چناں میں پاتا ہے کہ حسین منظروں کا نہ ختم ہونے والا تسلسل! ادبستان اویسی کا سیاح وادی ہزار نظارہ کا منظر بیّن ہے۔ ادبستان اویسی کا مطالعہ کرنے والا خوان بہشت کا ریزہ حسین ہے۔ اس کو وحشت یکسانیت کا شائبہ تک نہیں۔ تکرار با تکرار پڑھیں ملنے نہ پائے گا۔ اگر ہوگا تو قند مکرر ہوگا۔ یا پیرائیہ حسین ہو گا۔ موضوعاتی تنوع، علمی توسع، فکری توسع، مطالعاتی توسع پہ وال ہے۔

منفرد راہوار تصوف

علامۃ الدہر فیض احمد اویسی تصوف نگاری میں ستون اعظم ہند کا درجہ رکھتے ہیں۔ تذکرہ صوفیاء، تراجم کتب، معتبرہ شروح، فنون، تصوف، مقلات تصوف، کتب موضوعات متنوع، ہر پہلو عظیم ہے۔ اردو تصوف نگاری میں سرخیل آپ کی ذات مبارکہ، تصوف خواں طبقہ کے لیے ایک خوان پہ نعم غیر مرقبہ خوان اویسی کا امتیاز ہے۔ اسلوب دلکش، دلائل قش کا لجر! لاینحل عقدوں کو، گروہوں کو، گرہ گرہ کر کے نکال دیں۔ تحقیق و تدقیق کے وہ گل کہ ہر گل کی بوئے نو، رنگ نو، طرز نو! تصوف منکرین، تصوف متعادین کو دندان شکن جواب دیا۔ رخ گلگون تصوف پہ آنے والی گرد و غبار کو صاف شفاف کر دیا۔

اچھوتے موضوعات [illegible]

آ تا ہے وہ ادبستان تصوف اویسی میں نظر آ تا ہے۔ ورگرنہ عملی تصوف یکسر نظر انداز کیا گیا۔

استدلالات نو

تفردات اویسی، امتیازات اویسی کا بنظر غائر و تدقیق مطالعہ کریں تو ایک امر جو لائق صد تحسین نظر آ تا ہے۔ وہ استدلالات نوا! استنباطات عجیبہ! استخراجات متحیرہ! اوراق تفسیر القرآن ہوں یا اوراق شرح الاحادیث ہوں یا کتب ورسائل اویسیہ ''ہر جا ایں جا'' کا منظر لگتا ہے۔ تہہ در تہہ حقائق کا انکشاف بین السطور مطالب، غوامض، دقائق، سرائر، بصائر، مفاہیم، نکت کو ماسکۂ ذہن پہ ابھرنا آپ پہ ختم۔ ایک فہرست طویل مرتب ہو سکے اور تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر اظہر من الشمّس بین من الامس ہوتا ہے کہ یہ استدلالات تاریخ تفسیر وشرح وتاویل واستدلال میں اچھوتے، نو کیلے اور عجیب ہیں۔ جہاں ذہن رسا، عقل رسا کی غمازی ہے، وہاں فیضان کی باراں برکھا، آنگن علم اویس میں چھم چھم لگتی ہے۔

حل مشکلات علم

لا ینحل علمی عقدوں کی گرہ کشائی، کوہ پیائی، بادیہ پیائی کے برابر ہے۔ سہل راستوں کا مسافر ہر کوئی، پر پیچ راہوں کا راہی کوئی کوئی۔ ایک آدھ عقدہ حل کرنے والے آسماں سر پہ اٹھا لیتے ہیں ادھر ادبستان اویسی ہزاروں عقدوں کا حل! ہزاروں گتھیوں کا حل! علمی، فکری، فنی ہر گوشے میں الجھنوں کو راہ فرار دکھلایا اور سہل الحصول کہ مشکلوں کو مشکل انداز میں پیش کر کے اور مشکل پیش آ جاتی ہے۔ لیکن آپ نے مشکل کو مشکل رہنے نہیں دیا۔ اعتقادی عقدے ہوں، فکری عقدے ہوں، عملی عقدے ہوں، نظری عقدے ہوں، سیلِ قلم اویسی کے سامنے ریت کی دیوار، مکھن میں بال! طبیب حاذق کی طرح نباض کہ دیکھتے ہی حل دستیاب۔

جامعیت وکاملیت

بسیار نویسی نقص وسقم کا مجموعہ ثابت ہوتی ہے۔ زیادہ لکھنے والے، عبارات علم، معیارات تحقیق، معیارات تالیف، معیاراتِ تدقیق، معیاراتِ ادب، شاذ کالمعدوم کہ برقرار رکھ سکے ہوں، کہیں اوراق کی کیتھونی، کہیں بے رابطی، کہیں طویل لا طائل، کہیں ابحاث بے رابطہ، بسیار نویسی لامحالہ بے معیاری کا شکار ہوتا ہے لیکن آپ کے ہاں انگشت نمائی کا موقع نہیں ملا۔ ہر موضوع کشتہ شائستہ، مربوط، منظّم، جامع، کامل، منضبط ہے۔ چند سطریں لمعات نور بن جاتی ہیں۔ سلکِ اصطلاحات، اصل عبارات، تخریج حوالہ جات، جلی عناوین، آپ کے امتیازات علم میں ہے۔

تحقیقی شہ پارے

ادبستانِ اویسی، ادب اور تحقیق کا گلستان ارم! تحقیقی شہ پاروں ایسے جیسے فلک پہ درخشاں کواکب، امام احمد رضا، فدائے غوث الوریٰ نے ''ادب تحقیق'' کی جس اوش کو جمایا تھا اسی کو آپ نے برقرار رکھا ہے۔ رسائل اویسیہ، مقالات اویسیہ، شروح کتب عقائد، تفاسیر القرآن، تحقیقی کتب ایک طویل قطار بعیر ہے۔ موضوع بندش، تحقیقی، تدقق، جرم روایات، تنقیح روایات، تخریج حوالہ جات، وضع مصطلحات، وضع متضمنات ہر پہلو عظیم ہر گوشہ عظیم! شرح مثنوی شریف دیکھیں، شرح حدائق بخشش دیکھیں، شرح سعدی دیکھیں، شرح بخاری ومسلم ودارمی دیکھیں، تفاسیر اویسی کا مطالعہ کریں۔ متنوع، متفاوت، متفرق موضوعات لامختتم سلسلہ! تحقیق میں آپ نے تتبعات کی روش کو ترک کر کے تخلیقات کا راہ اپنایا۔

تاریخ رسائل نگاری

رسائل نگاری کا اسلوب علم وتحقیق وتحریر عربی، فارسی سے اردو مذہبی ادب میں مروج ہوا۔ امام احمد رضا، کشتہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فدائے غوث الوریٰ نے اولاً اس کو متعارف کراوایا۔ سینکڑوں رسائل علمیہ، تحقیقیہ سپرد قلم فرمائے۔ ازاں بعد اہلِ قلم نے اس کو قائم رکھا۔ لیکن اس کو کمال ثریا پہ فائز کیا تو آپ نے کیا۔ تاریخ ساز عہد ساز رسائل نگاری کا کام آپ نے کیا۔ رسالہ کے مختصر کینوس کو علم، ادب، تحقیق، تدقین، توضیح، تنقیح، ترتیب، تسہیل تجمیل

کے ساتھ آراستہ پیراستہ کر دیا۔موضوعاتی تنوع کے ساتھ اس کے دائرہ کار کو بحر کنار کر دیا۔کم وقتی کے اس دور میں رسائل کی وقعت ہزار گونہ مزید ہوگئی۔ اختصار اجمال میں تفصیل پرو دینا آپ کا کام ہے۔

فروغ حب غوث الاعظم

یوں تو اردو مذہبی ادب ''تذکر غوث الاعظم ص'' کے عطر بیز، معتبر بار حوالوں کے ساتھ ہے لیکن تفرادت اویسیہ میں ایک اعزاز عظیم، افتخار عظیم یہ کہ آپ نے گیارہویں والی ہستی کے نام مبارک کے حوالے سے (111) کتب ورسائل سپرد قلم فرمائے۔منکروں کے سر قلم فرمائے۔تاریخ علم وادب میں وہ پہلو منصۂ شہود پر نہ آتے تھے۔آپ نے لکھا، کیا عمدہ لکھا، کیا خوب لکھا۔''قصائد رضویہ غوثیہ'' کی مضبوط شرح لکھ کے منسوبات غلط کے منصوبے کو چاک کر دیا۔''قدم الشیخ''، تحریر فرما کے گردنیں خم کر دیں گردن خمیدہ لوگوں کی۔

محافظ عقائد

سرحد ایمان پہ پہروں پہرہ دینے والے جرنیل اعظم کا نام فیض احمد اویسی ہے۔دریدہ دھن کی گدی نوچ پھینکی۔تشکیک فروغ لوگوں کو راہ فرار دیا۔بے ادبانِ دھر کی خوب گوشمالی کی۔نجدی، خارجی، رافضی، چکڑالوی، احمدی، قادیانی، پرویزی، دیوبندی، نیچری، لادینی، غالی، منکر، منافق، مردود مطرود کو درگور کیا۔مطلع عقائد کو روز روشن کی طرح تاباں شمس فروزاں کر دیا۔

وفات

آفتاب علم وفضل غروب ہوگیا

الموت العالِم موت العالَم

(ایک عالِم کی موت ایک عالَم (جہاں) کی موت ہے

وہ جب تک گنبد خضریٰ کی سنہری جالیوں کا تصور نہ کر لیتا اس کی آنکھ ہی نہ کھلتی

یہ ماہ رمضان المبارک کے وہ حسین لمحات تھے جس میں لحہ بہ لحہ رحمت یزداں کی پھوار پڑ رہی تھی کتنے جذبات کیف وسرور کے سمندر بیکراں کی سرمست لہروں میں بہہ رہے تھے دارالعمل کی فصیلوں پر اجر وثواب کے بیشمار دیئے فروزاں تھے روح کے آنگن میں راحت ورافت کی پھیلی بھینی بھینی خوشبو سے مشام جاں کے بالا خانے معطر ہو رہے تھے دل کی ٹھنیوں سے نیک خواہشات کی کونپلیں مہکے مہکے سانسوں کے جھونکوں کی لہروں میں لہرا رہی تھیں

امیدوں اور تمناؤں کے لہلہاتے کھیت سرسبز وشاداب ہو رہے تھے باطن کی ثقافتیں ڈھل رہی تھیں روحانیت کے آئینے شفاف ہو رہے تھے الفت کے مصلے بچھنے لگے عقیدت کی اذانیں گونجنیں لگیں عجیب حیات بخش اور روح پرور موسم تھا۔جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور کی آغوش میں بسترِ علالت پر دراز ایک شخصیت بیماری کی شدت نے جس کے اعصاب کو اپنے شکنجے میں لئے ہوئے تھا قوائے بدن جس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے

نقاہت وناتوانی کا زہر جس کے رگ وپے میں جذب ہو رہا تھا یہ وہ پیکرِ عزم واستقلال تھا جس کی گھٹی میں الفتِ مدینہ کے جام اُنڈیل دیئے گئے تھے وہ جب تک گنبد خضریٰ کی سنہری جالیوں کا تصور نہ کر لیتا اس کی آنکھ ہی نہ کھلتی، دیار حبیب پاک ﷺ کی گلیاں اس کے شہر بدن میں گھومنے لگتیں اس کی شریانوں میں عقیدت کی حدت لہو کی طرح دوڑ رہی تھی۔یہ مجسمہِ خلوص ووفا ہے ان ایام میں سفر طیبہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا وظیفہ تھا مدینے کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں گھوم گھوم کر طیبہ کی میٹھی میٹھی مست خرام فضاؤں میں جھوم جھوم کر جب صدائے صلوٰۃ وسلام بلند کرتا تو جنت کی کھڑکیوں سے رحمت کے پھول برسنے لگتے جس کی پُرسوز آواز کے سائے میں عشاقِ مدینہ عقیدت کے چراغ روشن کرتے، دیارِ طیبہ کے در ودیوار گواہ ہیں جب بھی مدینے کے اس درویش نے سرورِ کونین رحمتِ دارین امام قبلتین عبداللہ کے دل کے چین سیدہ آمنہ کے نور العینین ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں دستِ طلب بڑھائے تو

اظہارِ تمنا اور عرضِ مدعا سے پہلے ہی کشکول بھر دیئے گئے۔

آج یہ عاشق شادکام ہجر کی شام سیاہ فام وادیءِ درد و آلام میں بے قراری و بے راحتی کی چنگاریاں دامنِ دل میں سمیٹے سازِ فراق کے دہکتے انگاروں پر کروٹیں بدل رہا ہے۔ اسی اثنا میں اپنے شہزادوں کو بلاتا ہے اس کی آواز میں اگر چہ توانائی کے شعلے نہیں بھڑک رہے مگر ایک ایک لفظ میں ساز و گداز کی دھیمی دھیمی حرارتسے گویا اس کے ہونٹ پگھل رہے تھے گنبدِ خضریٰ کی جھلملاتی یادوں کی رم جھم میں اس کی پلکیں بھیگ چکی تھیں نوک مژگاں سے گوہر آبدار تسبیح کے دانوں کی طرح رخسار کے آبگینے پر بکھر رہے تھے اس کے چہرے کی کھلی کتاب پر اشکوں کے انمول موتی اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ درازیءِ عمر کی باہوں میں گھرا ہوا یہ مردِ آزاد پیر سالی کی ستم ظریفی کا مداوا تو نہ کر سکا مگر اس کی رگوں میں دوڑتے لہو کے ایک ایک قطرے میں عشقِ نبی آخرالزماں ﷺ کی برق تپاں اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ حرکت پذیر تھی اس کی آنکھ میں پھیلی پتلی کے آئینے میں گنبدِ خضریٰ کے عکس رقص کرتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ نبی رؤف و رحیم آمنہ کے درِ یتیم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دہلیز کو چومنے کی طلب اس کے کپکپاتے ہونٹوں پہ پھیلی ہوئی تھی اس نے اپنے لرزتے ہاتھوں سے اشارہ کیا شہزادے اس کے قریب ہوئے اس نے غم میں ڈوبی ہوئی آواز سے کہا اے میرے جگر پارو میری آنکھوں کے تارو میرے مقدر کے چمکتے ہوئے ستارو، مدینے میں بچھی جنت کی گلیوں سے گزر کر وادیءِ رنگ و نور کی آغوش میں اتر کر عقیدت کے جام عشق کی مئے سے بھر کر بے کسوں اور بے سہاروں کے دستگیر امت کے فکر میں دلگیر تمام نبیوں کے مرشد اور رسولوں کے پیشوا ﷺ کے آستانے پر بسر و چشم حضوریءِ روح و قلب سے حاضری دو اور بصد عجز و نیاز دست بستہ میرے سلام پیش کرو عرض کرو یا رسول اللہ ﷺ آپ کا اویسی ۱۵/ماہ رمضان کو حاضر ہوگا یہی میری تحریر بے تاثیر کا بنیادی نکتہ اور مرکزی خیال ہے

پھر کیا ہوا کہ لمحات اور ساعتیں منٹوں میں تبدیل ہونے لگیں اور منٹ گھنٹوں میں بدلنے لگے گھنٹوں نے پہروں کا روپ اختیار کر لیا اور پہر لیل ونہار کے طول و عرض کو لپیٹنے لگے وقت کی بساط سمٹنے لگی اور ۱۵/رمضان المبارک کی صبح صادق کے ہونٹوں کی سرخی آسمان کے کناروں پر بکھرنے لگی وقت نے قدم جمائے آج کی صبح شاید اپنے معمول کے راستے سے ہٹ کر ڈگمگاتے قدموں سے چل رہی ہے جس کے لبوں پر سورج نے شفق کی سرخی نہیں ملی رتجگوں میں کھوئی ہوئی آنکھوں کی طرح اس کی پلکیں بوجھل بوجھل سی محسوس ہو رہی ہیں اس کے لہجے سے بے بسی اور حسرت برس رہی ہے جس کی پیشانی پر موج نور کی بکھری لہریں نظر نہیں آ رہیں جس کے رخسار گلعذار جمال و رعنائی کی کشش سے عاری ہیں جس کی زلفوں میں آفتاب نے روشنی کے پھول نہیں ٹانکے۔

اے صبح بیقرار وہ تیرا دامن تار تار کیا ہوا تیرے لباس بدن سے چمکتی دمکتی کرنوں کی ضیاء پاشیاں کہاں کھو گئیں آج آفتاب ظلمت کدہءِ شب سے اس حال میں بیدار ہوا کہ اسے کم کم سجھائی دینے لگا اور اس کی نگاہوں میں دھندلاہٹ/دھنلاہٹ کا دھنواں پھیل گیا سورج ایک نحیف و نزار بوڑھے شخص کی طرح تھرتھراتے ہوئے اُٹھا اور اپنی منزل کی جانب قدم گھسیٹ گھسیٹ کر چلنے لگا جیسے اس کے کاندھوں پر کسی نے شبِ دیجور کا جنازہ لاد دیا ہو۔ سورج سے پھوٹنے والی دھوپ در و دیوار کو گلے لگائے پرسہ دے رہی تھی جیسے کسی نے ان کے سینے میں شگاف کر دیا ہو فضاء کے لبوں پر ہجر و فراق کے جاں گداز نغموں کی پرسوز تاثیر سماعتوں کے دریچوں سے گزر کر روح کو گھائل کئے جا رہی تھی

یہ پندرہ رمضان المبارک کی صبح ہے عالم قدس میں ایک ہنگامہ برپا ہے کہ ''موتُ العالِم موتُ العالَم'' سارا جہان سوگ میں ڈوبنے والا تھا دلوں کے آبگینے چُور چُور ہونے والے تھے ہوا کا کلیجہ دھک دھک کر رہا تھا کہ ایک اعلان گونجنے والا تھا ایک غیر معمولی حادثہ ایک ناقابل یقین سانحہ برپا ہونے والا تھا مرکز عالم میں بھونچال آنے کو تھا۔ یہ پندرہ رمضان المبارک کی صبح قیامت خیز ہے یہ وہ لمحات ہیں جن میں ایک عاشق بے قرار ساقی کوثر شافع محشر آمنہ کے دلبر محبوب رب اکبر عزوجل و ﷺ سے کیا ہوا وعدہ و پیمان نبھانے لگا ہے اور ایفاءِ عہد کی ایک نئی داستان تحریر ہو رہی ہے شبستان بدن کے چمکتے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر فضاء میں بکھر رہے ہیں قفس عنصری کی کھڑکی سے روح کا پنچھی خلاء کی وسعتوں کو چیر کر سوئے طیبہ پرواز کرنے کو پھڑ پھڑا رہا ہے حجرہ

عائشہ کا مکین صدق ووفا کے روشن چراغوں کے درمیان کسی کا منتظر ہے کہ کب اس کے نعلین پر جان وجگر، چشم وبصر اور قلب ونظر فدا کرنے والا اویسی مدینے کی طرف آرہا ہے آہ صد آہ! دلگداز اور روح فرسا کیفیت نا قابلِ بیان ہے۔ زبان کو یارا نہیں کہ اظہار کی ایسی تصویر کھینچ سکے جس کے جذبات ومحسوسات کی ترجمانی ممکن ہو۔ موبائل فون کی گھنٹی بجی دل کے دروازے پر ایک بجلی گری خاموشی کا سحر ٹوٹا دل ہلا دینے والی دستک نے شور مچایا سروں سے آسمان کی چادر سرکنے لگی پیروں تلے زمین نے کھسکنا شروع کیا لرزتے اور کپکپاتے ہونٹوں پر اناللہ وانا الیہ راجعون کے کلمات تھرتھرانے لگے پہلی مرتبہ محسوس ہوا کہ اہل بہاولپور یتیم ہوگئے۔ اہلسنت کے سر پر چھت کا سایہ نہ رہا، یہ شیخ العرب والعجم ہے جس کا ہمیشہ ایک نعرہ رہا، جس نے تا حیات ایک ہی سبق پڑھایا، چمنستان عشق رسالت کے خوشہ چینوں کو ایک ہی درس دیا ''عزت رسول کریم ﷺ کی پاسبانی میں جیو اور عظمت رسول پاک ﷺ کی نگہبانی میں مرو، زندگی وہی زندگی ہے جس میں ناموس رسالت ﷺ پر ڈٹ جانے کی تڑپ ہو، موت وہی موت ہے جس میں عصمت رسالت ﷺ پہ کٹ جانے کا جذبہ ہو'' یہ فیض ملت اسلامیہ ہیں جن کے ہاتھوں میں ودیعت ایزدی نے ایسا قلم تھما دیا کہ گردش ایام کے ہزاروں بھونچال آئے تغیر وتبدل کی بیشمار آندھیاں چلیں انقلابِ دہر نے ہزاروں انگڑائیاں لیں آرام پرستی اور فروتنی نے جذبوں کی حرارت کو مردہ کردیا طباع کی نفاست ولطافت، جدت پسندی اور روشن خیالی کی ایسی برف باری ہوئی کہ شریانوں اور وریدوں میں دوڑتے ہوئے لہو میں غیرت کی لہریں ساکت وجامد ہوگئیں۔ مگر وہ قلم نصرت غیبی جس کی جنبش وحرکت میں کارفرما تھی کبھی نہ رکا اور کبھی نہ تھما مرور زمانہ کے بدلتے موسموں نے صفحات ہستی پر بکھرے بیشمار نقوش کو چشم فطرت سے اوجھل کردیا مگر فیض ملت کے قلم کی نوک پر ہمیشہ زندہ وجاوید لفظوں کے قمقمے تاباں وفروزاں رہے، مدینے کے کانٹوں سے اپنی پلکوں کو سجانے والا قبیلہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یہ مرد درویش جس نے سیدالابرار سرکار والا تبار مدینے کے تاجدار ﷺ کی بارگاہِ خوشگوار میں ایک انداز سے ایک ہی لب ولہجے میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں بستر لگا ہوا ہو جن کا تیری گلی میں۔

جس کی غیرت عشق رسول ﷺ نے سوائے یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کے کبھی کسی کو گھاس تک نہ ڈالا بڑی سے بڑی طاغوتی طاقتیں آئیں اس نے سب کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ سلطنت غوثیت کے بے تاج بادشاہ جہانِ ولایت کے لازوال شہنشاہ کی روحانیت کا علم ہمیشہ اس کے سر پر لہراتا رہا، سرزمینِ بریلی کی خاک کے ذرے ذرے کو محبت مصطفیٰ کریم ﷺ کے درخشاں کرنوں سے رشک ثریا کردینے والے اس صدی کے مجددِ برحق امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے عقائد کا پاسبان عشاق رسول کے کاروان کے سپہ سالار اعلیٰ حضرت کے مسلک کا ترجمان اہلسنت کی نظریاتی سرحدوں کا نگہبان مفسر اعظم پاکستان جب بھی چلا تو سر اُٹھا کے چلا اس انداز سے چلا کہ اس کے قدموں کی دھمک سے نجد کی سرزمین تھرتھرانے لگی یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے اس کارنامے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا کہ اس کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ دراز زمانے کے طول وعرض میں ایسا پھیلا کہ صرف سابقہ صدیاں ہی اس کے محیط میں نہیں آئیں بلکہ مستقبل بعید بھی اس کے دائرہ اثر سے نکلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم جب اس کے ہونٹوں سے بہاولپور کے سُونے صحرا میں نعرہ رسالت کی اذان گونجی تو مزار میں سوئے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روح وجد میں آگئی اب تو بہاولپور دربار محل کی فصیلوں سے لے کر چولستان کی ریت کے ذروں تک جہاں خواجہ فرید کریم نے خلیل انبھیٹوی جیسے گستاخ رسول کو طوق شہر بدری پہنا کر گمنامی کے اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا وہاں حمیت و غیرت کے بطل جلیل فیض ملت نے باطل کے سینے میں نوک قلم کے خنجر سے شگاف کردیا۔

(ماہنامہ فیض عالم، نومبر ۲۰۱۰ء، ص ۴)

اس دنیا رنگ وبو میں کئی انسان آئے۔ ساری زندگی گوشہ گمنامی میں رہے اور پھر آخرت کی طرف سدھار گئے۔ لیکن کچھ نفوس قدسیہ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوتی ہے۔ جب ایسے عظیم لوگ سفرِ آخرت کی جانب رواں دواں ہوتے ہیں تو زمین وآسمان روتے ہیں ایسی باکمال اور بے مثال شخصیات میں حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ کچھ لوگ تو اس دنیا میں صرف اپنے ''جینے'' کی فکر میں گزار دیتے ہیں لیکن علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے اپنی ساری زندگی ''مدینے'' کے تصور میں گزار دی، اس پر آپ کی تصانیف شاہد عدل

ہیں۔ دنیا کے علم وادب کا یہ آفتاب ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ/ 26 اگست 2010ء کو نماز فجر ادا کرنے کے بعد غروب ہو گیا۔ غروب ہونے کے بعد بھی آپ کی نورانی شعاعیں ہمارے قلب وجگر کو منور کرتی رہیں گی۔ رات گیارہ بجے مرکزی عیدگاہ بہاولپور میں آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ مفتی محمد فیاض احمد اویسی رضوی کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ سے قبل اعلان کیا گیا کہ ''چونکہ علامہ اویسی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو ناجائز سمجھتے تھے اس لئے آپ کی نماز جنازہ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر سنت طریقے کے مطابق مکبرین کے ساتھ ادا کی جائے گی''۔ رمضان المبارک کی مصروفیت اور رات ہونے کے باوجود نامور علماء ومشائخ اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بلاشبہ آپ کا جنازہ بہاولپور میں یادگار تاریخی ومثالی جنازہ تھا علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے دعا کرائی۔ ہزاروں اشک بار آنکھوں کے سامنے آپ کو جامعہ اویسیہ رضویہ میں دفن کیا گیا۔ تدفین کے موقع پر بعض حضرات نے مووی بنانے کی کوشش کی تو انہیں سختی سے روک دیا گیا۔ اللہ مجدہ الکریم ہمیں فیض ملت کے روحانی فیض سے ہمیشہ فیض یاب رکھے۔ آمین

اناللہ وانا الیہ راجعون

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۲۷ & ۴۳)

باب2

حضرت علامہ فیض احمد اویسی نوراللہ مرقدہٗ کی دینی خدمات

معلم ہونا بہت بڑا مقام ہے کیونکہ معلم خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے ''رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا'' [سورۃ الرحمٰن، 55،آیت نمبر:۲۔۱] اور ''جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا'' [سورۃ العلق، آیت نمبر ۵۔۴] فرما کر رسول اللہ ﷺ کو معلمیت کی سند عطا فرمائی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے'' [سورۃ ال عمران، 3،آیت نمبر:۱۶۴] کے تحت صحابہ کرام علیھم الرضوان کے دلوں کو صاف کر کے ان کو کتاب وحکمت کا ایسا سبق پڑھایا کہ جس کی مثال ازل سے لے کر ابد تک نہ ملے گی پھر اسی بحر بیکراں کا فیض آسمان سے جب بصورت پانی [سورۃ الرعد، آیت نمبر:۱۷] یعنی قرآن مجید کی صورت میں اترا پھر وہاں سے اپنی اپنی طاقت ووسعت کے مطابق وسیع اور تنگ وادیاں نکلیں جن کا ظرف جتنا وسیع تھا ان کو ان کے ظرف کے مطابق چشمہ علم سے فیض ملا۔اسی چشمہ علم سے نکلنے والی وادیوں سے سیراب ہونے والی ایک لڑی حضرت مفتی فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی ہے۔

علوم تکمیل کے بعد بسا اوقات انسان بہت سے مراحل سے گزرتا ہے اور اپنی راہ کے تعین کیلئے کافی غوروخوض کرتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کبھی کبھی وہ اپنے راستے کا تعین نہیں کر پاتا مگر اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے مقبول بندے بھی ہوتے ہیں جن کے مستقبل کا تعین وقت سے پہلے ہو چکا ہوتا ہے۔ اُنہی پراسرار اور روشن مستقبل ہستیوں میں سے ایک ہستی مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی بھی ہے۔عموماً فارغ التحصیل ہونے کے بعد آدمی کسی مدرسہ میں پڑھانے کی کوشش کرتا ہے مگر علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کے فوراً بعد اپنے آبائی علاقہ حامد آباد ﴿تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خاں کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کا نام علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے اپنے جدامجد مولانا محمد حامد قدس سرہ اور حضرت علامہ مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی نسبت سے حامد آباد تجویز کیا۔اس گاؤں کی خوش قسمتی ہے کہ ۱۵ سال کے عرصہ میں سینکڑوں علماء ومدرسین ومقررین، ہزاروں حفاظ اور ناظرہ خواں فارغ التحصیل ہو کر ملک وملت کی ہر لحاظ سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں﴾ میں ایک عظیم دینی مدرسہ منبع الفیوض کی بنیاد ڈالی اور خود ہی مسند تدریس پر بیٹھ کر ریاست بہاولپور کی زمین کو آباد کرنے لگے اور بہت جلد ہی پورے پاکستان سے علوم اسلامیہ کے پیاسے علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے بحرِ بے کنار سے سیراب ہونے کیلئے حامد آباد آنے لگے۔ایک مدرس کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے متعلقہ اسباق کو پوری ذمہ داری سے پڑھائے، اسباق کے مضامین کو دلنشین اور مؤثر طور پر طلباء کے ذہن میں منتقل کرے اور طلباء کی علمی ترقی، اخلاقی بلندی، علمی میدان میں کامیابی اور دینی خدمات میں فعال کردار کیلئے کوشاں رہے ان کے ذہن وفکر، قلب ومزاج، اخلاق وکردار ہر ایک کی اصلاح کے ساتھ انہیں مردان کار کی صف میں نمایاں مقام پر لا کھڑا کرے۔ یہ خوبیاں بھی علامہ اویسی علیہ الرحمہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔طلباء مختلف ذوق کے حامل ہوتے ہیں یعنی بعض شعروسخن سے دلچسپی رکھتے ہیں تو بعض تقریر ومناظرہ کے دلدادہ ہوتے ہیں بعض تصنیف وتالیف کا شوق رکھتے ہیں۔لیکن جب علامہ اویسی علیہ الرحمہ مسند تدریس پر جلوہ فگن ہوتے تھے تو تمام طلباء اپنے ذوق کے مطابق علمی اور فیصلہ کن نکتے اپنے ذہنوں میں محفوظ کرتے تھے چونکہ حامد آباد ایک معمولی سا گاؤں ہے دیگر مشکلات کے علاوہ تعلیمی، معاشی سفری سہولتوں کا فقدان تھا جس کی وجہ سے مسافر طلباء کو تعلیمی ضروریات کیلئے بہت بڑی تکالیف اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔فیض ملت علیہ الرحمہ نے حامد آباد سے خانقاہ شریف کی طرف سفر کا ارادہ کیا اور دربار عالیہ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ العزیز خانقاہ (سمہ سٹہ) شریف پہنچے۔آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ میاں محمد الدین اویسی قدس سرہ نے حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ شریف) کے مزار پرانوار پر مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور راہی ملک بقاء ہوگئے اِس وجہ سے وہاں مدرسہ قائم نہ ہوسکا۔

جامعہ اویسیہ رضویہ

۱۹۶۷ء میں بہاولپور کے مرکزی روڈ پر ۵ کنال رقبہ خریدا اور جامعہ اویسیہ رضویہ کی بنیاد رکھی گئی جو آج عظیم الشان تین منزلہ عمارت پر مشتمل ہے اور اس ادارے کو ہر سال تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے امتحانی سنٹر بننے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ اس وقت دار العلوم کی 20 سے زائد شاخیں خدمت دین میں مصروف عمل ہیں۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگار فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 25)

علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری جامعہ کے قیام کے متعلق لکھتے ہیں بہاولپور میں مدرسہ جامعہ اویسیہ کے قیام نے اسلام اور دینی روایات کو مزید مضبوط کیا۔ طالبان حق جوق در جوق علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی خدمت میں علوم وفنون اسلامیہ سے مرصع ہونے کے لئے حاضر ہونے لگے آپ نے جانفشانی اور لگن سے کام کیا بہاولپور میں جامعہ اویسیہ رضویہ کو ایک مرکزی مقام حاصل ہوا آپ پورے انہماک اور دلجمعی سے جامع کی تعمیر وترقی کی طرف متوجہ رہے۔ اور آپ زندگی کی آخری سانس تک دین اسلام کو اپنی تحریر وتقریر سے مضبوط بناتے رہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگار فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۳۶)

جامعہ اویسیہ رضویہ کے شعبہ جات

شعبہ حدیث

اس شعبہ میں صحاح ستہ کی معروف کتب بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، موطا امام محمد کے علاوہ اسماء الرجال اور اصول حدیث پر خصوصی نوٹس تیار کروائے جاتے ہیں درس نظامی کا یہ آخری شعبہ ہے حضرت فیض ملت علیہ الرحمہ اس شعبہ کی اکثر کتب خود پڑھاتے تھے۔

شعبہ درس نظامی

علوم عربیہ میں یہ شعبہ بہت اہم ہے اس میں صرف ونحو، منطق، فقہ، اصول فقہ، علم میراث، علم العقائد، علم ادب، علم المناظر، علم الہندسہ، علم التاریخ، علم فلسفہ اور دیگر علوم متداولہ پڑھائے جاتے ہیں۔ قابل ترین مدرسین محنت ولگن سے تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

شعبہ کمپیوٹر

جامعہ میں جدید نظام تعلیم کے لئے اردو، ریاضی، سائنس کی تعلیم کے علاوہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا انتظام بھی ہے تا کہ طلباء جدید تعلیم سے آراستہ ہو کر باطل قوتوں کا مقابلہ کر سکیں۔

شعبہ للبنات

بچیوں کو حفظ وناظرہ اور درس نظامی کی تعلیم کے لئے شعبہ للبنات بھی قائم ہے جس میں معلمات تدریسی فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

شعبہ حفظ وتجوید

اس شعبہ میں طلباء کو قرآن پاک تجوید وقرأۃ کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔

شعبہ اردو

اس شعبہ میں پرائمری تک کی تعلیم کا انتظام ہے۔

دارالافتاء

عوام کے سوالات کے جوابات کے لئے دارالافتاء قائم ہے جہاں پر ایک مستند مفتی صاحب قرآن وحدیث اور فقہ حنفیہ کے مستند فتویٰ جات کی روشنی میں فتاوے جاری کرتے ہیں شہر اور مضافات کے علاوہ اندرون ملک و بیرون ملک سے بذریعہ خطوط سوالات آتے ہیں جن کے جوابات روانہ کر دیئے جاتے ہیں۔

شعبہ نشر واشاعت

اس شعبہ کے تحت مکتبہ اویسیہ رضویہ کے ذریعہ حضرت فیض ملت علیہ الرحمہ کے سینکڑوں غیر مطبوعہ علمی، درسی، تبلیغی، اصلاحی رسائل ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوکر دنیا بھر میں پہنچ رہے ہیں قرآن کریم کی مستند تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمان بہترین کتابت، اعلیٰ طباعت اور مضبوط جلد کے ساتھ گزشتہ کئی سالوں سے شائع ہوکر اردو جاننے والے حضرات کی رہنمائی کر رہی ہے اس شعبہ کے تحت جون ۱۹۸۹ء سے ماہنامہ فیض عالم بھی شائع ہورہا ہے جس میں اسلامی، دینی، ادبی اور بالخصوص حضرت فیض ملت علیہ الرحمہ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی اور درسی مسودہ جات قسطوار شائع ہورہے ہیں جس سے نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون پاکستان بھی ہزاروں لوگ دینی استفادہ کررہے ہیں۔

شعبہ فارسی

درسِ نظامی کی بیشتر قواعد کی کتب فارسی میں ہیں۔اس لیے ابتدائی طالبعلم کو فارسی جاننا ضروری ہے۔اس شعبہ میں کریما، نامِ حق، پندنامہ، بدائع منظوم، گلستانِ سعدی ودیگر بہت سی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔صاحبزادہ علامہ ریاض احمد اویسی صاحب مدظلہ شعبہ فارسی کے بہترین مدرس ہیں۔

شعبہ خطاطی

حسن تحریر حسن سیرت کا دوسرا نام ہے اور خدا تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔دیکھنے میں آیا ہے کہ ایم اے پاس ہونے کے باوجود جو طلباء کی لکھائی اچھی نہیں ہوتی۔دارالعلوم میں شعبہ خوش نویسی کا بھی انتظام ہے۔نامور خطاط ہمہ وقت طلبا کی تربیت کے لیے موجود رہتے ہیں۔ماہنامہ فیض عالم اور علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمہ کی کتب کو پوری لگن اور دلجمعی سے کتابت کرتے ہیں۔

بزم اویسیہ رضویہ

بزم فیضان اویسیہ ایک خالص دینی تنظیم ہے جو کہ لوگوں کی اصلاح کی خاطر وجود میں لائی گئی۔جس کے سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ تھے آپ نے ہی اس بزم کا نام تجویز فرمایا اور آپ کی ہی دعا اور نظر کرم سے یہ دن بہ دن ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور آپ نے اس بزم کے متعلق فرمایا کہ ''یہ میری بزم ہے اور میں اس کا حامی ہوں'' اور اکثر آپ کے دست مبارک اس بزم کی خاطر دعا کے لئے بلند ہوتے تھے اس بزم کو کراچی میں مخلص احباب چلا رہے ہیں جن کی روز وشب کی انتھک محنت اور کاوش سے یہ بزم اپنے مقاصد اور سامان آخرت کا ذخیرہ کرنے میں دن رات مصروف ہے یہ بزم کئی شعبوں میں کام کر رہی ہے جن میں مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کے رسائل کی ہر ماہ اشاعت، ضخیم کتب کی اشاعت، مقدس اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے جگہ جگہ ڈبے لگوانا، سادات کرام کے لئے راشن کا انتظام کرنا، مدارس اور لائبریری کا قیام، شش ماہی فری میڈیکل کیمپ کا قیام، ویب سائٹ کے ذریعے عوام کی اصلاح کرنا، دیہاتی علاقوں کے مزارات اور مساجد کی تعمیر میں حصہ لینا، روزگار کی فراہمی، معاون ضرورت رشتہ اور

اس کے علاوہ اور بھی کئی مقاصد ہیں۔اس بزم کے تحت ہر بدھ بعد نماز عشاء بزم تقریر، نعت اور قرأۃ ہوتی ہے جس میں طلباء بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں تا کہ مستقبل میں دینی اور تبلیغی خدمت بہتر انداز میں ادا کر سکیں اور طلبا جمعتہ المبارک کے دن شہر ومضافات کی سینکڑوں مساجد میں خطبہ جمعہ میں وعظ وتقریر کے لئے جاتے ہیں نیز ربیع الاول شریف میں محافل میلاد اور رجب المرجب میں محافل معراج شریف ودیگر مذہبی تہوار کے موقع پر جامعہ کے طلباء شریک ہوکر قرآن وحدیث سے عقائد اسلام بیان کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا شعبہ جات کے امتحانات بھی دلائے جاتے ہیں طلباء کو علمی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی روحانی تربیت نماز پنجگانہ، نماز تہجد کی پابندی کے ساتھ ذکر واذکار پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے عربی بول چال اور فن تقریر بھی سکھائے جاتے ہیں امتحانات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلبا کو معقول انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔

جامعہ اویسیہ رضویہ کی خصوصیات

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور تنظیم المدارس اہلسنت کا ڈویژنل سنٹر ہے جس میں سالانہ، ششماہی اور سپلیمنٹری امتحانات کا انعقاد کیا جاتا ہے دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طالب علم فوج میں نائب صوبیدار (خطیب) کی حیثیت سے بھرتی ہوتے ہیں جامعہ اویسیہ رضویہ کی سند افواجِ پاکستان میں مسلم ہے۔اس کے سینکڑوں فضلاء فوج میں دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔بعض فضلا تو فوجی یونٹ کے ہمراہ بیرون ممالک بھی خدمت دین میں مصروف ہیں۔نیز اوقاف کی مساجد میں بہت سے فضلا امامت وخطابت کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور محکمہ تعلیم میں بھی دارالعلوم سے فیض یافتہ طلبا تدریس کے فرائض احسن طریقے سے انجام دے رہے ہیں۔مختصر عرصہ میں قلیل آمدنی کے باوجود دارالعلوم نے حضرت علامہ اویسی صاحب علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں ملک وقوم کو بڑے بڑے جید علماء، مبلغ، قاری، حفاظ اور امت مسلمہ کو صحیح مذہبی راہنما کی ایک کثیر جماعت عطا کی ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ایسے جید علما دین بھی جو مختلف ممالک اسلامیہ میں دینی مدارس قائم کر کے امت محمدیہ کو نئی زندگی عطا کر رہے ہیں اور اس کا ثواب ان مخیّر حضرات کے نامۂ اعمال میں بھی لکھا جائے گا جو دارالعلوم ہذا سے مالی اور اخلاقی معاونت فرمارہے ہیں۔نیوسنٹرل جیل بہاولپور میں بھی ادارہ ہذا نصاب کے تحت قیدی طلباء کا امتحان ہوتا ہے۔

جامع مسجد سیرانی کی بنیاد

جامع مسجد سیرانی کا سنگ بنیاد ۱۹۶۶ء میں خواجہ عبداللہ المعروف پیر بارو رحمۃ اللہ علیہ ﴿خلیفہ مجاز آفتاب نقشبندیت حضور خواجہ پیر حسن المعروف پیر سواگ قدس سرہ، سواگ شریف ضلع لیہ﴾ اور خواجہ پیر سلطان بالا دین اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴿آستانہ عالیہ شاہ پور شریف تحصیل حاصل پور﴾ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔اور آج اس مسجد کا شمار بہاولپور کی عظیم مرکزی مسجدوں میں ہوتا ہے۔ڈیزائن اور نقش ونگار کے اعتبار سے مسجد نبوی ﷺ کی مثل ہے اور مسجد کے اوپر سبز رنگ کا گنبد خضریٰ بہت خوبصورت منظر پیش کررہا ہے

علامہ اویسی کی تنظیمی اور تحریکی خدمات

مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ طالب علمی کے زمانے سے ہی تنظیمی اور تحریکی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اپنے اکابرین کی شان میں خوب رطب للسان ہوتے تھے

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے قیام میں علامہ اویسی کا کردار

آپ علیہ الرحمہ کے بے شمار تاریخی کارنامے ہیں جن میں سے تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کا قیام بھی ہے۔علامہ اویسی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرین نے مل کر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے قیام کیلئے جدوجہد کی اور بالآخر

تنظیم المدارس اہلسنت قائم ہوئی۔اور آج پوری دنیا میں تنظیم المدارس پاکستان کو ایک عظیم تعلیمی بورڈ کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے۔مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کو تنظیم میں مرکزی عہدہ دینا چاہتے تھے مگر آپ نے تصنیفی مصروفیات کی بنا پر عہدہ لینے سے معذرت کرتے ہوئے ہر طرح کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔اس طرح آپ کا شمار تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے بانیوں میں ہوتا ہے

تحریک ختم نبوت میں علامہ اویسی علیہ الرحمہ کا کردار

۱۹۵۳ء میں پاکستان کے علماء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور اس سلسلہ میں کراچی سے خیبر تک پاکستان میں جلسے جلوس اور مظاہرے شروع کر دیے گئے اور علامہ اویسی نے بھی اپنے تلامذہ، مریدین اور معتقدین کے ساتھ تحریک ختم نبوت کے جلسوں میں بھرپور شرکت کی۔حضرت علامہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ علامہ اویسی کے بڑے گہرے تعلقات تھے جب بھی دونوں قائدین بہاولپور تشریف لاتے تو سب سے پہلے جامعہ اویسیہ رضویہ میں قدم رنجا فرماتے۔ان تمام حضرات نے تحریک ختم نبوت میں مرکزی کردار ادا کیا تھا

بہاولپور میں جشن عید میلاد النبی ﷺ اور علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ نے جشن عید میلاد النبی ﷺ کو نہایت مذہبی عقیدت اور شان وشوکت کے ساتھ منانے کی عملی جدوجہد فرمائی اس کی مختصر داستان درج ذیل ہے۔قیام پاکستان کے بعد نجی طور پر اہل اسلام وطن عزیز کے قریہ قریہ بستی بستی نگر نگر شہر شہر محافل میلاد کی دھوم مچاتے اور ۱۲ ربیع الاول شریف کو جلوس بھی نکالتے تھے چونکہ سرکاری سطح پر ۱۲ ربیع الاول کی تعطیل نہ تھی نہ کوئی پروگرام ہوتا البتہ انجمن اشاعت سیرت النبی ﷺ کے زیر اہتمام عیدگاہ بہاولپور میں مخلوط جلسہ سیرت النبی ﷺ ہوتا۔جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء جمع ہوتے تھے لیکن جلوس کا کوئی تصور نہ تھا ۱۹۶۱ء میں حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ اپنے آبائی گاؤں حامد آباد رحیم یار خان سے بہاولپور تشریف لائے بہاولپور میں اپنی آمد کے پہلے سال ربیع الاول شریف کا چاند نظر آتے ہی آپ نے ۱۲ ربیع الاول شریف کے جلوس جشن عید میلاد النبی ﷺ کا اعلان فرما دیا لوگوں نے آپ کو روکنے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کیں ضلعی انتظامیہ کو درخواستیں دیں مگر حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تمام سازشوں کا جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کیا نشر و اشاعت کے حوالہ سے ان کا خوب رد کیا۔

پاکستان کے سابق گورنر جنرل خان امیر محمد خان (نواب آف کالاباغ) نے ۱۹۶۲ء میں اعلانیہ جاری کیا کہ آنے والے سال جشن عید میلاد النبی ﷺ سرکاری اعزاز کے ساتھ منایا جائے گا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عام تعطیل ہوگی پھر آنے والے سال ۱۹۶۳ء میں ربیع الاول شریف کا چاند نظر آتے ہی ضلعی انتظامیہ جلوس کے انتظام کے لیے متحرک ہوگئی۔ایک طویل عرصہ تک گلزار صادق کے گراؤنڈ میں ۱۲ ربیع الاول شریف کو عظیم الشان جلسہ ہوتا رہا جس میں کمشنر ڈی سی، ڈی آئی جی پولیس و دیگر مختلف محکموں کے افسران آتے اور حضور فیض ملت قدس سرہٗ کا خصوصی خطاب ہوتا تھا۔

بانی میلاد چوک بہاولپور

علامہ اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۹۸۹ء کو بہاولپور انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ گلزار صادق چوک کو میلاد چوک کا نام دیا جائے افسران نے سنی ان سنی کر دی تو آنے والے سال ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء کو آپ نے پھر ایک تحریری قرارداد پیش فرمائی کہ گلزار صادق چوک کو میلاد چوک کا نام دیا جائے سید مسعود شاہ صاحب سابق کمشنر بہاولپور نے اپنے صدارتی خطاب میں فیض ملت قدس سرہٗ کی قرارداد منظور کی اور آنے والے سال ۱۴۱۲ھ سے پہلے گلزار صادق چوک سے میلاد چوک سرکاری کاغذات میں منظور ہو چکا تھا اور بورڈ بھی آویزاں کر دیا گیا تھا۔

اب چوک پر پیتل کی سنہری لکھائی سے نہایت ہی خوبصورت انداز میں سنگ مرمر کے ستون پر جلی حروف میں میلاد چوک لکھا ہوا صدیوں تک اہل بہاولپور کو علامہ فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی یاد تازہ کراتا رہے گا۔

میلاد مصطفیٰ ﷺ کمیٹی کا قیام

۱۹۸۰ء تک جلسہ وجلوس عید میلاد النبی ﷺ کے انتظامات ذمہ داران باہمی مشارت سے کرتے رہے ۱۹۸۱ء میں علامہ اویسی قدس سرہٗ کی سرپرستی میں بہاولپور میں ایک اجلاس جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں منعقد ہوا جس میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔حضور فیض ملت قدس سرہٗ تادم وصال میلاد مصطفیٰ کمیٹی کے سرپرست اعلیٰ رہے۔۱۹۶۱ء تا ۲۰۱۰ء نصف صدی تک آپ نے بہاولپور میں جلوس جشن عید میلاد النبی ﷺ کی قیادت فرمائی۔بسا اوقات آپ ۱۱ ربیع الاول شریف کو پاکستان کے دور ودراز علاقوں میں ہوتے مگر ۱۲ ربیع الاول شریف کو بہرصورت بہاولپور تشریف لاتے اور جلوس عید میلاد النبی ﷺ کے بہترین طریقے سے انتظامات کراتے اور جلوس کی قیادت فرماتے تھے۔

مکتبہ اویسیہ

علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی نگرانی میں بہاولپور کا سب سے پہلا دینی مکتبہ اویسیہ معرض وجود میں آیا۔جس کا مقصد علما اہل سنت اور بالخصوص علامہ اویسی کی کتب کو زیادہ سے زیادہ عوام تک پہنچانا ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی دینی مدارس سے محبت

علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کلاس میں طلبا کو مدرس بننے کی تلقین فرمایا کرتے تھے آپ ہی کی تاکید وتلقین کا نتیجہ ہے کہ جامعہ اویسیہ رضویہ کے اکثر فضلا تدریس کے مقدس شعبہ سے منسلک ہیں۔یہ ایک حقیقت ہے کہ تدریس وتعلیم کا پیشہ انبیاء کرام کا مقدس پیشہ ہے۔یہ حقیقت حق اور سچ ہے کہ ولایت کے درجات اغواث واقطاب ابدال قلندر کے اعلیٰ مراتب پر وہی خوش نصیب فائز ہوتے ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا تدریس وتعلیم ہوتا ہے۔حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی کا قول مبارک ہے۔کہ تدریس ہی کی بدولت میں مقام قطبیت تک پہنچا ہوں۔فیض ملت رحمہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی پہلی ترجیح تدریس ہے دوسرے نمبر پر تصنیف۔ان دونوں میدانوں میں آپ نے جو خدمات انجام دیں رہتی دنیا تک اہل اسلام ان کے ثمرات سے شاد کام ہوتے رہیں گے۔

دینی وعلمی خدمات انجام دینے والے مختلف مدارس کے منتظمین/مہتمم حضرات مدارس کی تصدیقات کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ فوراً تصدیق نامہ بنا دیتے اور علامہ فیاض احمد اویسی کو حکم فرماتے کہ کسی سنی مدرسہ کا تصدیق نامہ بنانے میں کسی صورت بھی دیر نہیں کرنی۔ممکن ہے ہمارے دو لفظ لکھنے سے دین کا عظیم کام ہو جائے اور سنی مدرسہ کی خدمت میں ہم بھی شامل ہو جائیں۔آپ کسی مدرسہ کے متعلق عیب سننا یا سنانا پسند نہ فرماتے تھے عموماً بعض طلباء کی گندی عادت ہوتی ہے جب ایک مدرسہ سے نکل کر دوسرے مدرسہ میں جاتے ہیں تو پہلے مدرسہ کے عیوب ونواقص بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ مثلاً روٹی اچھی نہیں،تعلیم کا نظام درست نہ ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح اگر کوئی طالب علم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور میں داخلے کے لئے حاضر ہوتا فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ دریافت فرماتے کہ بیٹا کہاں سے آئے ہو آنے والے اپنا سکنہ بتاتا،پھر پوچھتے کہ پہلے کہاں پڑھتے تھے حضور فلاں مدرسہ میں پھر وہاں کیا مسئلہ تھا۔حسب عادت طالب علم مدرسہ کے انتظامی امور اور تدریسی عیوب بتاتا تو آپ نہایت ہی شفقت سے فرماتے بیٹا جس مدرسہ کا چار دن لنگر کھایا وہاں کے اساتذہ نے آپ کو اس قابل بنایا کہ آج مدرسہ اویسیہ تک آپ پہنچ گئے اگر آپ کے خیالات پہلے مدرسہ کے متعلق یہ ہیں تو پھر آپ کامیابی خاک حاصل کریں گے کل آپ کسی دوسرے مدرسہ میں جا کر مدرسہ اویسیہ رضویہ کے متعلق بھی یہی کچھ کہیں گے۔علامہ صاحب فرماتے کہ عزیز بیٹے جہاں آدمی چند دن رہے چاہے ایک حرف ہی کیوں نہ پڑھے وہاں کے گلے شکوے کرنا ناکامی کی واضح علامت ہے۔حقیقت بھی یہی ہے کہ طلباء

کا زوال اس وقت شروع ہوتا ہے جب اپنی مادرعلمی کے شکوے وشکایات شروع کرتے ہیں پھر ساری ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد بھی دربدر دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔

کاش کہ آج مدارس کے منتظمین بالعموم اور اساتذہ کرام بالخصوص اپنے طلباء وتلامذہ کی تربیت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے اصول پر کریں تو یقیناً ہمارے طلباء میں ایک مثبت تبدیلی آسکتی ہے لیکن افسوس کہ آج ہمارے بعض معماران قوم ہی عیب جوئی اور عیب گوئی جیسے موذی امراض میں مبتلا ہوں تو پھر نونہالان قوم کا اللہ حافظ ہے۔

فیض ملت رحمہ اللہ علیہ نے پاکستان کے بیشتر علاقوں کا سفر کیا جس علاقہ میں جانا ہوتا۔اہلسنت کے مدرسہ کا معلوم فرماتے مدرسہ میں جاکر منتظمین مدرسین کو زبردست انداز میں خراج تحسین پیش فرماتے۔ان کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے تدریسی وتصنیفی مصروفیات کے پیش نظر آپ جلسوں میں بہت کم شرکت کرتے تھے آپ کے عقیدت مند حضرات اپنے جلسہ ہائے میلاد شریف پر مدعو کرنے آتے تو فرماتے کہ میں نے مقررین اور واعظین کی کثیر جماعت تیار کردی ہے وہ اس کام کے لئے وقف ہیں۔آپ لوگ میرے حال پر رحم کریں۔لیکن اگر کسی مدرسہ کا جلسہ ہوتا تو بخوشی دعوت قبول فرماتے اس کے لئے علامہ صاحب نے کبھی بھی نذرانہ یا کرایہ کا مطالبہ نہیں کیا بسا اوقات آپ جب کسی مدرسہ کے جلسہ میں شرکت فرماتے تو تقریر ختم کرتے ہی منتظم جلسہ کو ملے بغیر واپس چلے آتے۔ایک مرتبہ آپ کے کسی ساتھی نے آپ سے عرض کیا کہ حضور عموماً آپ جلسہ کے بعد منتظم جلسہ کو ملے بغیر چل پڑتے ہیں تو علامہ صاحب فرمانے لگے کہ ہمارا مقصد پورا ہوا اب منتظم جلسہ کو ملنے کا مطلب نذرانہ لینا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطاء فرمادیا کہ ہماری زبان سے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ہوئی اللہ کرے ایسا ہو۔اب چند ٹکٹوں (روپے) کی خاطر منتظم جلسہ کا انتظار کرنے سے ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے۔یہ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کا اخلاص تھا کہ جس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دنیا میں بھی دیا اور آخرت میں بھی نوازے گا۔

علامہ اویسی نوراللہ مرقدہٗ کی کاوش سے وجود میں آنے والے مدارس

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی دینی علوم کے ماہرین بھی آئے جنھوں نے اپنے مزاج کے مطابق دینی ادارے قائم کیے کفر والحاد اور ارتداد کی یلغاریں بھی دین اسلام کو مٹانے کے لیے برابر اٹھتی رہیں یہاں تک کہ 1857ء کی جنگ آزادی میں تحریک آزادی کی بظاہر ناکامی کے بعد انگریزی استعمار نے جہاں علماء حق کو تختہ مشق بنایا وہاں دینی تعلیم کے مراکز کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور مسلم قوم کے سلیم الفطرت نوجوانوں کے دلوں اور اذہان وفکر سے اسلام اور اسکی روح کو ختم کرنے کے لیے جدید نظام تعلیم وضع کیا جس کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے علامہ محمد اقبال نے فرمایا کہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے۔

دین مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ان اثرات کو محسوس کرتے ہوئے علماء کرام نے درس نظامی کی طرف توجہ مبذول کرائی تاکہ مسلمانوں کو ان زہریلے اثرات سے نجات دلائی جائے۔1864ء میں امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی اجازت سے اپنی خانقاہ میں دینی تعلیم کے لیے بریلی میں مدرسہ قائم فرمایا جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں اعلی دینی تعلیم کے لیے یہ سب سے پہلا مدرسہ تھا دیگر تمام مدارس بعد میں معرض وجود میں آئے مثلا مولوی قاسم نانوتوی کا دارالعلوم دیوبند ۱۸۶۶ء میں قائم ہوا۔اور اسی طرح سرسید کی تعلیمی تحریک کا آغاز 1875ء میں ہوا۔

اجازۃ الرضویہ کے حوالہ سے 1930ء تک اس مدرسہ سے فارغ التحصیل طلبہ کی تعداد چودہ ہزار تک جا پہنچی تھی اس دارالعلوم سے آج تک لاکھوں آفتاب علوم ظاہری و باطنی سے منور ہو کر پوری دنیا میں جہالت کے اندھیروں کے خلاف برسر پیکار نظر آتے ہیں پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یہ ضرورت تھی کہ یہاں کے قائدین ایک ایسا تعلیمی نظام رائج کریں گے جو بیک وقت دینی و دنیاوی تقاضوں کو پورا کرتا ہوا اور لادینیت کے پھیلتے ہوئے انتشار کا سد باب ہو مگر عملا ایسا نہ ہوا ان دگرگوں حالات کو دیکھتے ہوئے علمائے کرام اور اہل اسلام کو دینی علوم کے بقا کی فکر لاحق ہوئی اور پاکستان میں دینی مدارس کا سلسلہ شروع ہو گیا اس مقصد کی تکمیل کے لیے علامہ فیض احمد اویسی قدس سرہٗ نے 1952ء میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد

میں مولانا سردار احمد رضوی علیہ الرحمہ سے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد اپنے آبائی گاؤں حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں ایک دینی ادارہ منبع الفیوض کے نام سے قائم فرمایا۔ چونکہ یہ علاقہ بالخصوص تعلیمی لحاظ سے پسماندہ تھا دور دور تک نہ تو کوئی قابل ذکر شہر تھا نہ ہی کوئی دینی ادارہ بہت ہی مختصر عرصہ میں مدرسہ منبع الفیوض سے جید علماء کرام پیدا ہونا شروع ہو گئے حضرت فیض ملت قدس سرہٗ نے شب و روز محنت کر کے مدرسین کی ایک کھیپ تیار فرمائی آپ کی جہد مسلسل سے قرب و جوار میں مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دریں اثناء مدرسہ منبع الفیوض سے فارغ التحصیل فضلاء کرام کو علامہ اویسی قدس سرہٗ نے تاکید فرمائی کہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر دینی مدارس قائم کریں چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مدارس کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور میں 1963ء سے دورہ تفسیر القرآن کی کلاس میں ملک کے طول و عرض سے تشنگان علوم آتے۔ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ دوران تدریس تاکید فرماتے تھے کہ یہاں سے دستار بندی اور سند الفراغ کے بعد سند صرف اپنی لائبریری میں نہ لگائیں بلکہ بلغوا عني ولو آية پر عمل کریں۔ پھر ایسے ہی ہوا کہ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور سے فارغ التحصیل ہونے والے علما و فضلا اپنے اپنے علاقوں میں دینی مدارس قائم کرنے میں مصروف ہو گئے۔

مدرسہ فیض المدارس

قصبہ پکاں لاڑاں (ضلع رحیم یار خان) میں مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی برادری قبیلہ لاڑ کے ذی اثر حضرات رہتے ہیں آپ نے ان کو دینی تعلیم کی اہمیت کے متعلق ترغیب دی اور ان کے پاس مسلسل آنا جانا رکھا۔ حضرت اویسی علیہ الرحمہ مختلف تبلیغی جلسوں میں دینی مدارس کی اہمیت کے بارے آگاہ فرماتے رہے۔ آپ کی انتھک محنت کے نتیجہ میں وہاں ایک عظیم ادارہ مدرسہ فیض المدارس کے نام سے معرض وجود میں آیا اس مدرسہ کے قیام سے جہالت کی تاریکی ختم ہوئی اور علم کی روشنی پھیلنے لگی آج حضرت فیض ملت قدس سرہٗ کی اس پر خلوص محنت کا ثمرہ ہے کہ علاقہ بھر میں حفاظ کرام اور علما کرام کی کثیر تعداد موجود ہے جو مختلف علاقوں میں دینی خدمات سرانجام دے رہی ہے

مدرسہ فیض المعارف

آپ علیہ الرحمہ کے آبائی گھر بستی حامد آباد کے شمال مغرب میں نواں کوٹ (تحصیل خانپور کٹورہ) کے نام سے ایک قصبہ ہے جو گرد و نواح کی آبادیوں کے لئے ایک تجارتی مرکز ہے وہاں کے سادات کرام میں سید اکبر رضا شاہ سے حضرت فیض ملت قدس سرہٗ نے رابطہ فرمایا انہیں اس قصبہ میں دینی ادارہ قائم کرنے کی ترغیب دی شاہ صاحب نے کمال شفقت فرماتے ہوئے حضرت فیض ملت قدس سرہٗ کے مشورہ کو قبول کیا اور ۱۹۵۵ء میں حضرت حکیم فیض احمد مرحوم نے اپنی ذاتی اراضی اس عظیم مقصد کے لیے وقف کی مدرسہ فیض المعارف کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا اور اس کی نگرانی حضرت فیض ملت قدس سرہٗ کے سپرد فرمائی۔ مدرسہ فیض المعارف دینی تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ہزاروں ناخواندہ حضرات علم کی روشنی سے منور ہو رہے ہیں

مدرسہ درانیہ

مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد کے صدر مدرسین حضرت حافظ محمد عظیم بخش درانی صاحب نے سینکڑوں طلباء کو حافظ قرآن بنایا۔ علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے ایماء پر خان بیلہ میں مدرسہ درانیہ کی بنیاد رکھی گئی آپ نے مدرسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ہر طرح کا تعاون فرمایا مدرسہ درانیہ کے ہر جلسہ میں تاریخی خطابات فرمائے خان بیلہ و مضافات کے مخیّر حضرات کی توجہ اس مدرسہ کی طرف مبذول کرائی۔ آج مدرسہ درانیہ کا شمار علاقہ کے بہترین مدارس میں ہوتا ہے۔ جبکہ خان بیلہ ہی میں اہل سنت کا عظیم الشان دینی ادارہ مدرسہ سلطان المدارس پہلے ہی سے علمی و دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس ادارہ کے صدر مدرس علامہ حسین احمد قادری مدظلہٗ بھی علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد ہیں

مدرسہ فیض المدارس

دفلی کبیر خان نزد جن پور تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مولانا عبدالغفور خان بلوچ (متوفی صفر المظفر ۱۴۳۰ھ) علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے درویش صفت پیارے شاگرد تھے بڑے خوش نویس تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے قرآن پاک تحریر فرمایا۔ دلائل الخیرات، دردومستغاث، درود تاج اور حزب البحر کے علاوہ بہت ساری علمی، دینی اور اسلامی کتب ان کے قلم سے لکھی ہوئیں ان کے مدرسہ میں موجود ہیں آپ فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے بہت سارے علمی مسودہ جات کو نہایت ہی خوش خطی سے لکھا کرتے تھے جب آپ نے حامد آباد میں فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے پاس اپنی تعلیم مکمل کی تو علامہ اویسی نے آپ کو دفلی کبیر خان میں مدرسہ قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے اپنے قطعہ اراضی میں اپنی مدد آپ کے تحت ایک مدرسہ قائم کیا جہاں سے ہزاروں طلباء حفظ و ناظرہ قرآن سے بہرہ مند ہوئے۔ فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ ہر سال محرم الحرام اور ۱۳ ربیع الاول شریف ان کے ہاں خطاب کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے

مدرسہ اویسیہ

قصبہ ٹب چوہان ضلع رحیم یار خان سے مولانا حافظ غلام فرید صاحب اویسی حامد آباد میں فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے حضور حصول علم کے لئے حاضر ہوئے کافی عرصہ زیر تعلیم رہے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہیں حکم ہوا کہ اپنے علاقہ میں ادارہ قائم کریں، مدرسہ اویسیہ کے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا جس کی بدولت علاقہ میں علم دین کی روشنی پھیلی۔ مولانا غلام فرید اویسی فوت ہو چکے ہیں اب ان کے بیٹے مولانا رضاء المصطفی اویسی مدرسہ کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں

مدرسہ انڑاں شریف

انڑاں شریف (راجن پور) ایک وقت میں علم وعرفان کا مرکز رہا ہے بڑے بڑے جید علماء کرام یہاں حصول تعلیم کے لئے آتے رہے۔ اسی علمی خانوادہ کے ایک چشم و چراغ مولانا سعید احمد صاحب مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد میں علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کے پاس علمی پیاس بجھانے آئے تکمیل علم کے بعد آپ اپنے خاندان کی علمی روایات کو قائم رکھتے ہوئے علمی سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ ان کی علمی خدمات کا جائزہ لینے گاہے بگاہے انڑاں شریف تشریف لے جایا کرتے اور مدرسہ کی ترویج واشاعت کے لئے اپنی قیمتی آراء سے نوازتے رہتے تھے

مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ فیض المدارس

حضرت مولانا محمد شفیع سعیدی پراراں شریف (جن پور ضلع رحیم یار خان) کے والد گرامی علیہ الرحمۃ نے آپ کو مدرسہ منبع الفیوض (حامد آباد) فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے پاس پہنچایا۔ درس نظامی کے تمام علوم وفنون آپ نے بڑی محنت کے ساتھ پڑھے۔ بہترین مدرس ثابت ہوئے فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے انہیں مدرسہ منبع الفیوض میں مدرس تعینات کیا۔ جب فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے بہاول پور ہجرت فرمائی تو مولانا محمد شفیع سعیدی بھی ساتھ تشریف لے آئے۔ آپ ایک طویل عرصہ تک جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور کی مسند تدریس کی زینت رہے۔ آپ کو علوم اسلامیہ وعربیہ پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ جب آپ اپنے آبائی گھر جن پور واپس چلے گئے تو اپنے مرشد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی نسبت اور استاد فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے نام پر مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ فیض المدارس قائم کیا جہاں سے ہزاروں تشنگان علوم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ مولانا محمد شفیع سعیدی داغ مفارقت دے گئے۔ اب آپ کے صاحبزادگان مولانا محمد اسلم سعیدی اور مولانا محمد اعظم سعیدی بڑی محنت کے ساتھ اس مدرسہ کو چلا رہے ہیں

بہاولپور اور مضافات میں مدارس

۱۹۵۹ء میں فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے بہاول پور میں چراغ علم روشن فرمایا تو یہاں دیئے سے دیا جلتا چلا گیا جہالت کی تاریکی ختم ہونے لگی علم

کے جھنڈے لہلانے لگے پہلے پہل شاہدرہ کی مرکزی جامع مسجد ایک مینار والی میں مسند تدریس سجائی ۔ پھر حضرت سید محبّ الدین شاہ کے آستانہ محلّہ گنج شریف میں بھی ایک عرصہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر جامع مسجد کوثر محلّہ گاڑی بان میں فروغ علم کے لئے کچھ عرصہ قیام رہا۔ 1964ء میں دورہ تفسیر القرآن کی کلاس بھی مسجد کوثر میں پڑھائی ۔ جس میں ملک بھر سے علماء ومشائخ اور درگاہوں کے سجادگان شریک درس رہے ۔ 1966ء میں جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاول پور کی بنیاد رکھی گئی مشرقی پاکستان موجودہ بنگلہ دیش آزاد کشمیر کے علاوہ پاکستان کے چاروں صوبوں سے متلاشیان علم کشاں کشاں بہاول پور کی طرف چلے آرہے تھے ۔فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ کے درس میں طلباء کو یہ تربیت دی جارہی تھی کہ علم پڑھو اور علم پڑھاؤ مدرسے بناؤ جو طالب علم چند سال مدرسہ میں پڑھنے آئے گا۔ اگرچہ متجر عالم دین نہ سہی کم از کم اپنا دین تو بچائے گا۔ چنانچہ چند ہی سالوں میں جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور سے جہالت کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والوں کی باصلاحیت فوج تیار ہوگئی ۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہاول پور ومضافات میں جگہ جگہ مدارس کا قیام عمل آیا۔ آج بہاول پور شہر ومضافات میں عظیم الشان علمی مراکز قائم ہیں جہاں سے قال اللہ وقال رسول اللہ (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی صدائے دلنواز گونج رہی ہے ۔فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے اب بہاول پور میں جو مدرسہ قائم ہوگا تو ان کا ثواب اس میں شامل ہوگا۔

مدرسہ جامعہ مہریہ

ملک محمد اقبال چنڑ (سابق صوبائی وزیر جیل خانہ جات) کے والد ملک حاجی محمد فیض چنڑ مرحوم علم دوست انسان تھے حضور فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ سے بہت پیار کرتے تھے اپنی بستی بندرہ فیض آباد بہاولپور میں جامعہ مہریہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تو فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ کو اس کے چلانے کا کہا آپ کے ہاں جو فاضل طالب علم ہوتا اس کی تقرری فرماتے رہے بالآخر حضرت مفتی مختار احمد غوثوی ڈیرہ غازی خان سے جامعہ اویسیہ میں فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ کے ہاں دورہ تفسیر القرآن پڑھنے آئے باصلاحیت تھے سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے ۔فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ نے انہیں جامعہ مہریہ کو سنبھالنے کے لئے مقرر فرمایا ملک محمد فیض چنڑ مرحوم مفتی صاحب کی علمی خدمات سے بہت متاثر تھے ۔ تاحال مفتی مختار احمد غوثوی صاحب جامعہ مہریہ کو بہترین انداز سے چلارہے ہیں جس میں شعبہ حفظ وناظرہ اور درس نظامی کی باقاعدہ کلاسیں ہوتی ہیں

مدرسہ مصباح الدارین (جامع مسجد رشیدیہ)

حکیم عبدالرشید مرحوم نے بہاول پور میں عیسائی مشن کے اثرات کو بڑھتے ہوئے خطرات سے اہل اسلام کے نونہالان کو بچانے کے لئے ماڈل ٹاؤن اے کے وسط میں عیسائی گرجا گھر کے متصل جامع مسجد رشیدیہ کے نام سے اسلام کی تبلیغ کا مرکز قائم کیا تو علامہ اویسی نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں آئے آپ نے حکیم صاحب کے جذبہ صادق کو سراہا اور بڑی کلاسوں کے طلباء کو جامع مسجد رشیدیہ میں بھیج دیا تاکہ تعلیمی سلسلہ نہایت ہی کامیابی سے آگے بڑھ سکے ۔ مولوی عبدالحکیم کو رشیدیہ مسجد کا امام وخطیب مقرر کیا لیکن بعد میں فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ نے بعض وجوہات کی بناء پر ان سے بیزاری کا اظہار فرما دیا حکیم عبدالرشید مرحوم کے خانوادے نے مولوی عبدالحکیم کو رشیدیہ مسجد سے فارغ کر دیا تو موصوف نے جاتے جاتے مسجد کی چابیاں کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ کے امیر عبداللہ خان کو دے گئے انہوں نے اسلحہ کے زور پر مسجد پر قبضہ کرلیا۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مفتی محمد صالح اویسی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عظیم والدگرامی کے حکم پر تن تنہا رشیدیہ مسجد میں جاکر سپاہ صحابہ کا قبضہ واگزار کرایا اور جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور کے فاضل مولانا قاری نذیر احمد نقشبندی کو خطیب وامام مقرر کیا وہ ایک طویل عرصہ تک رشیدیہ مسجد میں خدمات سرانجام دیتے رہے ۔فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ نے وہاں مدرسہ قائم کرنے کا حکم فرمایا تو مصباح الدارین کے نام سے مدرسہ قائم ہوا جہاں مقیم مسافر طلبا دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں

مدرسہ فیض مصطفیٰ

خواجہ فیض احمد کوریجہ مرحوم نے ۱۹۸۸ء میں فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ کی علمی خدمات کے اعتراف میں اپنا ذاتی مکان واقع بھٹہ نمبر 1 گلی نمبر 4

بہاولپوران کے ملک کیا تو آپ نے مدرسہ فیض مصطفیٰ قائم فرمایا حضرت فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے نواسے قاری محمد ساجد اویسی اس کے ناظم اعلیٰ ہیں اس میں حفظ وناظرہ اور شعبہ قرأۃ کی کلاسیں ہورہی ہیں

مدرسہ گلشن اویس

مفتی محمد صالح اویسی شہید کی ذاتی کاوش سے قطعہ العمارہ گلی نمبر 4 بہاولپور میں مدرسہ اویسیہ کی شاخ گلشن اویس کے نام سے قائم ہوئی جہاں علاقہ کے بچے دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں حضرت حافظ ماجد حسین اویسی اس ادارہ کے نگران ہیں قاری طالب حسین اویسی اور قاری محمد اویس اویسی دین اسلام کے فروغ کے لئے سرگرم عمل ہیں

مدرسہ انوار سعید

بہاول پورون یونٹ کالونی میں جامع مسجد غوثیہ میں مدرسہ انوار سعید قائم ہوا منتظمین فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہترین مدرس طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو اوچ شریف کے نواحی علاقہ بلہ جھلن سے حافظ جندوڈہ سعیدی آئے ہوئے تھے آپ نے انہیں وہاں منتخب فرمایا اور علامہ اویسی مدرسہ کے تمام معاملات میں سرپرستی فرماتے رہے۔گذشتہ تین دہائیوں سے حافظ جندوڈہ صاحب کے ذریعے سے بے شمار بچوں کے سینے قرآن پاک کے نور سے منور ہوئے تاحال حافظ صاحب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اس مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی معترف ہے کہ حضرت علامہ اویسی صاحب مدرسہ کے تمام امور میں ہماری سرپرستی فرماتے تھے ہمارے مدرسہ کی کامیابی ان کی توجہ کا ثمر ہے

مدرسہ انوار القرآن

حضرت اویسی علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت علامہ سید پیر مسرت حسین شاہ بخاری نے درس نظامی مع دورہ حدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور سے مکمل کیا۔آپ نے نوعمری میں ہی سند فراغ حاصل کرلی تھی اہلیان بستی خلیل آباد احمد پور روڈ بہاولپور نے مدرسہ انوار القرآن کے لئے فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ سے قابل مدرس اور اچھا منتظم طلب کیا تو آپ کی نگاہ ولایت سید مسرت حسین شاہ صاحب پر جاپڑی آپ نے فرمایا میرے اس چھوٹے پیر کو لے جاؤ انہوں نے عرض کیا حضور آپ کا حکم سرآنکھوں پر مگر یہ تو ابھی بہت چھوٹے ہیں آپ نے فرمایا اس کی عمر کو نہ دیکھو ان کے کام بڑوں سے بڑے ہوں گے ۔اور پھر وقت نے علامہ اویسی کے اس انتخاب کو درست ثابت کیا آج یہ مدرسہ انوار القرآن شاہ صاحب کے زیر اہتمام خوب ترقی پذیر ہے۔حال ہی میں فیاض احمد اویسی مدظلہ نے مدرسہ کی دومنزلہ وسیع عمارت کا سنگ بنیاد رکھا انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ چند سالوں میں مدرسہ تدریس کی طرح تعمیر میں بھی قابل دید ہوگا شاہ صاحب کے ہاتھوں کئی ہندو خاندان سچے مذہب اسلام کو قبول کرچکے ہیں اور آپ کے ہزاروں مرید بھی ہیں

مدرسہ فخرویہ فیض القرآن

حاجی محمد نواز خان مرحوم (بھٹہ نمبر 2،عباس نگر بہاولپور) فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت وفادار اور جانثار ساتھی تھے مدینہ منورہ کے مبارک سفر میں ہمسفر بھی رہے۔ہر جمعہ کو سیرانی مسجد بہاولپور میں گلاب کے پھولوں کا ہارلیکر آتے عقیدت ومحبت کے ساتھ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پیش کرتے عقیدتوں کا یہ سفر جاری ہی تھا کہ حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاجی صاحب تعلیم وقت کی اہم ترین ضرورت ہیاس لئے آپ مدرسہ قائم کریں جہاں بچے دینی تعلیم حاصل کریں حاجی صاحب چونکہ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت قریبی ساتھی تھے ان کی خواہش تھی کہ حضرت صاحب مجھ پرخوش ہوں تو انہوں نے حضرت کی خواہش پر اپنے آبائی گھر تارا گڑھ عباس نگر ضلع بہاول پور میں ایک قطعہ اراضی خریدا اپنے مرشد سید فخرالدین شاہ علیہ الرحمۃ (مہرآباد شریف) اور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے مدرسہ فخرویہ فیض القرآن تارا گڑھ بہاولپور میں قائم کیا جس کے افتتاحی جلسہ میں فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا اور حاجی صاحب کو فرمایا کہ اب آپ کی باری پکی ہوئی کہ آپ نے تعلیم عام کرنے کی خدمت کو اپنالیا ہے۔پھر حاجی محمد

نواز صاحب مدرسہ کا جو بھی پروگرام رکھتے تو فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ ان کی دلجوئی کے لئے ضرور تشریف لے جاتے تا کہ یہ تعلیمی سلسلہ بڑھتا رہے۔اب اس مدرسہ کے تمام انتظامات حاجی صاحب کے بیٹے الحاج خان عبدالستار خان نے سنبھال رکھے ہیں اور اس مدرسہ کی تعمیر و تدریس کا کام بڑے احسن انداز سے کر رہے ہیں

فیضان مدینہ بہاولپور کا سنگ بنیاد

احیاءقرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مدرسہ فیضان مدینہ بہاول پور کا سنگ بنیاد فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا اور بہت زیادہ دعائیں دیں۔آپ جب بھی بہاول پور کے کسی علاقہ میں دینی ادارہ کے قیام کی خبر سنتے تو بہت دعائیں دیتے اور خوش ہوتے تھے

مدرسہ فیضان رسول ﷺ

حضرت محمد عطاء الرسول اویسی صاحب نے مسلم ٹاؤن فرید آباد نزد ریلوے اسٹیشن بہاول پور میں ایک قطعہ اراضی خرید کر مدرسہ فیضان رسول کا سنگ بنیاد رکھا تو حضرت اویسی علیہ الرحمہ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا،آپ فرماتے تھے کہ میری دنیا وآخرت کا سرمایہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا بول بالا ہو اور کفر کا منہ کالا ہو۔

مدرسہ ریاض المدینہ

صاحبزادہ محمد ریاض احمد اویسی نے ہارون ٹاؤن نزد نیو صادق کالونی بہاولپور میں مدرسہ ریاض المدینہ کا آغاز کیا۔حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدرسہ کا افتتاح کیا اس موقع پر علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے خصوصی دعاؤں سے بھی نوازا۔

مدرسہ شمس العلوم

جامع مسجد شمس شاہدرہ بہاولپور میں مدرسہ شمس العلوم قائم کیا گیا حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کا افتتاح فرمایا کامیابی کے لیے بہت دعائیں دیں آپ کی دعا کے صدقے سے شعبہ حفظ برائے طلبا اور شعبہ درس نظامی برائے طالبات نہایت ہی کامیابی سے چل رہا ہے

مدرسہ انوار باریہ

حاجی محمد نواز ہاشمی محکمہ انہار بہاولپور میں ملازم تھے علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے دیرینہ ساتھی بھی ہیں حضرت پیر بارو سرکار علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں دینی تعلیم کے لیے مدرسہ کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا تو علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ نے ان کے اس جذبہ صادق کی داد دی تو انہوں نے نورانی مسجد فوجی شرقی بہاولپور سے ملحق مدرسہ انوار باریہ قائم کیا حضرت اویسی نے اپنے قابل تلامذہ کو وہاں تدریس کے لیے مقرر فرمایا۔حضرت اویسی اس مدرسہ کے ہر پروگرام میں جامعہ اویسیہ رضویہ کے بڑی کلاسوں کے طلبا سمیت تشریف لے جاتے ایک مرتبہ حاجی صاحب نے اپنی گونا گوں مصروف کے پیش نظر عرض کیا حضور مدرسہ کے انتظامات میرے لیے مشکل ہو رہے ہیں کیونکہ میں گھر کا واحد کفیل اور سرکاری ملازم ہوں میرے بچے چھوٹے ہیں علامہ اویسی نے ان کی بات کو سمجھ لیا اور فرمایا حاجی صاحب آپ فکر نہ کریں میں اور میری ساری اولاد آپ کے ساتھ ہے چنانچہ آپ نے مفتی محمد صالح اویسی کو جامع مسجد نورانی میں جمعہ کی خطابت اور صاحبزادہ محمد ریاض احمد اویسی کو مدرسہ انوار باریہ کی نظامت سپرد فرمائی حاجی صاحب کے بڑے بیٹے سعید احمد ہاشمی حافظ وقاری ہوئے اب وہ مدرسہ کی نظامت اور مسجد کی امامت سنبھالے ہوئے ہیں اور بڑے احسن انداز سے انتظامات کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

مدرسہ غوثیہ

فوجی بستی غربی میں جامع مسجد غوثیہ ایک طویل عرصہ متعصب گروہ کے قبضہ میں رہی وہاں کے احباب فیض ملت علیہ الرحمہ کی حذمت

میں حاضر ہوئے آپ کی خصوصی توجہ سے مسجدان کے قبضہ سے واگزار ہوئی ایک عرصہ تک حضرت صاحبزادہ مفتی محمد صالح اویسی اس مسجد میں خطیب رہے حضرت اویسی صاحب ملک نذیر احمد مغل و غلام احمد قصوری مرحوم کی دعوت پر ہر ماہ محفل میلاد شریف رگیارویں شریف میں تشریف لے جاتے رہے محترم حاجی حبیب احمد صاحب جب اس مسجد کے منتظم ہوئے تو انہوں نے وہاں مدرسہ قائم کرنے کا عزم ظاہر کیا آپ نے ان کی نہ صرف حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ بہت دعائیں دیں اور مدرسہ کے افتتاحی پروگرام میں تشریف لے گئے۔ جامعہ کے فاضل قاری فیض رسول بڑی محنت سے امامت تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔اور مدرسۃ البنات بھی کامیابی سے چل رہا ہے۔ بہاولپور میں فروغ تعلیم کے حوالہ سے فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ کا کردار ایک اہم اور مستقل موضوع ہے آنے والے وقت میں یقیناً کوئی لکھاری اس پر بہت کچھ لکھے گا۔

مدرسہ تعلیم القرآن

اڈہ تیرہ سولنگ پر علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے اپنے تلامذہ مولانا محمد قاسم نقشبندی، مولانا محمد اسلم نقشبندی، مولانا محمد صادق سعیدی، وغیر ہم کو فرمایا کہ آپ لوگ یہاں مدرسہ قائم کریں، اہل اسلام کے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیں۔حضرت کا حکم ملتے ہی احباب مذکورہ نے اڈہ تیرہ سولنگ گلی نمبر 1 میں مدرسہ تعلیم القرآن ذیلی شاخ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور کا آغاز کر دیا۔آج بحمدہٖ تعالیٰ اڈہ تیرہ سولنگ میں اہلسنت کے دیگر دینی ادارے بھی قائم ہیں مثبت تبدیلی ہوئی ہے۔

مدرسہ گلزار رسول ﷺ

اڈا رحمٰن آباد (گلنڑ دی ہٹی) احمد پور شرقیہ روڈ بہاولپور پر مدرسہ گلزار رسول قائم ہے حضرت فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ کے پوتے مولانا قاری محمد ضیاء الرسول اویسی اس کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

مدرسہ مجددیہ نقشبندیہ

حضرت مولانا محمد متین نقشبندی مجددی اویسی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور کے اجل فضلاء میں سے ہیں اور علامہ اویسی رحمہ اللہ علیہ کے خلفیہ مجاز بھی ہیں۔2009ء میں بہاول پور کے قریب چاہ کپتان والا موضع ہوت والہ میں عظیم دینی درسگاہ کے لئے اراضی خریدی اور علامہ اویسی رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا حضور میری خواہش ہے کہ مدرسہ کا سنگ بنیاد آپ اپنے مبارک ہاتھ سے رکھیں۔حضرت نے جوں ہی مدرسہ کے قیام کی بات سنی تو فرمایا جب بھی پروگرام ہو میں جس حالت میں ہوں گا انشاءاللہ تعالیٰ ضرور بالضرور آؤں گا۔آخر مقررہ دن پر حضرت شدید علیل تھے۔نقاہت و کمزوری کی وجہ سے گزشتہ دو سال سے چلنا پھرنا تو درکنار بیٹھنا بھی مشکل تھا مگر اس تکلیف کے باوجود تشریف لے گئے مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ چند ماہ بعد افتتاحی جلسہ تھا حضرت کی طبیعت بہت علیل تھی شدید گرمی کا موسم تھا تو آپ نے صاحبزادہ علامہ عطاء الرسول اویسی، محمد فیاض احمد اویسی، محمد ریاض احمد اویسی اور مولانا امیر احمد نوری اویسی صدر مدرس جامعہ ہذا کو حکم فرمایا کہ مولانا محمد متین صاحب کے مدرسہ کے افتتاحی جلسہ میں شرکت اور میری طرف سے معذرت کریں۔آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی الحمدللہ وہ مدرسہ نہایت ہی کامیابی سے چل رہا ہے درس نظامی کے کثیر طلباء ہیں طالبات کے لیے علیحدہ باپردہ کلاسوں کا بھی انتظام ہے۔

مدرسہ فیض القرآن

علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل تلمیذ حضرت سید عابد حسین شاہ صاحب نے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور سے دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد جب سند الفراغ لی تو فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ سید ہیں بستی گوہر شاہ خانقاہ شریف بہاولپور میں آپ کے مریدین کی خاصی تعداد ہے آپ اپنے علاقہ میں مدرسہ قائم کریں ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ تعاون کریں گے تو سید عابد حسین شاہ اویسی نے اپنے

مرشد علامہ اویسی کا حکم سر آنکھوں پر رکھا اور آپ کے نام سے مدرسہ فیض القرآن کا آغاز کیا جس کا افتتاح فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ علامہ اویسی اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں شدید علالت کے باوجود بھی شاہ صاحب کے والد گرامی کے سالانہ عرس مبارک (یکم صفر المظفر کو) میں ہر سال باقاعدگی سے تشریف لے جاتے ان کی تعلیمی خدمات پر ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا وہی شاگرد اچھا ہے جو میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان (تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے) پر دل وجان سے عمل کرے۔ آپ فرماتے کہ وقت کی ضرورت ہے کہ تعلیم دین عام ہو ہر پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو

مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ

مولانا محمد احمد سعیدی نے جامعہ اویسیہ رضویہ سے درس نظامی کا کورس کیا پھر آپ نے خانقاہ شریف میں ایک مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ قائم فرمایا۔

مدرسہ محمدیہ

قاری فضل احمد کریمی تحصیل مبارک پور ضلع بہاول پور سے علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں زیر تعلیم رہے۔ مدرسہ محمدیہ مبارک پور کا نظام قاری محمد یونس صاحب بڑی محنت کے ساتھ چلا رہے تھے۔ انہیں قابل ترین مدرس کی ضرورت تھی تو فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ مدعا عرض کیا تو آپ نے قاری فضل احمد کا انتخاب کیا اور انہیں تاکید فرمائی کہ تعلیم کو عام کریں دین کو خوب پھیلائیں۔ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کا فیض اور حسن تربیت کا نتیجہ تھا کہ قاری محمد یونس صاحب کے وصال کے بعد مدرسہ محمدیہ کی انتظامی اور تعلیمی ذمہ داریاں قاری محمد فضل احمد صاحب کے سر آن پڑیں اب آپ نہایت ہی اخلاص اور دلجمعی سے مدرسہ کے نظام کو چلا رہے ہیں یہ ادارہ مبارک پور و مضافات میں دین اسلام کی خدمت بڑے احسن انداز سے کر رہا ہے۔ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ مبارک پور میں مدرسہ محمدیہ کے مختلف پروگرام میں تشریف لے جاتے اور مدرسہ کی تعلیمی اور تدریسی معاملات کا جائزہ لیتے۔

مدرسہ غوثیہ

حضرت حافظ رحیم بخش اویسی مرحوم فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے جان نثار شاگرد اور وفادار مرید تھے کافی عرصہ سندھ نواب شاہ کے علاقہ میں خطابت وامامت فرماتے رہے ان کا آبائی گھر موضع مڑل نور پور میں تھا چند سال پہلے فوت ہوئے تادم آخر ایک سچے مرید کی حیثیت سے دل وجان سے علامہ اویسی پر قربان رہے۔ چک نمبر 42 ڈی بی یزمان روڈ بہاولپور والے فیض ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عالم دین طلب کیا تو آپ نے حضرت حافظ موصوف کو وہاں بھیجا۔ دینی خدمات کا جذبہ ان کے رگ وپے میں شامل تھا۔ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی صلاحیت دیکھ کر فرمایا حافظ آپ مدرسہ بنائیں آپ نے اپنے مرشد کا حکم پاتے ہی چک نمبر 42 ڈی بی میں وسیع وعریض قطعہ اراضی پر مدرسہ غوثیہ قائم کیا جس کا سنگ بنیاد فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا جس میں علاقہ بھر کے طلبا زیور علم سے آراستہ ہونے لگے اسلام کے فروغ کا خوب کام ہوا۔ لیکن حافظ صاحب کی زندگی نے وفا نہ کیا وہ جلد ہی داغ مفارقت دے۔ گئے آج کل حافظ صاحب کے صاحبزادے مولانا محمد شاہد اویسی مدرسہ کے نظم وضبط کو بہتر انداز میں چلا رہے ہیں

مدرسہ غوثیہ معبودیہ

حضرت سید منور حسین شاہ صاحب چک نمبر 51/DB یا 52/DB یزمان بہاولپور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کو جلسہ ہائے میلاد ومعراج میں مدعو کرتے شاہ صاحب بہت باصلاحیت اور اسلام کا درد رکھنے والے پیر تھے حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب آپ جیسے مجاہد کو بہاول پور میں ہونا چاہئے آپ کوئی سبیل بنائیں اور بہاول پور آئیں شاہ صاحب نے محمدیہ کالونی میں مدرسہ جامعہ معبودیہ عظمت الاسلام کے نام سے ادارہ قائم کیا جس کا افتتاح فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا کہ شکر ہے بہاول پور میں اہلسنت کے دینی اداروں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ شاہ

صاحب کی زندگی نے وفا نہ کی اور ان کی وفات ہوگئی علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

مدرسہ فیض المدارس

۱۹۸۰ء میں حاجی عبدالرشید مرحوم اور حاجی رحیم بخش مرحوم فیض ملت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اڈہ مسافر خانہ (کے ایل پی روڈ بہاولپور) کی آبادی بڑھ رہی ہے اور یہ مضافات کے دیہات کے لیے تجارتی مرکز ہے مستقبل میں اس کی آبادی بہت زیادہ ہوجائے گی ہم اڈہ پر مسجد بنانے کا ادارہ رکھتے ہیں حاجی رحیم بخش صاحب کی زمین برلب سڑک پڑی ہے ہماری رہنمائی فرمائیں اور کوئی خطیب بھی دیں جو اہل علاقہ کو دینی واسلامی تعلیمات سے آگاہ کر سکے تو علامہ اویسی نے اپنے دوسرے بیٹے علامہ عطاء الرسول کا انتخاب فرمایا وہاں کچی مسجد میں پنجگانہ نماز تو ہو رہی تھی پھر نماز جمعہ شروع ہوئی تو مسجد کی توسیع بھی کر دی گئی نماز جمعہ کا اجتماع ہزاروں تک جا پہنچا حضرت اویسی کے ایماء پر مدرسہ فیض المدارس کی بنیاد رکھی گئی جس کا آپ نے افتتاح فرمایا اس کے مہتمم صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی ہیں جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور کے فاضل علامہ محمد افتخار نقشبندی درس نظامی کی کلاس کو نہایت ہی محنت سے پڑھا رہے ہیں۔

مدرسہ انوار الاسلام

چنی گوٹھ (تحصیل احمد پور، ضلع بہاولپور) کے علاقہ سے حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالخالق اعظمی صاحب جامعہ اویسیہ رضویہ میں زیر تعلیم رہے دوران تعلیم ہی مفتی عبدالخالق میں علمی جواہر نظر آرہے تھے تو حضرت فیض ملت نور اللہ مرقدہ' نے انہیں مدرسہ قائم کرنے کا حکم فرمایا تعلیمی فراغت کے بعد انہوں نے چنی گوٹھ اسٹیشن مرکزی عیدگاہ میں مدرسہ انوار الاسلام قائم کیا آج وہ مدرسہ علمی ترقیوں کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ درس نظامی کے تمام شعبہ جات پڑھائے جا رہے ہیں۔ ان کے صاحبزادہ مولانا محمد آفتاب صاحب نے بھی جامعہ اویسیہ سے دور تفسیر القرآن پڑھا آج کل اپنے والد گرامی کے ساتھ مدرسہ کے امور چلا رہے ہیں۔

مدرسہ انصاریہ اویسیہ

مولانا گل محمد اویسی نے مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد میں فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعلیم حاصل کی آپ دور طالبعلمی میں ہی تدریسی اور تقریری صلاحیت سے مالا مال تھے حضرت اویسی نے گل محمد اویسی کو تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ قائم کرنے کا حکم دیا تو ترنڈہ محمد پناہ میں مدرسہ انصاریہ اویسیہ قائم کیا گیا اس مدرسہ میں طلبا کی کثیر تعداد زیر تعلیم ہے

مدرسہ فیضان اویسیہ

چک نمبر 294 گ ب ضلع دارالسلام (ٹوبہ) سے مولانا محمد طارق اویسی اور مولانا محمد جعفر اویسی نے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور میں فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا آپ نے جامع سے فارغ ہوتے ہی اپنے گاؤں میں مدرسہ فیضان اویسیہ قائم کیا جہاں طلبا و طالبات کے لئے علیحدہ علیحدہ کلاسیں ہوتی ہیں

مدرسہ جامعہ مقصودیہ للبنات

حضرت علامہ سید باقر علی شاہ بخاری سید مقصود علی قادری نقشبندی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادہ ہیں اور آستانہ عالیہ کوٹ گلہ شریف ضلع چکوال کے سجادہ نشین بھی ہیں آپ نے علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر القرآن پڑھا اور پھر اپنے بیٹوں حضرت علامہ سید عبدالرزاق شاہ بخاری اور حضرت مولانا سید گل حیدر شاہ بخاری کو تعلیمی تکمیل کے لئے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور میں فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ علامہ اویسی

علیہ الرحمہ دوران تدریس حضرت سید عبدالرزاق شاہ کو فرماتے کہ آپ درگاہ کوٹ گلہ شریف میں درسگاہ قائم کریں۔ 1987ء میں محمد فیاض احمد اویسی کی خوش قسمتی کہ حضرت سید عبدالرزاق شاہ صاحب جیسے لجپال سید دورہ حدیث کے ہم کلاس تھے سالانہ جلسہ میں ہماری دستار بندی ہوئی ہم احباب نے اپنی آئندہ زندگی کی مصروفیات کا ایک دوسرے سے ذکر کیا۔ چند ساتھیوں کے علاوہ سب نے اپنے اپنے علاقوں میں مدارس کے قیام کا عہد کیا۔ سید عبدالرزاق شاہ صاحب نے کوٹ گلہ شریف میں عظیم الشان ادارہ اپنے جدامجد عظیم روحانی پیشواء حضرت باباجی سید مقصود علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے نام کی نسبت سے جامعہ غوثیہ مقصودیہ قائم کیا جہاں سینکڑوں طلباء اپنے سینے نور علم سے منور کررہے ہیں۔ علامہ سید عبدالرزاق شاہ صاحب نے مولانا فیاض اویسی سے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس مبارک کام کا آغاز کریں آپ کے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ جامعہ مقصودیہ للبنات کی عظیم الشان عمارت میں آپ کا ثواب شامل رہیگا۔ حضرت سید عبدالرزاق شاہ صاحب فرمارہے تھے کہ یہ ادارہ میرے استاد مکرم حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ فیض کا کمال ہے۔

مدرسہ جامعہ غوثیہ واحدیہ فیض العلوم

علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں شاگرد ہیں اور حلقہ ارادت بھی وسیع ہے۔ ہر شاگرو مرید کی دلی خواہش ہوتی کہ حضرت کا قرب نصیب ہو آپ کی شفقت بھری نگاہ میری جانب رہے لیکن فیض ملت علیہ الرحمۃ کا وہ شاگرد و مرید آپ کا قرب پاتا جو مدرسہ بنانے کا عزم ظاہر کرتا۔ سید محمد منصور شاہ اویسی صاحب دربار عالیہ غوثیہ نقشبندیہ میانوالی سے دورہ تفسیر القرآن پڑھنے کے لئے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور حاضر ہوئے حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے سید ہونے کے ناطے انہیں اپنے قریب بٹھاتے سادات کرام کا ادب واحترام فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے خوب سکھایا رجسٹر حاضری طلباء پر پہلے سادات کرام کے اسماء گرامی درج فرمانے کا حکم فرماتے اور دستار بندی میں پہلے سادات کرام کو بلایا جاتا۔ کلاس میں سادات کرام کو اپنے قریب بٹھاتے۔ سید محمد منصور شاہ صاحب پر پورے کورس میں خاص نظر رہی۔ شاید مستقبل میں ان سے بہت زیادہ کام لینا تھا ایسی تربیت فرمائی کہ خود سید محمد منصور صاحب کہتے ہیں کہ جب میانوالی سے بہاولپور آیا تو صرف منصور شاہ تھا فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کا فیض ہے کہ آج دنیا مجھے صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ اویسی کے حوالہ سے جانتی ہے۔ شاہ صاحب نے میانوالی میں دینی تعلیم کے لئے کام میں خوبصورت اضافہ کیا۔

حضرت خواجہ اویس قرنی علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر ثناخواں الحاج محمد اویس رضا قادری اور حضرت سید محمد منصور شاہ کو علامہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت ایک ساتھ پہنایا اور سند خلافت عطا فرمائی۔ حضرت سید محمد منصور شاہ اویسی کو میانوالی میں اپنی خانقاہ غوثیہ نقشبندیہ پر دینی ادارہ قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک مرتبہ انہوں نے عرض کیا حضور تعلیمی سلسلہ کو بڑھانے کے لیے میانوالی میں دورہ تفسیر القرآن کا کورس کرانے کا ارادہ رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب دورہ تفسیر کا پروگرام بناؤ میں خود بھی حاضر ہوں گا مفتی محمد صالح اویسی اور محمد فیاض اویسی کے متعلق فرمایا کہ یہ بھی حاضر ہوں گے۔ اور فرمایا شاہ صاحب آپ اپنے نانا کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا کام کریں ہم آپ کے سپاہی ہیں۔ علامہ اویسی کے لفظوں میں اخلاص تھا شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایسی حوصلہ افزائی کہ میانوالی میں ایک سوسالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ شوال المکرّم ۱۴۲۴ھ ردسمبر ۲۰۰۳ء میں دورہ تفسیر القرآن کا پروگرام بنایا جو بہت کامیاب ہوا علامہ اویسی تشریف لائے میانوالی کو چار چاند لگ گئے۔ میانوالی میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت سید عبدالواحد شاہ صاحب اور علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہما کے ناموں کی نسبت سے عظیم الشان دینی ادارہ جامعہ غوثیہ واحدیہ فیض العلوم قائم ہوا چند ہی مہینوں میں دیکھتے ہی دیکھتے عظیم الشان سہ منزلہ خوبصورت عمارت تعمیر ہوگئی۔ اس مدرسہ میں شعبہ حفظ القرآن، تجوید وقرآۃ، درس نظامی کی کلاسیں اور شعبہ للبنات شروع ہو چکا ہے۔ دورہ تفسیر القرآن کی کلاس کی کامیابی کی دھوم تو دور دور تک ہے یہ عظیم ادارہ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کا فیض ہے۔ فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ دور حاضر میں دین کی سربلندی میں دینی مدارس کا کردار نمایاں رہا ہے اور نمایاں رہے گا اس لیے آپ نے دینی مدارس کے قیام کے لیے عملی جدوجہد فرمائی آج آپ کی مخلصانہ کاوشوں کا ثمر ہے کہ آپ کے کثیر تلامذہ ملک کے بیشتر حصوں میں دینی مدارس قائم کئے

ہوئے ہیں اور دین کی سربلندی کے لئے مصروف عمل ہیں

مدرسہ فیض القرآن للبنات

مدرسہ فیض القرآن للبنات موچھ ضلع میانوالی میں قائم ہے موچھ میانوالی کا معروف قصبہ ہے اس مدرسہ سے سینکڑوں بچیوں نے قرآن پاک ناظرہ پڑھا کئی بچیاں قرآن پاک کی حافظہ بھی بن چکی ہیں۔ اس مدرسہ میں ۲۰۰۹ء میں درس نظامی کی کلاس کا آغاز ہوا۔ اس مدرسہ کے بانی مولانا محمود اقبال خان اویسی ہیں صاحب موصوف فوج میں ملازم تھے دوران ملازمت کراچی میں فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شریک ہوئے وہ درس کیا تھا کہ کئی انسانوں کی بگڑی بنی، ولی کامل کے وعظ نے ایک اثر دکھایا محمود اقبال خان فیض ملت قدس سرہٗ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے فوج سے مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائر ہونے کے بعد جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں دورہ تفسیر القرآن کی کلاس میں شریک درس ہوئے۔ اپنے مرشد کریم کی خدمت میں مدرسہ کے قیام کا عزم ظاہر کیا تو حضرت نے مدرسہ کا سنتے ہی جس خوبصورت الفاظ سے ان کی حوصلہ افزائی کی وہ کہتے ہیں کہ آج تک الفاظ کی چاشنی دل میں محسوس کرتا ہوں مدرسہ فیض القرآن للبنات قائم کیا۔ اپنے سارے خانوادے کو فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بنایا اپنی بچیوں کو عالمہ فاضلہ بنایا۔ ان کی دو بچیاں ۱۴۳۰ھ میں دورہ تفسیر القرآن کی کلاس میں شامل رہیں وہ اپنے والد کے ساتھ علمی دینی خدمات انجام دے رہی ہیں

مدرسہ جامعہ چشتیہ (مسجد النور) گھوٹکی

سندھ کے شہر گھوٹکی میں اہلسنت کے احباب وفد کی صورت میں علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمیں عالم دین مدرس اور مفتی درکار ہے جو ہمارے پسماندہ شہر میں فروغ علم کے لئے رہبری و رہنمائی کرے۔ آپ کی دور رس نگاہ نے حضرت حافظ مفتی عبدالستار چشتی کا انتخاب کیا حافظ صاحب موصوف اگر چہ بظاہر آنکھوں سے محتاج تھے۔ مگر وقت نے ثابت کر دیا کہ حضرت فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کا انتخاب کیا خوب تھا کہ مفتی عبدالستار چشتی نے جامع مسجد النور میں ایک مدرسہ قائم کیا اور تدریسی اور فقہی میدان میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ مفتی سندھ کہلائے اور مدرسین خطباء آئمہ کی کثیر جماعت اہل سنت کو مہیا کی یہ سب علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی نگاہ فیض کا اثر تھا

مدرسہ غوثیہ انوار باہو

بلوچستان میں مدرسہ غوثیہ انوار باہو کلی دین محمد (کوئٹہ) میں قائم کیا گیا کوئٹہ بلوچستان کا دارالحکومت ہے حضرت فیض ملت رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت مولانا غلام محمد قادری قاسمی جنوری ۱۹۷۳ء میں اس مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے یہ مدرسہ خالی میدان میں ایک برآمدہ اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ مدرسہ کی اراضی کے ارد گرد دیوار تک نہ تھی مولانا غلام محمد قادری کے لئے یہ سارے مسائل چیلنج بن کر سامنے تھے اس کڑے وقت میں حضور فیض ملت رحمہ اللہ علیہ اپنے شاگرد کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کوئٹہ جا پہنچے چٹیل میدان میں دورہ تفسیر القرآن کی کلاس کا آغاز کر دیا۔ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کوئٹہ کیا پہنچے پورا ملک وہاں پہنچ گیا۔ علماء کرام، مشائخ عظام درگاہوں کے سجادگان نے وہاں پہنچ کر اپنا نام طلبا کی فہرست میں لکھوایا جب مدرسہ غوثیہ انوار باہو کے میدان میں تلاوت کلام الٰہی کے ساتھ دورہ تفسیر کی کلاس کا آغاز ہوتا اور پھر تمام طلبا آواز سے آواز ملا کر قصیدہ بردہ شریف پڑھتے تو کوئٹہ کے در و دیوار گونج اٹھتے تھے حضرت فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دورہ تفسیر القرآن کے چرچے کوئٹہ میں گھر گھر ہونے لگے آپ کی علمی خدمات کا سارا زمانہ معترف ہوا۔ کئی سال جامعہ غوثیہ انوار باہو میں دورہ تفسیر قرآن کی کلاس ہوتی رہی پھر آہستہ آہستہ یہ مدرسہ تعلیمی و تعمیری لحاظ سے مضبوط ہوتا گیا۔ کوئٹہ شہر و مضافات میں فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ نے علمی مراکز قائم کئے چند سالوں میں پورا بلوچستان، خضدار، وڈھ، قلات، مستونگ، ڈھاڈر، بھاگ ناڑی، اوستہ محمد سبی جیکب آباد و وادی بولان کے بہت سارے قصبات میں فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتگان نے مدارس قائم کئے جس کی بدولت جہالت کی کالی گھٹائیں چھٹ گئیں اور علم کی سحر طلوع ہوئی۔

علامہ فیض احمد اویسی نوراللہ مرقدۂ کا انداز تدریس

فیض ملت علیہ الرحمہ کا انداز تعلیم و تبلیغ نہایت ہی پرتاثیر ہوتا تھا ہر مسئلہ شریعت کو تحقیق کے ساتھ اس طرح لکھتے کہ حرف آخر کر دیتے تھے۔ یونہی تقریر کا انداز تھا قرآن وسنت کے دلائل سے ہر مسئلہ واضح کر دیتے تھے۔ اور پھر ان کا مؤثر ہونا بارگاہ رسول کریم محمد عربی ﷺ کے خصوصی کرم کی بنا پر تھا آپ نے سیرانی مسجد شریف کی بنیاد ڈالتے ہی 12 ربیع الاول شریف کا جلوس جشن عید میلاد النبی ﷺ شروع کر دیا تھا جو آج تک برآمد ہو رہا ہے اور اس کے علاوہ آپ کے بیشمار عظیم کارنامے ہیں جو رہتی دنیا تک آپ کی یادگار رہیں گے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 22)

دورۂ تفسیر القرآن اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

1961ء میں مدرسہ سراج العلوم خان پور میں دورۂ تفسیر القرآن کا آغاز کیا پھر 2010ء تک نصف صدی پاکستان کے مختلف شہروں میں علامہ صاحب دورۂ تفسیر القرآن پڑھاتے رہے۔ پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی آپ کے علمی وروحانی فیض یافتگان ان کے علمی میراث کی خوشبو بکھیر رہے ہیں۔ قرآن پاک علوم وفنون کا بحرِ بے کنار ہے۔ اس میں کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا علم ہے۔ غواصانِ فکر وفن، علم وحکمت اس موجزن سمندر سے موتی چن چن کر نگارخانہ مطالعہ میں سجاتے رہتے ہیں۔ اہل علم وتفسیر ہزاروں صفحات کی تفاسیر لکھ کر بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہم نے قرآن عظیم کے تمام حقائق ومعارف کو حاصل کر لیا ہے بلکہ بڑے بڑے مفکر اور مفسر اپنی کوتاہ دستی اور تنگ دامنی کا شکوہ کرتے رہے۔

دورہ تفسیر القرآن میں قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اس لئے ترجمہ وتفسیر ایسا ہونا چاہیئے کہ جس سے ہر خاص وعام صحیح معنوں میں مستفید ہوسکیں۔ اگر تفاسیر پر ایک نظر ڈالی جائے تو قرآنی علوم وفنون پر مستند اور مبسوط عربی تفاسیر یقیناً بڑا اہم سرمایہ ہیں۔ صدیوں کے دامن پر پھیلے ہوئے سینکڑوں مفسرین کے حیرت انگیز مطالعہ وجستجو نے کتب تفسیر کے انبار لگا دیئے ہیں ان گراں قدر تصانیف کا تعارف تو بڑی بات ہے صرف کتب تفسیر کی فہرست تیار کر دی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی عربی تفاسیر اہل علم کی پیاس کو تو بجھا رہی تھیں مگر عوام اس بحر بے کنار سے جام پینے کو ترس رہے تھے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ،، کنز الایمان،، اور حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ الباری نے تفسیر،، خزائن العرفان،، لکھ کر عوام کی پریشانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اور یہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہے کہ ترجمہ کنز الایمان اور تفسیر خزائن العرفان دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ فیض ملت نوراللہ مرقدۂ اپنی تصنیف شدہ کتاب ''احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن کے ابتدائیہ میں دورہ تفسیر القرآن کی تدریس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ آپ نے ۱۹۵۱ء میں دوران تعلیم محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لائکپور سے عرض کیا کہ میں دورہ تفسیر القرآن کے اجراء کا ارادہ رکھتا ہوں آپ میری رہبری فرمایئے تو علامہ سردار احمد صاحب نے فرمایا کہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کو جانِ مطالعہ بنایئے۔

(محمد فیض احمد اویسی، احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن، قطبِ مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی)

اویسی صاحب علیہ الرحمہ نے مولانا سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۱ء میں جامعہ اسلامیہ سراج العلوم خان پور میں پہلا دورہ تفسیر القرآن پڑھایا جس میں ملک پاکستان کے طول وعرض سے ذرائع آمدورفت کی مشکلات کے باوجود ساٹھ طلباء نے شرکت کر کے قرآن پاک کے نور سے اپنے سینوں کو منور کیا۔ ۱۳۸۱ھ سے لیکر تا حال سال میں دو تین مرتبہ ملک کی مشہور ومعروف درسگاہوں میں دورہ تفسیر القرآن منعقد کیئے جاتے ہیں۔ جن میں سیکڑوں طلباء وطالبات شریک ہوتے ہیں۔ ان سب کو ترجمہ کنز الایمان ہی پڑھایا جاتا ہے اس سے اندازہ

لگائیں کہ اویسی صاحب کے انداز تدریس کی وجہ دورہ تفسیر القرآن پورے پاکستان میں مشہور تھا اور علماء کرام نے آپ سے ٹائم لیکر اپنے اپنے علاقوں میں دورہ تفسیر القرآن منعقد کئے۔

مدینہ منورہ میں آپ اپنی ذاتی ڈائری پر دورہ تفسیر القرآن کے حوالہ سے یوں رقمطراز ہوتے ہیں کہ آپ نے مروجہ طرز پر کسی سے دورہ تفسیر القرآن پڑھا اور نہ ہی سماع کیا۔ حضرت مولانا سردار احمد لائکپوری قدس سرہٗ العزیز کے طرز تدریس دورہ حدیث پر آغاز کیا جو بحمد اللہ تعالیٰ کامیاب رہا اسی لیے سند انہیں کے نام منسوب کر کے دیتے ہیں پہلے دو سال مدرسہ سراج العلوم خانپور کی سند پر حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سند منسوب ہے الحمد للہ کاظمی صاحب کی طرف سے سند بھی آپ کو حاصل تھی اسی لیے اس طریق سے سند بھی قابل فخر ہے۔ خدا کرے میری یہ محنت قبول بھی ہو (آمین)

(محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ مدینہ منورہ ۱۶ر رجب المرجب ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۱ مئی ۱۹۸۱ء)

تحفظ ختم نبوت اور علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کا دورہ تفسیر القرآن

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کچھ اس انداز سے ابھری کہ ۲۸ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے مسلمان جوانوں پر حملہ کر کے درندگی کا مظاہرہ کیا تو پاکستان کے غیور مسلمان ان کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ ملک بھر میں قادیانیوں مرزائیوں کے تمام گروپس کے خلاف زبردست تحریک چلی۔ سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ (تاجدار گولڑہ) کے وارث، ان کے غلام اور اکابرین اہل سنت میدان عمل میں اتر چکے تھے پاکستان کے مدارس و مساجد اور تمام تعلیمی اداروں سے شمع رسالت کے پروانے جلسے اور ریلیاں نکال رہے تھے یہ تحریک زبانی کلامی نہ تھی بلکہ قلب مسلم کی آواز تھی قائدین اسلام حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی اور علامہ عبدالستار خان نیازی رحمہما اللہ اس پاکیزہ تحریک کے مدیر مہام تھے بہاولپور میں جامعہ اویسیہ رضویہ اس تحریک کا مرکز تھا اس سال دورہ تفسیر القرآن میں ۸۰ علماء شامل درس تھے فیض ملت نور اللہ مرقدہ نے اپنے دروس میں ختم نبوت کے حوالہ سے مدلل و محقق گفتگو فرماتے ہوئے قادیانیوں کے عقائد باطلہ ان کی مطبوعہ کتب سے دکھا کر ان کے شیطانی شر سے اہل اسلام کو محفوظ رہنے کی تاکید فرمائی۔ اس سال طلباء نے ردِ قادیانیت پر ضخیم رجسٹر تیار کئے ایک وقت یہ بھی آیا کہ قائدین اہلسنت نے حکم دیا کہ یہ تحریک قید و بند کے لئے دیوانگان عشق کو پکار رہی ہے تو شمع رسالت پر جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے فیض ملت نور اللہ مرقدہ اپنے تلامذہ سمیت گرفتاریاں پیش کرنے کے لئے بہاولپور کے چوک بازار میں آ گئے مخلصین نے عرض کیا حضور اگر آپ جیل چلے گئے تو کارکنان اور تلامذہ کس کی ہدایت پر عمل کریں گے؟ الغرض دورہ تفسیر القرآن میں شامل طلباءِ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور نے لبیک کہتے ہوئے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہن کر تحریک ختم نبوت کا قیدی بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد رفیق شاہ جمالی اس وقت جامعہ رضویہ میں زیر تعلیم تھے تحریک ختم نبوت کے قیدی بن کر سنٹرل جیل بہاول پور کی سلاخوں میں جا پہنچے۔ اِدھر فیض ملت نور اللہ مرقدہ نے دورہ تفسیر القرآن کی کلاس میں موجود طلباء کو فرمایا کہ اصل زندگی سرکار کریم روف و رحیم ﷺ کے دَر کی بندگی ہے آپ کی عزت و ناموس پر مر مٹنا ہی حاصل زندگی ہے آپ کے الفاظ میں ایسی تاثیر تھی کہ ہر پیر و جواں تحریک ختم نبوت کا قیدی بننے کے لئے بے تاب تھا آپ نے طلباء کو قادیانیوں کے عقائد باطلہ لکھوائے۔ اس طرح تحفظ ختم نبوت کے لئے فیض ملت نور اللہ مرقدہ کا کردار بہت نمایاں ہے

۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران دورہ تفسیر القرآن

۱۹۷۷ء میں ملکی حالات کشیدہ تھے ۷ جنوری ۱۹۷۷ء کو عام انتخابات کا اعلان ہو گیا نو سیاسی جماعتوں کا پاکستان قومی اتحاد تشکیل پایا الیکشن کی مہم زور و شور کے ساتھ چلی مگر الیکشن میں دھاندلی کے باعث حالات بگڑ تے گئے علماء کرام کو پابند سلاسل کر دیا گیا بیشتر مدارس اسلامیہ بند ہو گئے ان دگرگوں حالات میں مدرسہ غوثیہ انوار باہو کوئٹہ، بلوچستان میں دورۂ تفسیر القرآن کا اشتہار شائع ہوا حالات کی کشیدگی کی وجہ سے خدشہ تھا کہ دورہ کا پروگرام منسوخ کرنا پڑے مگر فیض ملت نور اللہ مرقدہ کی تدریسی کشش ایسی تھی کہ ملک بھر سے ۷۰ کے قریب علماء کرام دورہ شریف کے لئے کوئٹہ میں جمع ہو گئے۔ ۲۰ جون ۱۹۷۷ء بعد نماز عصر جامع غوثیہ انوار باہو کوئٹہ میں دورہ ٔ تفسیر القرآن کی افتتاحی تقریب ہوئی جس میں فیض ملت نو اللہ مرقدہ نے خطبہ مسنونہ کے بعد اہل

کوئٹہ سے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہمیں آپ کے ہاں حاضری کا دوسرا سال ہے گزشتہ سال آپ نے دیکھا کہ کثیر التعداد علماء، خطباء پنجاب، سندھ اور بلوچستان سے تشریف لائے اس سال بھی اگرچہ حالات ناساز گار ہیں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہمارے اکثر مدارس عربیہ نہ صرف بند ہو چکے ہیں بلکہ اکثر و بیشتر علماء کرام اور مدرسین حضرات اور متعلمین (طلباء) جیلوں میں ہیں لیکن اس کے باوجود بحمد اللہ تعالیٰ کثیر علماء کرام و طلباء باہر سے تشریف لائے ہیں۔ پھر آپ نے دورہ تفسیر کی غرض و غایت اور قرآنی اسرار و رموز ''قرآن جامع العلوم'' پر مختصر مگر مدلل و محقق تقریر فرمائی۔

فوائد دورہ تفسیر القرآن

دورہ تفسیر القرآن پڑھنے سے صداقتِ قرآن، حقانیت اسلام اور اکمال دین روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے اور پھر عصمتِ انبیاء، ختم نبوت اور شان اولیاء وغیرہا کے اختلافی مسائل حل ہو جاتے ہیں اور استحکام دین مصطفوی کے منافی تمام جاہلانہ عقائد کا رد مل جاتا ہے ہر قسم کے جدید و قدیم مخالفین اسلام کے گمراہ کن استدلات کے معقولی اور منقولی جوابات ملتے ہیں الحادی اور طاغوتی تاثرات کے جاں بلب مریض کے لیے بمنزلہ تریاق بلکہ یوں کہیے کہ بشرط استعداد دورہ تفسیر القرآن پڑھنے سے ہر کاذب و مفتری اور اعداء انبیاء و اصحاب و اولیاء کا دنداں شکن و مسکت جواب دیا جا سکتا ہے اور اپنے گوہرِ ایمان کو ان انسان نما ذیاب سے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ اور دورہ تفسیر پڑھنے سے انسان اپنے لیے دنیا و آخرت کی راہ ہموار کر سکتا ہے کیونکہ قرآان کا مفہوم صرف امور آخرت یا عقائد میں منحصر نہیں بلکہ جَلّ وعَلا کا جامع کلام تبیاناً لکلِ شَیءٍ ہے اور جو حقائق و معانی کے جواہر ایک ماہ کے دورہ شریف میں دستیاب ہوتے ہیں وہ سالوں کی عرق ریزی سے نہیں ملتے۔ جنہوں نے اس حقیقت پر یقین کیا ان کی زبان پر ''یعنی اگر میرے اونٹ کی نکیل گم ہو جائے تو قرآن کے ذریعے تلاش کر لیتا ہوں'' کا ورد ہوتا ہے اور جو اس کے اسرار و رموز سے بہرہ ور ہوا وہ صاحب سرّ رسول اللہ ﷺ ٹھہرا اس کے درر فرائد سے خوشہ بداماں ہونے والے کو تفسیر ام الکتاب کے لیے ستر اونٹ کا غذ پورا نہ ہوتا۔ دورہ تفسیر القرآن سے اس طوفان نوحی میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ کا سبق ملتا ہے۔ اور خصوصاً آج کل اس پرفتن دور میں بشرط استعداد ہر طالب علم کے لیے ناگزو لا محالہ ہو چکا ہے لیکن بحر بے کراں کی اتھا گہرائی گوہر یابی کے لیے غوّاصِ معانی کی ضرورت ہے تو میں تمام احباب کو بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ قرآن کے حقائق و رموز سمجھنے کے لیے بہاولپور کی سرزمین جامعہ اویسیہ رضویہ میں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری علیہ الرحمہ کے شاگرد حضرت مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی صاحب کے تبحر علمی سے مستفید و مستفیض ہوں جن کی طرز و روش سے آج بھی مولانا سردار احمد قادری علیہ الرحمہ کی یاد تازہ ہوتی ہے نیز قرآن حکیم ایک جامع کامل اکمل کتاب ہے کائنات الٰہی کے خزائن اس میں مستور ہیں ان تمام خزائن کو ڈھونڈ نکالنا انسانی بس سے باہر ہے۔ امام سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان میں اس کے متعلق ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے ''العلوم التی استنبطت مان القرآن'' ہے اس باب میں جن علوم کی فہرست ہے ان میں علوم عقلیہ و نقلیہ جو آج کل مدارس میں مروج ہیں ان کے ساتھ ساتھ علم الخطاب، علم تاریخ، علم المواقیت، علم الطب، علم الہندسہ، علم الحساب، وغیرہ پر مشتمل ہے۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قرآن میں علوم بے انداز ہیں جن کے احاطہ کا کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ علوم قرآنی کی تعداد سات ہزار سات سو پچاس ہے۔ اور بعض کے نقطہ نظر سے علوم قرآن کی تعداد ستر ہزار ہے جن کا استیعاب عقل انسانی کے لیے ناممکن ہے۔

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ نے ملک کے بیشتر شہروں میں دورہ تفسیر کے کورس کرائے جن میں ہزاروں علماء نے علوم قرآنی مختلف آیات کے مفاہیم، مطالب اور مستند تفاسیر سے عالمانہ، صوفیانہ تفسیر پڑھ کر نوٹس تیار کیے۔ آپ 2010ء تک دورہ تفسیر القرآن کی تدریس فرماتے رہے بحمدہ تعالیٰ گذشتہ نصف صدی سے یہ کورس بہت زیادہ کامیابی سے جاری تھا ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر کے فضلاء کثیر تعداد میں علامہ اویسی صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن پاک کا مکمل ترجمہ (کنز الایمان شریف) و تفسیر قرآنی رموز و اسرار، بے شمار علمی، فقہی اور روحانی موضوعات پر نوٹس تیار کرتے رہے۔ اس میں معروف اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث ہوتی حضرت صاحب پیچیدہ مسائل پر ایسی سہل گفتگو فرماتے کہ مبتدی طالب علم بھی بڑی آسانی سے سمجھ جاتا ملک کے مختلف شہروں میں آپ نے دورہ تفسیر القرآن پڑھانے کی اجمالی فہرست درج ذیل

مختصر روئیداد دورہ تفسیر القرآن

صوبہ پنجاب میں دورہ تفسیر القرآن

حضرت مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں تقریباً ساٹھ دورہ تفسیر القرآن پڑھائے۔ جن میں سے چھتیس دورہ تفسیر القرآن مرکزی دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں پڑھائے جبکہ بقیہ چوبیس دورہ تفسیر القرآن پنجاب کے دوسرے اضلاع میں منعقد ہوئے جن میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ مرکزی دارالعلوم جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

☆ جامعہ اسلامیہ سراج العلوم خان پور

☆ جامعہ اسلامیہ شوکت الاسلام پیپل والی مسجد خانیوال

☆ جامعہ مسجد کوثر محلّہ ریڑھی بان بہاولپور

☆ جامعہ اسلامیہ غوثیہ واحدیہ فیض العلوم میانوالی

ان دورہ تفسیر القرآن میں علماء، طلباء، خطبا، وکلاء، ڈاکٹرز اور آئمہ مساجد کے علاوہ دیگر شعبہ جات سے تعلق والے ہزاروں تشنگان علم اپنی علمی تشنگی بجھا چکے ہیں۔ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں اب بھی ہر سال دورہ تفسیر القرآن منعقد ہوتا ہے۔

صوبہ پنجاب کے مشاہیر تلامذہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید اویسی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی مختار احمد درانی صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی امیر احمد نوری نقشبندی مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشرف القادری مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مصطفیٰ رضوی صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا حافظ خان محمد قادری صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام سرور قادری صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی رضاء المصطفیٰ نقشبندی صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی حسن علی قادری مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید رضوی صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

صوبہ سندھ میں دورہ تفسیر القرآن

علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے صوبہ سندھ کے مشہور اور نامور مدارس میں کئی مرتبہ دورہ تفسیر القرآن پڑھایا۔ کیونکہ اویسی صاحب کے آباء

واجداد کا تعلق صوبہ سندھ سے تھا اس وجہ سے آپ کو سندھی زبان پر بھی عبور حاصل تھا ان دورہ تفسیر القرآن میں کثیر سندھی طلباء نے شرکت کر کے علمی پیاس کو بجھایا۔ مندرجہ ذیل مدارس میں آپ نے دورہ تفسیر القرآن پڑھائے:

☆ مرکزی دارالعلوم جامعہ امجدیہ کراچی

☆ جامعہ اسلامیہ انوارالاسلام لاڑکانہ

☆ مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ کھارادر کراچی

☆ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ شریف خیر پور میرس

سندھ کے مشاہیر تلامذہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالستار چشتی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی عزیز اللہ صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ پیر سید عارف شاہ صاحب اویسی مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا پیر سید مظفر حسین شاہ صاحب مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب

☆ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب مدظلہ

صوبہ بلوچستان میں دورہ تفسیر القرآن

حضرت علامہ مولانا علی نواز قادری صاحب کی دعوت پر آپ علیہ الرحمہ پنجاب اور سندھ کی طرح صوبہ بلوچستان میں بھی فیضِ رضا کو عام کرنے کے لئے کئی مرتبہ دورہ تفسیر القرآن اور خطابات کیلئے بلوچستان تشریف لے گئے۔ آپ کے دورہ تفسیر القرآن میں سینکڑوں علماء وطلباء نے شرکت کی۔ جو لوگ اسلام اور صراط مستقیم سے کوسوں دور بھٹک رہے تھے جب آپ کے درس قرآن میں آئے تو فی الفور ھدایت پا گئے۔ آپ کو ہر سال دربار حضرت پیر پہلوان علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس مبارک پر خصوصی خطاب کے لئے مدعو کیا جاتا تھا جس میں آپ کئی کئی گھنٹے خطاب فرماتے۔ اس کے علاوہ بھی بلوچستان کے مختلف اضلاع میں درس قرآن اور درس حدیث دیتے۔

مندرجہ ذیل مدارس میں آپ نے دورہ تفسیر القرآن پڑھائے:

☆ جامعہ اسلامیہ انوار باہو ضلع ڈاڈر

☆ جامعہ فاروقیہ غوثیہ حاجی شہر ضلع کچھی

☆ جامعہ اسلامیہ نوریہ منوجان کوئٹہ

بلوچستان کے مشاہیر تلامذہ

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد صاحب دامت برکاتھم العالیہ

☆ حضرت علامہ مولانا محمد وارث صاحب خضدار مدظلہ

☆ حضرت علامہ مولانا افتخار احمد حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

☆حضرت علامہ مولانا محمد قاسم ساسولی صاحب مدظلہ

☆حضرت علامہ مولانا علی نواز قادری اویسی صاحب مدظلہ

☆حضرت علامہ مولانا غلام فاروق قادری اویسی صاحب مدظلہ

☆حضرت علامہ مولانا غوث بخش حبیبی صاحب مدظلہ

☆حضرت علامہ مولانا غلام شبیر حبیبی صاحب مدظلہ

بیرون ممالک میں مشاہیر تلامذہ

☆حضرت علامہ مولانا عبدالواحد صاحب مدظلہ (مدینہ منورہ)

☆حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن سندھی صاحب مدظلہ (مدینہ منورہ)

☆حضرت علامہ مولانا قاری طیب نقشبندی صاحب مدظلہ (انگلینڈ)

☆حضرت علامہ مولانا قاری عبدالکریم نقشبندی صاحب مدظلہ (انگلینڈ)

☆حضرت علامہ مولانا محمد ریاض صاحب مدظلہ (امریکہ)

☆حضرت علامہ مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ (امریکہ)

باب3

حضرت علامہ فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیفی خدمات

علامہ فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہٗ نہ صرف ایک شخصیت کا نام ہے بلکہ تاریخ کا ایک باب بھی ہے آپ ایک علمی شخصیت تھے جس کو سورج یا سمندر سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جن کا کنارہ یا ساحل نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی تعلیم حاصل کرنے، تعلیم دینے اور شریعت محمدی ﷺ کی پیروی میں گزاری۔ آپ کو علم سے بہت پیار تھا آپ اپنے وقت کے عظیم سکالر تھے آپ ایک قابل علمی شخصیت تھے جب کبھی کسی موضوع پر گفتگو فرماتے تو محققانہ دلائل سے موضوع کو واضح فرما دیتے۔ آپ کی شخصیت عام لوگوں کے لئے عظیم نعمت تھی قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ، لٹریچر اور منطق وفلسفہ میں آپ کی شخصیت ناقابلِ موازنہ تھی آپ کا خطاب علم، تحقیق اور حکمت سے مکمل ہوتا تھا آپ انتہائی پیچیدہ مسائل کو نہایت ہی آسان اور سادہ طریقے سے حل فرماتے تھے۔

آپ کی تصانیف طرح طرح کے علوم سے تعلق رکھتی ہیں جن میں قرآن وتفسیر، حدیث، فقہ، سیرت وسوانح، تصوف، تاریخ ورجال، توقیت و فرائض، فلسفہ ومنطق، سیاسیات ومعاشیات، تہذیب وتمدن، زبان وادب، تنقید وتقابل، تعویذ وتکسیر، سائنس وحساب، سفرنامے، شروح وحواشی وغیرہم شامل ہیں۔ تصنیف کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ نہایت ہی مشکل کام ہے۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو چند ہی ہستیاں ایسی نظر آتی ہیں جن کی عمر کو دیکھا جائے اور تصنیفی خدمات کو دیکھا جائے تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ اتنی مختصر سی زندگی میں اتنا بڑا تصنیفی کام کیسے سرانجام دیا۔ حضرت امام جلاالدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ایک دن میں تین ضخیم رسالے تصنیف وتالیف کرتے تھے آپ کے بعد امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ ہے جو کہ تدریس وتقریر کے علاوہ تصنیفی میدان میں بھی شہسوار نظر آتی ہے جنہوں نے ایک ہزار سے زائد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے فیض سے مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ان مقتدر بلند پایہ اور یگانہ روزگار شخصیت میں سے ہیں جن کے فکر وفن، علم وحکمت اور عشق ومحبت کے پُرشوق تذکروں سے عرب وعجم کا چپہ چپہ گونج رہا ہے۔ مختصر سے عرصہ میں آپ نے جو کارہائے گراں مایہ انجام دیئے ہیں اس حیرت انگیز روئیداد سے اہل علم وخرد کا ایک عالم محوحیرت ہے۔ آپ کے پُرشوکت سرمایہ قرطاس وقلم اور عشق مصطفےٰ ﷺ پر تحقیقات وایجادات کی بلندیوں کے روبرو مشرق ومغرب کے کسی معاصر محقق کو کھڑا کرنا تو دور کی بات ہے صدیوں کے دامن پر پھیلی ہوئی منظّم اور ہنگامہ خیز تحریکوں کے نتائج بھی انکے ہم پلہ اور ہم وزن نظر نہیں آتے۔ آپ کی تدریس وتصنیف کا مرکزی نقطہ نظر اور بنیادی نصب العین عظمت توحید اور ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ تھا۔ اسی کے گرد آپ کا پورا کاروان فکر وعمل دائر نظر آتا ہے آپ جب لکھنے بیٹھتے تھے تو آپ کی قلم کی نوک سے مضامین کا طوفان امنڈنے لگتا تھا اور بغیر کسی وقفہ کے آپ کا قلم مسلسل حرکت میں رہتا تھا۔ آپ کے تبحر علمی اور وسعتِ مطالعہ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مختلف علوم وفنون پر آپ کی تصنیفات کم اور کیف دونوں اعتبار سے محیر العقول اور عجوبہ روزگار تھے

علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد معانی، تصوف، میراث، ادب مناظرہ، لغت، بدیع، بیان، فلسفہ، منطق، صرف، نحو، تاریخ، رسم المفتی اور سائنس کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی قلم اٹھایا کوئی ایسا موضوع نہیں ہے جس پر آپ کی تصنیف نہ ہو مگر افسوس کہ لوگوں کی بے حسی کی وجہ سے آپ کے قیمتی نوادرات مسودوں کی شکل میں الماریوں کی زینت بنے ہوئے ہیں یا پھر دیمک کی نظر ہو رہے ہیں آپ کی ابھی اکثر تصانیف غیر مطبوعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخیرّ حضرات کو دائمی صدقہ جاریہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کی صرف مطبوعہ کتب کا مختصر تعارف

پیش کیا جائے تو ایک بہت بڑا مقالہ تیار ہوسکتا ہے اور غیر مطبوعہ کے ساتھ تو ایک دفتر تیار ہوسکتا ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی تبحر علمی

مولانا فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ ایک ایسی شخصیت سے عبارت ہیں جو کہ اپنی ذات یکتا میں پوری جماعت کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ عقل اِن کی ذات میں حیرانگی کے عالم میں گم ہے کہ کس طرح ایک شخص اس قدر اوصاف اپنائے ہوئے تھا۔ جسے ہمہ وقت جدید وقدیم علوم وفنونِ اسلامیہ پیش نظر تھے اور ان علوم وفنون میں کمال ودسترس کا یہ عالم تھا کہ ان تمام ہی علوم وفنون میں کوئی نہ کوئی کتاب لکھی ہے فقط اگر کوئی مصنف کسی ایک علم وفن پر کوئی کتاب یا رسالہ لکھتا ہے تو وہ خود کو قابل ستائش گردانتا ہے اور فخر محسوس کرتا ہے مگر مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی کیفیات ہی کچھ اور تھیں کہ تمام ہی علوم وفنون پر خامہ فرسائی کرنے اور صحائف ابیض کو اپنے قلم سے مزین کرنے کے باوجود بھی عاجزی وانکساری کی انتہاؤں میں جا کر اپنی ذات کی ہمیشہ نفی فرماتے تھے۔ موجودہ دور میں اگر کوئی شخص چند کتابوں کا مصنف ہو تو اُسے مصنفِ اعظم کہا جاتا ہے اب اگر یہی معیار ہے کہ مخصوص کتب کے مصنف کو مصنفِ اعظم کہا جائے تو میرا قلم یہاں حیران ہے کہ میں فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کو جو کہ 5000 (پانچ ہزار) سے زائد کتب کے مصنف تھے ان کو کس لقب سے پکاروں ؛ یہاں تو القابات بھی بہت چھوٹے نظر آرہے ہیں مگر بفضل خدا آپ کی ذات اُن سے کہیں بلند وبالا ہے کیونکہ آپ نے یہ کام شہرت ولقب پانے کے لئے نہیں کیا بلکہ خدا اور رسول ﷺ کو راضی کرنے کے لئے کیا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلوص ومحبت اور کمالِ عاجزی کی برکت سے آپ کو وہ کمال و نام عطا فرمایا جس کی مثال نہیں ملتی۔

علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے درج ذیل علوم وفنون پر تصانیف مرتب کی ہیں۔

علمِ تفسیر	علمِ اُصول تفسیر	علمِ حدیث	علمِ اُصول حدیث
علمِ فقہ	علمِ اُصول فقہ	علمِ میراث	علمِ تصوّف
علمِ منطق	علمِ فلسفہ	علمِ بلاغت	علمِ قرأت وتجوید
علمِ نجوم	علمِ صرف	علمِ نحو	علمِ تعبیر الرویاء
علمِ قیافہ	علمِ معانی	علمِ عروض	علمِ حیاتیات
علمِ لغت	علمِ مناظرہ	علمِ طب	علمِ عقائد وکلام
علم التاریخ	تراجم	شروح	اخلاق وآداب
عقائدِ اہل سنت	سائنس	فضائل ومناقب	اوراد ووظائف
سفرنامہ	فنِ تلخیص	ردقادیانیت	ردِآغاخانی
ردِتبلیغی جماعت	ردِشیعہ	ردعیسائیت ویہودیت	ردِوہابی ودیوبندی

اس فہرست میں صرف اُن ہی علوم وفنون اور موضوعات کو لیا گیا ہے جو کہ باقاعدہ کتابی صورت میں موجود ہیں اس کے علاوہ اور بھی موضوعات ہیں جو ابھی تک کتابی صورت میں موجود نہیں اگر اُنہیں بھی شمار کیا جائے تو ایک اندازے کے مطابق یہ تعداد تقریباً 50 سے متجاوز ہوگی۔

علم التفسیر

تفسیر کا لغوی معنی کشف اور ظاہر کرنا کے ہیں اس کے اصطلاحی معنی کی وضاحت میں علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں کہ واضح لفظوں کے ساتھ آیت کے معنی کو بیان کرنا، اس سے مسائل اخذ کرنا، اس کے متعلق احادیث وآثار بیان کرنا اور اس کا شانِ نزول بیان کرنا علم تفسیر کہلاتا ہے

علامہ ابوالحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق، ان کے مدلولات، ان کے مفرد اور مرکب

ہونے کے احکام، حالتِ ترکیب میں ان کے معانی اوران کے تتمات سے بحث کی جاتی ہے''

(علامہ ابوالحیان اندلسی، البحرالمحیط، جلد۱، صفحہ ۲۶)

اُصول تفسیر

علمِ اُصولِ تفسیر سے مراد ایسے قواعد کا جاننا ہے کہ جن کو پیشِ نظر رکھنے سے قرآن کے معانی مقصودہ کی تشریح اور احکامِ شرعیہ کو اخذ کیا جا سکے۔

تفسیر کے لئے علوم ضروریہ

قرآن حکیم علوم وفنون کا بحرِ بے کراں ہے جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے ہیں۔ پھر قرآن پاک کی تفسیر کرتے ہوئے ان انکشافات کو ظاہر کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں بلکہ اہل فن نے تفسیر کیلئے درج ذیل پندرہ علوم میں مہارت ضروری بتائی ہے۔

(۱) علم لغت (۲) علم النحو (۳) علم الصرف (۴) علم الاشتقاق (۵) علم معانی (۶) علم بیان (۷) علم بدیع (۸) علم قرات (۹) علم عقائد (۱۰) علم فقہ (۱۱) علم اصول فقہ (۱۲) علم اسباب نزول (۱۳) ناسخ ومنسوخ (۱۴) اُن احادیث کا جاننا نہایت ہی ضروری ہے جو قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر میں واقع ہوئی ہیں (۱۵) وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ کا عطیہ خاص ہے جو اپنے مخصوص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن ج2 ص864)

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ''قرآن مجید کی تفسیر میں علمِ لغت کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ علمِ لغت کے ذریعہ مفرداتِ قرآن کے خفی معنی معلوم ہوتے ہیں اور صرف ونحو کے قواعد کا علم بھی بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی حرکات اور اعراب کا علم ہوتا ہے اور یہ پتا چلتا ہے کہ فلاں اعراب اور حرکت کے لحاظ سے قرآن مجید کا کیا معنی ہے۔ اس کے علاوہ معانی، بیان اور بدیع کے علم کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے مقتضیِ حال کے اعتبار سے معانی، حقیقت، مجاز اور کنایات کے مختلف پیرایوں کے اعتبار سے قرآن کے معانی اور تحسینِ کلام کا علم ہوتا ہے اور علمِ حدیث بھی نہائت ضروری ہوتا ہے کہ اس سے اسبابِ نزول کا علم ہوتا ہے اور علمِ اُصولِ فقہ کی بھی بہت ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کے عام وخاص، مطلق، مقید اور امر ونہی کی دلالت کا علم ہوتا ہے اس کے علاوہ علمِ کلام بھی ضروری ہوتا ہے تا کہ بات کو دلائل سے واضح کیا جا سکے اور نبی کی صفات اور ان کے مقام کا علم ہو سکے۔ اور ان کے ساتھ علمِ قرأت کی بھی ضرورت ہوتی ہے تا کہ بعض قرأت کے بعض پر رائج ہونے کی وجہ معلوم ہو سکے۔ ایک مفسر میں مذکورہ بالا علوم میں مہارت تامہ کے ساتھ صحت عقیدہ، خواہشات نفسانی سے مبرا، اور رقت قلبی کا پایا جانا بھی نہایت ہی ضروری ہے۔ مذکورہ بالا علوم اور شرائط علامہ محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ نہ صرف عقائد صحیحہ کے امین تھے بلکہ آپ کی نگاہِ لطف وکرم سے ہزاروں انسان گمراہ عقیدہ چھوڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔

علم التفسیر اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

علمائے اسلام نے دینِ متین کی سربلندی وحفاظت کے لئے ہر طرح سے اپنی خدمات کو ہر دور میں فی سبیل اللہ پیش کر کے رہتی دنیا تک سرخروئی اور آخروی عزت کو پا لیا ہے۔ قرآن پاک کے مضامین کی تفسیر بلاشبہ ایک عظیم خدمتِ دینِ اسلام ہے تا کہ خلقِ خدا قرآن مجید کے مطالب ومفہوم سے آگاہ ہو سکے کیونکہ قرآن پاک کلامِ الٰہی ہے اور ہر کس وناکس اس کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا لہٰذا ہر زمانے میں ضرورتِ عوام کی مناسبت سے قرآن پاک کی بیشمار تفاسیر مرتب کی گئیں اور خلقِ خدا اُن سے فیضیاب ہوئی۔

قرآن پاک کی تفسیر اتنی ہی پرانی تاریخ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جس قدر خود قرآن پاک۔ اس لئے کہ جب سے قرآن پاک کا نزول

شروع ہوااس کے مطالب ومعانی کو وضاحت کی ضرورت پڑی اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کی باقی ذمہ داریوں کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں آپ ﷺ کو بحیثیت مفسر قرآن کے بھی بیان فرمایا ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو جس طرح قرآن پاک کے لفظ بتائے اُسی طرح قرآن پاک کے معانی بھی بتائے کیونکہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا: یعنی''کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جوان کی طرف اترا''(سورۃ النحل آیت نمبر ۴۴)۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ایک سورۃ کے حفظ کرنے میں ایک مدت لگ جایا کرتی تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورۃ بقرہ کے حفظ کرنے میں کئی سال لگ گئے تھے موطا امام مالک میں ہے کہ آٹھ سال لگ گئے تھے۔آٹھ سال اس وجہ سے لگے کہ یہ مبارک ہستیاں سورۃ کی تفسیر وتشریح بھی ساتھ پڑھا کرتی تھیں۔اور عہد نبوت میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی قرآن کے عین مطابق تھی مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ہر ارشاد اور ہر عمل قرآن پاک کی تفسیر وتشریح تھا۔اس لئے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ محض ایک بشر کی زندگی نہ تھی بلکہ دراصل وہ آیات قرآنیہ کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔قرآنی ہدایات وتعلیمات کے متشکل ہو جانے کا نام اسوۂ رسول ﷺ ہے اور اسوۂ رسول ﷺ کا دوسرا نام تفسیر قرآن ہے جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محققین ومفسرینِ قرآن نئے نئے علوم کا استخراج واستنباط کرتے گئے۔حضور اکرم ﷺ کے فیض وصحبت سے مطالعہ قرآن کیلئے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے طفیل اکابرامت کو جو نظر ملی وہ بے نظیر و بے مثال ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہر چیز کا ذکر قرآن میں ہے اور کوئی چیز جو قرآن میں رہ گئی وہ ابد تک رہ گئی۔

(امام جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن ج1،ص74)

آپ نے یہاں تک فرمایا,,اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پالوں گا،،

(امام جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج2،ص727)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔

(امام جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج2،ص750)

علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے عربی تفاسیر کا دوسو پچھتر سالہ ریکارڈ توڑا۔ برصغیر پاک وہند میں تفسیر مظہری کے بعد کوئی بھی عربی تفسیر منظر عام پر نہیں آئی اور اہل علم ایک ایسی تفسیر کیلئے بے قرار تھے جس میں سابقہ تفاسیر کا نچوڑ ہو اور بالخصوص ایسی تفسیر جس میں عشق رسول ﷺ کا جام چھلکتا ہوا نظر آئے تو علامہ اویسی صاحب نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے قلم اٹھایا اور دس جلدوں میں عربی تفسیر بنام,,فضل المنان فی تفسیر آیات القرآن،،لکھ کر اہل اسلام پر احسانِ عظیم فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے''**ذالک فضل اللہ یوءتیہ من یشا**''(سورۃ المائدۃ، آیت نمبر ۵۴) کے تحت آپ کی محنت کو نہ صرف پاکستان بلکہ عرب ممالک میں بھی عام کر دیا۔

علامہ اُویسی صاحب نے اس عظیم خدمتِ دین سے فیضیابی کے لئے علمِ تفسیر واُصولِ تفسیر پر درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں اس موضوع پر نہ صرف آپ نے رسائل لکھے بلکہ باقاعدہ ۱۵ مجلدات پر مشتمل اپنی''تفسیرِ اُویسی''،لکھی اس کے علاوہ''روح البیان'' کا اُردو ترجمہ بنام''فیوض الرحمٰن'' ۳۰ جلدوں میں تحریر کیا۔مختصراً اس دور میں شاید ہی کسی نے علمِ تفسیر کی اس قدر خدمت کی ہو جتنی کہ علامہ اُویسی علیہ الرحمہ نے کی ہے۔

علامہ اُویسی علیہ الرحمہ کی تفسیر پر کتب

فیوض الرحمٰن ترجمہ اُردو روح البیان	(۳۰ جلدیں)	فضل المنان فی تفسیر القرآن (عربی)	(۱۵ جلدیں)
تفسیرِ اُویسی (اُردو)	(۱۵ جلدیں)	فیض الرسول فی اسبابِ النزول	(۱۰ جلدیں)
احسن البیان فی اُصول تفسیر القرآن	(۳ جلدیں)	تفسیر بالرائے	(۳ جلدیں)

الھلالین ترجمہ وشرح اُردو جلالین (۵جلدیں)
فیضِ القدیر فی اُصول التفسیر
القول الراسخ فی معرفۃ المنسوخ والناسخ
احسن الثور فی روابط الآیات والسور
فتح المغلقات فی شرح المقطعات
خیر الخلاص تفسیر سورہ اخلاص
ازالۃ المشتبہات فی آیات المتشابہات
تفسیر انک لاتہدی
تفسیر سورہ فاتحہ
تفسیر ورفعنا لک ذکرک
اعجاز القرآن
الاسعاف فی تفاسیر الاحناف
فیض القرآن فی ترجمۃ القرآن
احسن التقاریر فی تفاسیر دورۃ التفسیر
احسن الثور فی روابط الاسماء والسور
نور الایمان فی ان جمیع العلم فی القرآن
تاریخ تفسیر القرآن
فیض القرآن فی تفسیر آیات القرآن

علمِ حدیث

حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال کو حدیث کہتے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں حدیث کے تحت ہر وہ چیز داخل ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہوخواہ اقوال وافعال اوراحوال ہوں یا تقریرات وصفات ہوں بلکہ بعض محدثین نے تو صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال کو بھی حدیث میں داخل مانا ہے۔

علامہ عینی ’’شرح بخاری عمدۃ القاری‘‘ میں علمِ حدیث کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ علمِ حدیث وہ علم ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ کے اقوالِ طیبہ، افعالِ مبارکہ اوراحوالِ حسنہ معلوم ہوں۔

(علامہ عینی، شرح بخاری عمدۃ القاری)

علمِ اُصولِ حدیث

اس سے مراد وہ علم ہے جس میں صفاتِ رجال اور صیغِ ادا کی حیثیت سے احادیثِ نبویہ کی صحت وضعف اور قبول وعدم قبول کے بارے میں بحث ہو۔ باالفاظ دیگر اُصولِ حدیث ان قواعد کے جاننے کو کہتے ہیں کہ جن کے ذریعے سے ردوقبول کے اعتبار سے راوی ومروی کا حال معلوم ہو۔

علم حدیث کی اہمیت

اسلام میں کلام اللہ (قرآن پاک) کے بعد کلام رسول ﷺ (حدیث پاک) کا درجہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اقوال واحوال اور آپ ﷺ کے شب وروز کے معمولات ہی مسلمانوں کیلئے سرچشمہء ہدایت ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے ایک ایک ورق کو حفظ کیا۔ خلوت وجلوت، سفر وحضر اورنجی حالات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک حضور ﷺ کی زندگی کا کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے کہ جس کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے محفوظ نہ کیا ہو وہ حضور ﷺ کی احادیث کا تذکرہ کرتے اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک انہیں محفوظ رکھتے ان کے بعد تابعین کرام اور انکے متبعین نے حفظ اور کتابت کے اس عمل کو جاری رکھا یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور ابواب وکتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ یوں ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی جامع سیرت اور دین کی مکمل تصویر پہنچانے کا اہتمام فرمایا۔

اکابر علماء ملت اوراسانید شریعت نے علم حدیث کی تحصیل کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ انہوں نے بارہا مرتبہ صرف ایک حدیث کی خاطر سینکڑوں میل کا سفر کیا طلب حدیث میں کوئی چیز ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ انہوں نے احادیث کو اپنے سینوں میں اور پھر نوشتوں میں محفوظ

کیا، ناقلین حدیث کو پرکھنے کیلئے علم رجال ایجاد کیا اور اس میدان میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے، مگر حدیث کے ان عظیم کارناموں کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم کو یہ معلوم ہو کہ علم حدیث کی دین میں کیا اہمیت ہے اور اگر امت کے پاس آج احادیث مبارکہ کا یہ سرمایہ نہ ہوتا تو دین کی کیا شکل وصورت ہوتی۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انسانی معیشت کے اصول اور مبادی اجمالاً بیان فرمائے جن کی تعبیر وتشریح بغیر احادیث نبویہ کے ممکن نہیں۔ نیز احکام کی عملی صورت بیان کرنے کیلئے اسوۂ رسول ﷺ کی ضرورت ہے۔ احادیث رسول ﷺ ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، تیمّم، حج اور عمرہ یہ محض الفاظ ہیں لغت عربی ان الفاظ کے وہ معانی نہیں بتاتی جو شرع میں مطلوب ہیں پس اگر احادیث رسول ﷺ موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن پاک کے معانی شرعیہ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔

علمِ حدیث اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

محدثین نے کتب احادیث کو مدون کر کے بلاشبہ ایک گراں قدر کارنامہ سرانجام دیا اور اسکے ساتھ مختلف زبانوں میں کتب حدیث کی شروحات اور تراجم منظر عام پر لائے اور ہر ایک شارح اور مترجم نے جو کچھ لکھا اپنے علم کے مطابق لکھا۔ شارحین اور مترجمین میں حضرت مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا مقام نمایاں حیثیت کا حامل ہے آپ بحیثیت محدث بہت بلند مقام پر نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے آپ والہانہ محبت کرتے تھے اور درس حدیث کے دوران جوانداز سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج سے تیرہ سو سال قبل اپناتے تھے یعنی عمدہ لباس، اعلیٰ جبہ و دستار، بہترین قسم کی خوشبو لگا کر دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر بالکل اسی طرح آپ کا اندازِ درس حدیث ہوتا تھا کہ جب حدیث کا سبق شروع ہو جاتا تھا تو پھر چاہے کوئی امیر آئے یا غریب، کوئی پیغام لے کر آئے یا کوئی خبر کسی کو طاقت نہیں ہوتی تھی کہ دوران سبق دخل اندازی کرے۔

حضرت اویسی علیہ الرحمہ حدیث فہمی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے کیونکہ حدیث کا فیض امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے سینہ بسینہ مولانا سردار احمد قادری علیہ الرحمۃ (فیصل آباد) کے واسطہ سے آپ تک پہنچا تفسیر روح البیان کا ترجمہ اور عربی تفسیر قرآن،، فضل المنان فی تفسیر آیات القرآن ،، کی سعادت حاصل کرنے کے بعد علامہ اویسی خود فرماتے تھے کہ دلی آرزو تھی کہ خدمت قرآن کی طرح خدمت حدیث کی بھی سعادت حاصل ہو جائے۔ اگر چہ عمر کے ایسے حصہ میں پہنچا ہوں کہ شاید اسے مکمل نہ کر سکوں لیکن وہ کریم ذات ضرور پایہ تکمیل تک پہنچائے گی۔ اگر چہ حدیث پاک کی خدمت کے بے شمار شعبے تھے مگر آپ نے بخاری شریف کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا اگر چہ بخاری شریف کی پہلے بے شمار شروحات تھیں مگر ہر دور کے مسائل اور فتنے مختلف ہوتے ہیں اس لئے آپ نے ایسے خوبصورت انداز میں شرح لکھی کہ جس سے عالم بھی مستفیض ہوتا ہے، طالب علم بھی، خطیب بھی، امام بھی، عصری علوم والا بھی مستفیض ہوتا ہے تو ایک عام آدمی بھی مستفیض ہوتا ہے الغرض آپ نے ہر لحاظ سے ایک جامع شرح لکھی۔ آپ نے شرح کا نام،، الفیض الجاری فی شرح صحیح البخاری،، تجویز کیا۔ اس شرح کی خاص بات یہ ہے کہ شرح کے شروع میں سو (۱۰۰) صفحات کا ضخیم مقدمہ ہے جس میں حدیث کے ہر موضوع پر سیر حاصل مواد فراہم کیا گیا ہے اور یہ مقدمہ ہی اس شرح کی جان ہے۔ یہ شرح دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد تقریباً سات سو (۷۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ حدیث واُصول حدیث پر کتب

الفیض الجاری شرح جامع صحیح بخاری	(۱۰ جلدیں)	انوار المغنی شرح سنن دار قطنی	(۱۰ جلدیں)
الاحادیث السنیہ فی الفتاوی الرضویہ	(۱۰ جلدیں)	شرح سنن دارمی	(۸ جلدیں)

شرح جامع ترمذی شریف	(۵جلدیں)	شرح صحیح مسلم شریف	(۱۰جلدیں)
اللمعات شرح مشکٰوۃ	(۵جلدیں)	الاحادیث الموضوعۃ	(۵جلدیں)
اصطلاحات علم الحدیث		تعلیقات علی المشکوۃ شریف	
الحدیث الضعیف		شرح شعب الایمان	
شرح اربعین نووی		اصطلاحات الروایات	

علمِ فقہ

فقہ کے لغوی معنی کسی چیز کو جاننا ہے پھر یہ علم شریعت کے ساتھ خاص ہو گیا۔ اصطلاحِ اہلِ شرح میں فقہ کی مشہور تعریف یہ ہے کہ فقہ احکامِ شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو کہ احکام کی ادلہ تفصیلیہ سے حاصل ہو۔ احکامِ فروعی وہ ہیں جن کا تعلق عمل سے ہوتا ہے اور احکامِ اصلی وہ ہیں جن کا تعلق اعتقاد سے ہوتا ہے۔ احکام کی ادلہ مفصلہ چار(۴) ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع، قیاس۔

علمِ فقہ کی اہمیت

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ'' اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے'' نیز ارشاد فرمایا کہ ''ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے'' کیونکہ عابد کی عبادت بلا بصیرت ہوتی ہے اس لئے شیطان پر بہت آسان ہے کہ اسے شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے گمراہ کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں دو قسم کے اصحاب تھے ایک وہ جو ہمہ وقت حفظِ حدیث اور روایتِ حدیث میں مشغول رہتے تھے اور دوسرے وہ جو نصوص میں غور و تفکر کر کے مسائل و احکام کے استنباط میں مصروف رہتے تھے۔

تمام مذاہبِ فقہ میں عروج و دوام صرف چار(۴) مذاہب کو حاصل ہوا ہے یعنی فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی اور فقہ حنبلی۔ اگر چہ اس کے علاوہ دیگر فقہی مذاہب بھی موجود تھے مگر مرورِ زمانہ کے سبب یا دیگر وجوہات کی بناء پر وہ رفتہ رفتہ ختم ہوتے چلے گئے لہٰذا اب ان چار(۴) مذاہب کے پیروکار پوری دنیا میں موجود ہیں(جب کہ اہلِ تشیع فقہ جعفریہ پر عمل پیرا ہیں)

علمِ فقہ اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

حضرت علامہ فیض احمد اُویسی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا وہیں علمِ فقہ کے میدان میں بھی یہ طولیٰ عطا فرمایا تھا۔ تحقیق و تدقیق کے علمی میدان میں آپ کے قلم گوہر رقم نے بے مثال خدمات سرانجام دیں ہیں۔ جدید و قدیم بے شمار مسائل پر آپ نے لاتعداد کتب اور رسائل لکھے ہیں۔ فقہ حنفی کے مسائل کی توضیح کا معاملہ ہوتا یا پھر کسی جدید مسئلے کا شرعی حکم بیان کرنا ہوتا تو علامہ اُویسی ہر علمی محاذ پر نہایت پُر اعتماد ہو کر دلائل و براہین اور کتبِ اکابرین و سلفِ صالحین کے حوالہ جات سے مسائل کو واضح کرتے تھے اور سائل و معترض کو نہایت متانت و سنجیدگی اور سادگی سے مسئلہ کا حل ذہن نشین کراتے تھے

علمِ فقہ میں سب سے اہم شعبہ فتویٰ نویسی کا ہے جس میں قدم قدم پر نہایت احتیاط سے چلنا پڑتا ہے۔ علامہ اُویسی صاحب نے علوم و فنونِ اسلامیہ کے ہر علمی میدان کی طرح یہاں پر بھی شاندار مثالیں قائم کیں ہیں۔ فتاویٰ جات کے حوالے سے آپ نے چھوٹے بڑے کئی کتب و رسائل تحریر کیے ہیں۔ دس ضخیم مجلدات میں آپ کا فتاویٰ اُویسیہ آپ کی فقاہت و ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے الغرض آپ نے سینکڑوں کتب علمِ فقہ کے حوالے سے تحریر کی ہیں ذیل میں چند کتب و رسائل کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

علامہ اویسی کی علمِ فقہ سے متعلق کتب

فتاویٰ اُویسیہ	شرح ہدایہ	شرح وقایہ
حاشیہ قدوری	اشد البلاء فی کتابۃ النساء	احکام المبسوق
تفریح الخاطر فی صلوٰۃ المسافر	ٹیسٹ ٹیوب بے بی	اسواء التعزیر فی احکام التصویر
بیمہ کی اسلامی حیثیت	الاقساط فی الحیلۃ والاسقاط	بیمہ کانعم البدل
التحقیق العجیب فی مشروعیۃ التثویب	تحقیق اوزان شرعیہ	برتھ کنٹرول
الفوائد الممتازہ فی تحقیق حمل الجنازہ	اکمل البیان فی ابحاث الاذان	اعضائے انسانی کی پیوندکاری
احسن القری فی تحقیق الجمعۃ فی القری	انتقالِ خون کا شرعی حکم	جراب پر مسح
اکل الصدقات والزکاۃ حرام علی السادات	کس پانی سے وضو جائز وناجائز کی تفصیل'	کارآمد مسلے
اصلاح الجھال فی النکاح فی الشھر الشوال	حلال وحرام جانور کی تفصیل	زکوٰۃ کے مسائل

علمِ اُصولِ فقہ

فقہا کرام کے ہاں علمِ اُصولِ فقہ سے مراد وہ اُصول ہیں جن پر فقہ کی بنیاد قائم ہو اسی لئے علامہ کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب التحریر'' میں علمِ اُصولِ فقہ کی تعریف یوں بیان کی ہے کہ'' اُصولِ فقہ اُن قواعد کا علم ہے جن سے تفصیلِ ادلہ کے ساتھ عملی احکام کے استنباط کی شاہراہ قائم ہو'' مثلاً علمِ اُصول یہ ثابت کرتا ہے کہ امر مقتضی وجوب ہوتا ہے اور نہی مقتضی تحریم پس جس وقت فقہیہ نماز یا زکوٰۃ کا حکم نکالنا چاہے کہ واجب ہے یا غیر واجب تو وہ آیت ''اور نماز قائم کرہ اور زکوٰۃ دو'' کو سامنے رکھے گا پھر اس اُصول کے پیش نظر حکم شرعی کا استنباط کرے گا۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی اُصولِ فقہ سے متعلق چند کتب

حقیقۃ الیاقوت شرح مسلّم الثبوت	شرح اُصولِ الشاشی	زینۃ القرطاس بالاجماع والقیاس
اجماعِ اُمت	سلب الطغویٰ عن عموم البلویٰ	اُصولِ فقہ
المقیاس فی ابحاث القیاس	اصل اباحت ہے	الامتیاز بین الحقیقۃ والمجاز
عرف عام یا عادت		

علم التاریخ

علم التاریخ کے لغوی معنی تاریخ نکالنا اور وقت کا بیان کرنا ہے۔ اصطلاحی معنی میں علمِ تاریخ اُس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے نبیوں، رسولوں، بادشاہوں، فاتحوں اور مشہور شخصیات کے حالات اور گذرے ہوئے مختلف زمانوں کے عظیم الشان واقعات ومراسم وغیرہ معلوم ہوسکیں اور جو کہ گذشتہ زمانہ کی معاشرت واخلاقی تمدن وغیرہ سے واقف ہونے کا ذریعہ بن سکیں۔ تاریخ کی مختلف تعریفات کے خلاصہ میں مختصراً یوں کہا جاسکتا ہے کہ جو حالات واخبار بقیدِ وقت لکھے جاتے ہیں اُن کو تاریخ کہتے ہیں۔

علمِ تاریخ کی اہمیت

علامہ ابنِ خلدون اپنے ''مقدمہ'' میں لکھتے ہیں کہ تاریخ ایک بلند مرتبہ شعبۂ علم اور کثیر الفوائد وخوش نتائج فن ہے کیونکہ وہ ہم کو انبیاء کرام کی پاک سیرتوں، سابقہ اُمتوں کے اخلاقی حالات اور سلاطین کی حکومتوں اور اُن کی سیاستوں سے روشناس کرتا ہے تا کہ جو شخص دینی ودنیوی معاملات میں

اُن میں سے کسی کی بھی پیروی کرنا چاہے تو اُس کا دامن فائدہ سے خالی نہ رہے۔اویسی صاحب علیہ الرحمہ نے علم التاریخ اور سانح پر کثیر علمی لٹریچر چھوڑا ہے۔

علامہ اویسی کی تاریخ وسوانح پر چند کتب

سوانحِ حیات اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
سوانحِ حیات امام جلال الدین سیوطی
سوانح حضرت احمد کبیر رفاعی
ثانی سیرتِ امام مالک
سیرتِ امام اعظم ابوحنیفہ
دراز تاریخِ کربلا
حالات سیدنا سلطان بالا دین اُویسی
اماطۃ الاذی عن نسب غوث الوریٰ
سوانح خواجہ اویس قرنی وخواجہ عبدالخالق اویسی
سوانحِ حیات حضرت عبداللہ بن مسعود
سوانحِ حضرت سلطان باہو
ذکر اُویس قرنی
سیرتِ حضرت سیدنا بلال حبشی
سیرت غوثِ اعظم
خلافتِ بنوعباسیہ کے خدوخال
تذکرۂ علمائے اہلسنت (۲ جلدیں)
سوانحِ حیات حضرت سلمان فارسی
آزر چچا تھا یا باپ؟
حالاتِ ابوہریرہ
سوانحِ حیاتِ حضرت مجددالف
سیرت امام شافعی
سیرتِ حضرت سیدنا گیسو
تاریخِ خلافتِ بنواُمیہ
ذکر خواجہ محکم الدین سیرانی
سیرت سیدنا ابوذرغفاری

علمِ منطق

منطق کے لغوی معنی بولنا اور گفتگو کرنا ہے۔علامہ سید جرجانی لکھتے ہیں کہ'' علمِ منطق ایک ایسا علمی وقانونی آلہ ہے جس کی رعایت ذہن کو خطا فی الفکر سے بچاتی ہے''۔

علامہ اویسی کی علمِ منطق سے متعلق چند کتب

سرِ المکتوم ترجمہ وشرح سلم العلوم
قواعدِ منطق
ترجمہ وشرح ایساغوجی
فیضِ الحبیب ترجمہ وشرح تہذیب
ترجمہ وشرح میر قطبی
تعلیمِ المنطق
ترجمہ وشرح مرقاۃ
نقشہ قواعدِ منطق

علم المناظرہ

مناظرہ کے لغوی معنی بحث کرنا ہے۔ (المنجد،ص ۱۰۲۷)

دو چیزوں کے درمیان نسبت میں دو جھگڑنے والوں کا درست بات کیلئے متوجہ ہونا مناظرہ کہلاتا ہے۔ (مناظرہ رشیدیہ،۹)

علم مناظرہ اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

حق و باطل کی کشمکش ہمیشہ سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔سہولت پسند طبیعتیں اور شمع محفل بننے کی خواہش رکھنے والے حضرات کہتے ہیں کہ سب حق پر ہیں جتنے بھی فرقے ہیں اصولی طور پر ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے ہاں بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہے جن کی حیثیت تعبیر کے اختلاف سے زیادہ نہیں ہے۔لیکن ہر دور میں ایسے مردانِ حق کی کمی نہیں رہی جو کسی ترغیب اور تحریص کا شکار ہوئے بغیر برملا باطل کی سرکوبی اور حق کی حمایت کرتے رہے ہیں۔

ایسے مردانِ حق میں سے حضرت اویسی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی بھی تھی ہر میدان میں عظمت وناموس رسالت ﷺ کا علم اور اسلام کی حقانیت اور عظمت کا پرچم بلند فرماتے تھے آپ کی آمد کی خبر اور نعرہ حق کی گونج سے دشمنانِ دین وکفار ومرتدین کے بڑے بڑے مایہ ناز علماء اور مناظرین کے دل ہل

جاتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ علامہ اویسی علیہ الرحمہ اسلام کے بے باک مبلغ تھے کلمہ حق کی اشاعت کے لئے آپ کی پوری زندگی وقف تھی۔حق بات کہنے سے کوئی طاقت آپ کو روک نہیں سکی۔ جب بھی زمانہ کے کسی بڑے سے بڑے مناظر نے پاکستان کے کسی بھی گوشے سے اہلسنت کو للکارا تو اویسی علیہ الرحمہ دین متین کے ایک محافظ ہونے کی حیثیت سے معرکہ آراء ہو جاتے تھے۔کوئی مناظر ایسا نہیں تھا جو آپ کے مقابلے میں عاجز نہ آ گیا ہو۔میدانِ مناظرہ میں آپ کی شہسواری اور مہارت تامہ کے باعث اہل اسلام کو عظیم فتوحات حاصل ہوئیں۔آپ کے ہاتھوں میں عزم وہمت اور استقلال واستقامت کی لکیریں تھیں۔آپ کے قدم ہمیشہ حق کی حمایت کے جذبے سے اٹھتے تھے آپ کا نام سن کر مناظر مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔

علامہ اویسی کی علمِ مناظرہ سے متعلق چند کتب

شرح مناظرۂ رشیدیہ	علم المناظرہ	مناظرۂ علمِ غیب
مناظرۂ حاضروناظر	اقلاع الفتن بمناظرہ اہل سنن	شکست فاش مناظرہ
مناظرۂ سٹھ میل	مناظرۂ لوس ملتان	مناظرۂ اُویسی بہ عیسائی
مناظرۂ لالہ موسیٰ	مناظرۂ جھوک وینس	مناظرۂ لودھراں
روائیداد مناظرۂ غازی پورہ	مناظرے ہی مناظرے	غیر منقوط

علم الصرف

علمِ صرف وہ علم ہے جس سے کلموں کی ساخت اوران کو تبدیل کرنے کے قواعد معلوم ہوتے ہیں

علامہ اویسی کی علم الصرف سے متعلق چند کتب

النجاح ترجمہ وشرح مراح الارواح	ترجمہ وشرح ابیاتِ الصرف	ابواب الصرف مع قوانین
فضلِ الٰہی شرح صرفِ بہائی	نقشہ قواعد الصرف	ہدیۃ الطلبہ عرف مشکل صیغے
صرفِ اُویسی	فیضِ الکبیر ترجمہ وشرح صرفِ میر	فیاضی شرح زرادی

علم النحو

علم النحو سے مراد وہ علم ہے جس میں اواخر کلمات موضوعہ کے احوال اعراب وبنا اور ترکیب وافراد سے بحث کی جائے اسے علم الاعراب بھی کہتے ہیں۔

صاحبِ مفتاح السعادۃ لکھتے ہیں کہ علم النحو کا حاصل کرنا فرضِ کفایہ میں سے ہے کیونکہ جس طرح سے دیگر علوم کتاب وسنت سے استدلال کا ذریعہ بنتے ہیں اسی طرح اس سے بھی استدلال کی ضرورت پیش آتی ہے اس کے بغیر کتاب وسنت سے درست معرفت حاصل نہ ہوگی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''علمِ نحو کو اسی طرح حاصل کرو جیسے کہ تم فرائض وسنن کو سیکھتے ہو''۔

علامہ اویسی کی علم النحو سے متعلق چند کتب

التوضیح الکامل ترجمہ وشرح شرح مائۃ عامل	احسن الحدیث فی بیان التذکیر والتانیث
التحائف السنیہ فی التراکیب النحویہ	الفیض الکبیر ترجمہ وشرح نحو میر
تنشیط الاذہان فی اذا تنازع الفعلان	نعم الحامی شرح شرح جامی
شرح وترجمہ ہدایۃ النحو	ترجمہ وشرح ابیات النحو
اُویسیہ فی علم النحو	ترجمہ وشرح کافیہ

اسلامی طب

مسلمانوں کے عروج کے زمانہ میں طِب کو بہت ترقی ہوئی۔ مسلمانوں نے طِب کے تمام سرمایہ کو عربی میں منتقل کیا اور اس میں بہت کچھ اضافہ اور اصطلاح و ترمیم بھی کی۔ دمشق میں مسیحی اور یہودی اُستادوں کی مدد سے یونانی طِب کی تعلیم میں پوری کوشش کی گئی۔ بغداد میں خلیفہ ہارون رشید کی سرپرستی میں ایک بڑا دارالحکمت بنایا گیا جو مدّتوں تک اچھی حالت میں رہا وہاں اکثر یونانی اور طبی کتب کے علاوہ چند ہندی کتب کے بھی عربی میں تراجم ہوئے الغرض اس دور سے باقاعدہ طب کی کتابیں لکھیں گئیں اور تراجم کے ذریعے سے ایک بہت بڑا ذخیرہ اسلامی طب میں ضم ہو گیا۔

علم طب اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

سابقہ دور میں علماء کرام بڑے حکیم ہوا کرتے تھے علم طِب باقاعدہ پڑھایا جاتا تھا علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ نے علم طِب کی باقاعدہ تعلیم اپنے آبائی گاؤں بستی حامد آباد میں حضرت حکیم اللہ بخش صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ ان سے حکمت کی بہت ساری کتب مثلاً میزان الطب، طِب اکبر سدیدی نفیسی اور قانچہ سبقاً پڑھیں اور طبی حوالہ سے بہت کچھ عملاً سیکھا لیکن مذہبی، دینی، اسلامی، تدریسی اور تصنیفی مصروفیات کی بنا پر آپ باقاعدہ مطب تو قائم نہ فرما سکے کہ جہاں ادویہ بنائی جاتی ہوں۔ آپ اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے علم الابدان بھی مکمل پڑھ ڈالا لیکن رہا بے عمل حکیم؛ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ علم الادیان کی مصروفیت سے علم الابدان پر عمل کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا البتہ اس علم سے کلی طور بے خبر بھی نہ رہا کتبِ طِب کا مطالعہ بھی جاری رکھا اور اس کے دلچسپ مضامین اپنے بیاض میں جمع کرتا چنانچہ اس فن میں بھی آپ نے متعدد کتب و رسائل تیار کر لئے۔

(طبی مجربات اُویسی، صفحہ ۵، مطبوعہ کراچی)

علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں کہ ایک حکیم صاحب کو آپ نے تپ دق تپ مورکہ کے علاج کے لیے ایک نسخہ بتایا تو وہ حیران ہو گئے کہ مولوی ہو کر ایسا نسخہ کہاں سے پایا آپ نے کہا کہ میں نے طب کا مکمل کورس پڑھا ہے طِب کی مستند کتب حکیم اللہ بخش صاحب تھلوی علیہ الرحمۃ سے سبقاً پڑھیں اور گاہے گاہے طب کی کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہتا ہوں اور یہ فن میں نے کسی لالچ سے نہیں پڑھا بلکہ شوقیہ طور پر پڑھا وہ بھی جملہ علوم اسلامیہ کی فراغت کے بعد۔ حکیم اللہ بخش صاحب کے پوتے اور نواسے آپ کے ہاں علوم اسلامیہ پڑھتے تھے اور ان کا دولت کدہ آپ کے مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر تھا انہوں نے شفقت کرتے ہوئے روزانہ تشریف لا کر طِب کا کورس مکمل کرایا ویسے پہلے بھی آپ پانچ جماعت اردو اور نظم فارسی تا بوستان ان سے پڑھ چکے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہمت کرتا تو انشاء اللہ چوٹی کے اطباء میں شمار ہوتا لیکن آپ کو اس سے دلچسپی نہ ہوئی کیونکہ مروی ہے کہ علم دو ہیں ایک ''علم البدان'' اور ایک ''علم الاسلام'' علوم میں ''علم الاسلام'' بہتر ہے اس لیے فرمایا کرتے تھے کہ میں بے عمل حکیم ہوں لیکن علم الاسلام کی خدمت میں ہر وقت کمربستہ ہوں۔

(نماز کے نقد فائدے، صفحہ ۲۰)

علامہ اویسی کے روحانی شفاء خانہ سے ہزاروں مریض صحت یاب ہوئے۔ البتہ اگر کوئی جسمانی مریض آ جاتا تو اس کے مزاج کے مطابق جڑی بوٹیوں سے نسخہ تجویز فرماتے۔ آپ اپنی بعض مجالس میں طبی نسخہ جات بھی ارشاد فرماتے تھے۔ آپ دماغی کام کرنے والے حضرات کے لیے بادام کے استعمال کا مشورہ دیتے تھے مقررین اور واعظین کو گلہ بیٹھنے سے بچاؤ کے لیے چند احتیاطی تدابیر فرماتے کہ تقریر کے شروع میں پانی پینے میں حرج نہیں درمیان میں پینے سے پرہیز کریں تقریر ختم کرنے کے بعد پیاس کی شدت تو ہوتی ہے مگر ٹھنڈا پانی پینا گلے کے لیے مضر ہے۔ دماغی خشکی کے لیے رات کو گائے کا دودھ اکسیر ہے مگر دودھ پی کر فوراً سو جانا مناسب نہیں چہل قدمی بہت ضروری ہے۔

علامہ اویسی کی علمِ طب سے متعلق چند کتب

اسلام اور طب   اکسیر الامراض   خارش اور اس کا علاج   کشکول اویسی

رسالہ بواسیر	ختنہ کی تحقیق اوراحکام	مفید الاجسام	پیاز کے فوائد ومسائل
پان کی شان	تمباکو کا استعمال	کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو	چھوتی بیماریاں
کھجور کی تحقیق واقسام بمع فوائد	طاعون	منشیات کا خاتمہ بمع اسباب وعلاج	چائے نوشی کے نقصانات
جوانی کی بربادی	گنج اور گنجہ	کھجور کے ساتھ افطار کے طبی فوائد	بیاض حکیم اللہ بخش
رسالہ آتشک	ٹوتھ پیسٹ اور مسواک	برتھ کنٹرول اور ضبط ولادت	طبی مجربات اویسی
شہد کے فضائل وفوائد	کدو شریف کے فضائل	ضرر الخلق فی الاستمناء والحلق	اسلامی ناشتہ
ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مسلمان	مرگی اوراس کا علاج	طب قارورہ	زبدۃ الحکمت
شراب کی حرمت اوراس کے نقصانات	مسواک کے فضائل ومسائل	بہترین ورزش	
بکری کی فضلیت اوراس کے گوشت کے فوائد	طویل العمر لوگ اور عمر بڑھانے کے اصول		

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ

آمد مصطفیٰ ﷺ نعمت کبریٰ ہے حصول نعمت پرخوشی کا اظہار کرنا امر خداوندی ہے ارشاد ہے "یعنی فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل ورحمت پرخوشیاں منائیں" اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ اُن میں اُنہی میں سے عظمت والا رسول بھیجا"

(آلِ عمران، آیت ۱۶۴)

جشنِ میلاد جو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں مسرت وشادمانی کا اظہار ہے اور یہ ایسا عمل مبارک ہے جس سے ابولہب جیسے کافر کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اگر ابولہب جیسے کافر کو میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں ہر پیر کو عذاب میں تخفیف مل سکتی ہے تو اس مومن مسلمان کی سعادت کا کیا کہنا جس کی زندگی میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانے میں بسر ہوتی ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے یومِ ولادت کی خوشی منائی اوراس کائنات میں اپنے وجود کے ظہور پر سپاس گزار ہوتے ہوئے ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ (مسلم شریف)

مخالفینِ اہلِ سنت نے جہاں دیگر فسادات کا دروازہ کھولا وہیں اس مبارک عمل کے خلاف خوب ہرزہ سرائی کی امت مسلمہ کو راہ راست سے بھٹکانے کی کوششیں کیں اور ہر طرح سے اس مبارک عمل سے باز رکھنے کے حربے استعمال کئے تاکہ لوگ اس سعادت سے محروم ہوں مگر اہل حق نے ہمیشہ ان کے مذموم عزائم کو خاک میں ملایا اور ملاتے رہیں گے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی میلاد النبی ﷺ کے متعلق چند کتب

علامہ اویسی قدس سرہٗ نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر نہایت مدلل ومحقق کتابیں لکھیں اور اہلِ اسلام کے قلوب کو فرحت وسکون کا سامان مہیا کیا۔ چند کتب ورسائل کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

غوث العباد فی ابحاث المیلاد	فضائلِ میلاد النبی	کحلِ البصر فی ولادۃ خیر البشر
تصانیف المیلاد	القول السداد فی بیان المیلاد	برکاتِ میلاد شریف
میلاد وقیام	محافلِ میلاد	فضائل شب میلاد
بارہ ربیع الاوّل کے جلوس کا ثبوت	محفلِ میلاد کے فضائل وبرکات	میلادِ مصطفیٰ

علمِ تصوّف

علامہ احمد بن مرزوق کے قول کے مطابق تصوف کی تقریبا دو ہزار تعریفیں ہیں۔ ''تصوف وہ علم ہے جس کی وجہ سے نفس کے حالات کو پہچانا جاتا ہے کہ نفس کی حالت محمود ہے یا مذموم؛ اگر مذموم ہے تو پھر نفس کو اس سے کیسے پاک کیا جائے گا مذموم (بری) حالت کو دور کرنے کے بعد اچھی صفت کے ساتھ متصف کر کے نفس کو صاف کرنا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کیسے کیا جا سکتا ہے اس طریقے کو پہچاننا؛ اس مجموعی کردار کو تصوف کہتے ہیں''

(الصوفیۃ والتصوف فی ضوء الکتاب والسنۃ، ص۱۳)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کا لفظ حدیث پاک میں بھی آیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو اہل تصوف کی آواز پر لبیک نہیں کہتا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا شمار غافلوں میں ہوتا ہے۔

(کشف المحجوب مترجم، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، ص ۸۳)

تصوف ایک ایسا باطنی خزانہ اور خاص روحانی طریقہ ہے جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہے۔ اسے ایسا صراط مستقیم بھی کہا جا سکتا ہے جس پر چلنے سے انسان ذات خداوندی کی معرفت وقربت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس نورانی علم کا موضوع ذات وصفات الٰہیہ کے عرفان کا حصول ہے جس کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اسی کا دوسرا نام طریقت ہے۔ مگر بعض نا آشنا لوگ کہتے ہیں کہ شریعت وطریقت میں زمین وآسمان کا تفاوت ہے۔ عالم اور صوفی کے عقائد ومحسوسات متضاد ہیں لیکن حقیقت میں یہ بات غلط ہے۔ اہل معرفت ببانگ دہل فرماتے ہیں شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں بلکہ احکام شریعت کی مخلصانہ تعمیل سے ہی سالک طریقت کے مقام تک پہنچتا ہے۔ اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی سے منور ہو کر عارف کامل بنتا ہے۔ (سورۃ الاحزاب ،آیت نمبر ۲۱) کا صحیح مصداق وہی ہو سکتا ہے جو شریعت وطریقت میں رسول اللہ ﷺ کے نقوش مبارکہ پر گامزن ہو۔ تصوف اخلاق فاضلہ، روحانی کمالات اور انسانیت کبریٰ کے حصول کا ایک بہترین مکتب ہے۔ اس مکتب سے سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد انسان صحیح معنوں میں خادم خلق اور حق شناس بن جاتا ہے عالم اور صوفی کی تفریق محض فرضی وخیالی ہے۔

علم تصوف اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

صوفیاء کرام اہل اسلام کے محسن ہیں دنیا کے بیشتر ممالک میں اسلام کے نور کی روشنی صوفیاء کرام نے پہچانے میں اہم کردار ادا کیا حضرت اویسی علیہ الرحمہ کے قلم نے بھی کمان بن کر کفر کے قلعوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا صوفیاء کرام پر کہیں سے بھی گستاخانہ آواز آئی تو علامہ اویسی نور اللہ مرقدہٗ کا لکھا ہوا رسالہ وہاں پہنچ گیا۔ آپ نے صوفیاء کرام کی لکھی ہوئی ضخیم عربی رفارسی کتب کے اردو تراجم کر کے دنیا میں اردو خواندہ حضرات کے لیے تصوف کو سمجھنا آسان بنا دیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصائل پر ہے یعنی صوفیا میں آٹھ خصلتوں کا پایا جانا ضروری ہے جن میں سخاوت، رضاء الٰہی، صبر، اشارہ، غربت، صوف کا لباس، سیر اور فقر شامل ہیں علامہ اویسی علیہ الرحمہ میں مذکورہ بالا آٹھ خصائل بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں سخاوت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو کبھی کسی سائل کو خالی نہیں لوٹاتے تھے کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے تھے۔ رضاء الٰہی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو کوئی کام ایسا نہیں جو رضائے الٰہی کے سوا ہو حتی کہ سینکڑوں میل دور خطاب کیلئے گئے اور خطاب کے بعد واپسی پر اگر نذرانہ نہ دیا تو ناراض نہیں ہوتے بلکہ دوبارہ بلانے پر بصد خوشی تشریف لے جاتے تھے۔ کسی بھی قسم کی پریشانی اور مصیبت کی صورت میں ہمیشہ صبر کا دامن تھامے ہوئے نظر آتے تھے۔ ۲۰۰۷ء میں ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن ہوا اُس وقت سے لے کر تادم مرگ صاحب فراش اور سخت تکلیف میں تھے مگر کبھی بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہر وقت رب کائنات کی رضا پر راضی رہے اسی طرح دیگر خصلتوں پر بھی عمل پیرا نظر آتے تھے۔ آپ علیہ الرحمہ خشک مزاج نہیں تھے بلکہ سوز عشق اور نفس سوختہ سے معمور ایک خوش طبع درویش صوفی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریروں میں ملانہ خشکی نہیں ملتی بلکہ صوفیانہ لطافت تیرتی ہوئی محسوس ہوتی تھی دل آزاری سے گریز، تنقید میں بھی شائستگی کا برتاؤ، سوقیانہ پن سے اجتناب، اخلاص کی خوشبو، ہمدردانہ جذبے اور غمگسارانہ لہجہ؛ یہ سب صوفیانہ خصائل ہی تو تھے جن کا رچاؤ ہر جگہ نظر آتا تھا لیکن عام صوفیانہ روش سے ہٹ کر خاص صوفیانہ مسائل پر بھی آپ نے خامہ فرمائی کی ہے۔ اسلام کی روح کا نام تصوف ہے رواں صدی میں جو شخصیات تصوف کے خلاف کفار کی سازش کے سامنے سینہ سپر ہوئیں اور تصوف کے متعلق امت مسلمہ کو علمی جواہر پارے عطا فرمائے ان میں حضرت اویسی علیہ الرحمہ کا نام درخشندہ و تابندہ ہے۔ آپ نے تصوف پر (۱۵۰) ایک سو پچاس سے زائد کتب ورسائل تصنیف فرمائے ہیں۔

انطاق المفہوم فی ترجمہ احیاء العلوم

احیاء العلوم حضرت امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی تصوف کی معروف تصنیف ہے جسے تصوف میں اتھارٹی کی حیثیت حاصل ہے۔ اہل علم حضرات نے کہا کہ علم تصوف میں اس کتاب کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے اس کے مطالعہ سے ہزاروں گم کشتہ راہ ہدایت پا رہے ہیں۔ اس کتاب میں امام غزالی علیہ الرحمہ نے تصوف کے حقائق کا انکشاف فرمایا اولیاء کرام اور صوفیاء عظام اس کتاب کو باقاعدہ منزل کی طرح اور دو وظائف میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ تصوف کے عظیم رہنما حضرت الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۲ھ) احیاء العلوم کو کعبہ معظّمہ کے سامنے بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ (شرح احیاء العلوم)

اسی طرح محدث زین الدین العراقی، امام عبدالغافر فارسی، حضرت شیخ علی، شارح مسلم امام نووی، شیخ عبداللہ گازرونی رحمھم اللہ وغیرہم احیاء العلوم کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ حضرت شیخ عبداللہ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ کو تو احیاء العلوم حفظ تھی۔ علامہ اویسی قدس سرہٗ نے اس بابرکت کتاب کا عشق رسول کریم ﷺ میں ڈوبا ہوا اردو ترجمہ انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم للغزالی ۴ جلدوں میں کر کے عاشقان مصطفی ﷺ کے لیے راحت کا سامان کیا۔ آپ نے پہلی جلد میں تصوف کے حوالہ سے ایک مقدمہ تحریر فرمایا۔ اور شبلی نعمانی کی طرف سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر کئے گئے اعتراضات کے مدلل ومحقق جوابات لکھے۔ اس کی چاروں جلدیں نہایت ہی خوبصورت انداز میں شبیر برادرز اردو بازار لاہور نے شائع کی ہیں۔

شاہراہِ ہدایت اردو ترجمہ وحاشیہ کیمیائے سعادت

کیمیائے سعادت امام محمد بن محمد الغزالی الشافعی (المتوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی زبان میں تصوف کی بے مثال تصنیف ہے۔ اہل معارفت کے لیے یقیناً کیمیاء ہے۔ علامہ اویسی نے اس کا اردو ترجمہ اور مفید حاشیہ بنام شاہراہ ہدایت کے نام سے تحریر فرمایا۔ اس کے ترجمہ کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کے جواب میں خود لکھتے ہیں کہ آپ کو سن شعور سے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے بزرگوں کے ساتھ ساتھ امام غزالی قدس سرہٗ سے عقیدت ومحبت سے وابستہ فرمادیا تھا۔ طالب علمی کے دوران کیمیائے سعادت (فارسی) خرید کر خوب مطالعہ کیا تعلیم سے فراغت کے بعد تدریس وتصنیف کے مشاغل کے انہماک سے کیمیائے سعادت کو اردو میں ڈھالنے کا ارادہ ہوا لیکن اس کے اردو تراجم پہلے سے موجود پا کر ارادہ ملتوی ہونے

کوتھا کہ تحصیل حاصل ہوگئی۔اس کے بعد آپ نے چند اردو تراجم کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان میں پرانی اردو سے دور حاضرہ کے قارئین کے لئے غیر مفید محسوس ہوئے۔ان تراجم میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ علیہ کی شافعیت کے مسائل فقہ کی نشاندہی تک نہ کر سکے۔آگے فرماتے ہیں کہ اس میں ترجمہ کے ساتھ مسائل حنفی وشافعی کا امتیاز نمایاں کیا ہے۔دور حاضرہ میں مختلف مذاہب پھیلے ہوئے ہیں جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے عقائد کے مطابق نہ تھے۔انہیں نمایاں کر کے لکھا گیا ہے۔

یہ کتاب چار ارکان پر منقسم ہے۔ہر رکن دس ابواب پر مشتمل ہے۔علامہ اویسی قدس سرہٗ نے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ بعض نے احیاء العلوم کو سطحی نظر سے دیکھ کر یہ کہہ دیا ہے کہ''کیمیاء سعادت''احیاء العلوم کا خلاصہ ہے یہ قطعی غلط ہے۔حاشیہ پر آپ نے تصوف کے اصلاحات کی بڑے محققانہ انداز سے وضاحت فرمائی تا کہ پڑھنے والا علم تصوف کو بھی سمجھتا جائے۔اس کتاب کی ضخامت ۸۸۰صفحات ہیں۔اس کی اشاعت محترم نجابت علی تارڑ نے زاویہ پبلشرز لاہور سے ۲۰۰۵ء میں کرائی۔

صدائے نوی شرح مثنوی معنوی

مولانا روم کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔آپ کو تصوف میں سلسلہ ملاشیہ مولویہ کا امام مانا جاتا ہے آپ حضرت شاہ شمس تبریز کے شاگرد ہیں آپ کی شہرت سلسلہ تصوف اور مثنوی کی وجہ سے دنیا بھر میں ہے آپ کی مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہا جاتا ہے علامہ اویسی نے آپ کی مثنوی کا ترجمہ و شرح کی ہے امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ) کی تصوف میں مقبول ترین تصنیف مثنوی مولوی ومعنوی جو اہل معارفت کے نزدیک شریعت وطریقت کے رموز واسرار کا بیش بہا خزانہ ہے۔جس کے متعلق علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی کے فضائل میں منظوم کلام لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ''مولانا روم کی مثنوی پہلوی زبان میں قرآن ہی تو ہے'' ۔علم تصوف کے حوالہ سے مثنوی کو جس قدر مقبولیت اور شہرت ملی فارسی کی کسی اور کتاب نہ مل سکی اس کی بے شمار شروحات لکھی گئیں۔اس کے چھ دفاتر کی بہترین شرح بنام صدائے نوی شرح مثنوی معنوی ۲۵ جلدوں میں علامہ اویسی قدس سرہٗ نے تحریر فرمائی۔علامہ محمد اقبال مولانا روم کو اپنا مرشد مانتے تھے۔علامہ اویسی قدس سرہٗ نے اس شرح کا آغاز اپنے آبائی گاؤں بستی حامد آباد مدرسہ منبع الفیوض میں ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ کو فرمایا۔شریعت وطریقت کا ذوق رکھنے والے اہل علم حضرات میں یہ بہت مقبول ہوئی۔

علامہ اویسی قدس سرہٗ کی علمِ تصوّف اور صوفیاء کرام سے متعلق چند کتب

نضحات الانس ترجمہ وحاشیہ	مرغوب القلوب شمس تبریز	حلیۃ الاولیاء ترجمہ وحاشیہ
منبہات لابن حجر ترجمہ وحاشیہ	روض الریاحین ترجمہ وحاشیہ	تنبیہ المغترین ترجمہ وحاشیہ
مثنوی معنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	عون المعبود فی مسئلۃ وحدۃ الوجود	منہاج العابدین للغزالی ترجمہ
احادیث تصوف	افضل الودود فی مسئلہ وحدۃ الوجود	ابواب الجنان مفتوحہ علی قلوب اولیاء الرحمٰن
آداب شیخ	انوار الکبریا فی اذکار الاولیاء	الاخلاف وعلیٰ اقدام الاسلاف
الہام	اذکار واشغال	انوار مصطفیٰ فی کرمات الاولیاء
اولیاء قلندر	اسباق لطاف اشرفیہ	الاصطلات والعملیات
الفقراء علیٰ ابواب الامراء	الستی شراب	آئینہ حال حقی
اولیائی تحت قبائی	اخبار الاخیار فی حکم السماع بالمزمار	الانسان اشرف الاکون
انتباہ المریدین مع شرح	اصلاحِ قوالی	انبیاء واولیا کا راستہ راہِ ہدایت ہے
الانسان سری	برکات مصطفیٰ فی اذکار الاولیاء	پندنامہ جامی

بیعت کا جواز
پندسومند
تصوف تقریر وحدۃ الوجود
تصور مرشد
تزکیہ نفس
حقیقت روح
حب درویشاں کلیدِ جنت است
خلاصہ حلیۃ الاولیاء
دفع الشبہات فی الکشف والکرامات
ردالخطی فی کلمہ چشتی
سلسلہ چشتیہ فریدیہ
سلاسل اربعہ اور امام احمد رضا
شجرہ قادریہ کی شرح
شرح تحفہ نصائح
شرح فصوص الحکم
شرح تحفہ مرسلہ
صوفیاء کرام اور اشاعت اسلام
الطریق المستوی للمرید والمراد للمعنوی
فضیلت سلسلہ قادریہ
فیض الغفار شرح پندنامہ عطار
فضل الودود فی اصول وحدۃ الوجود
منصور بن حلاج
مثنوی کی کہانیاں
اعدائے صوفیہ
وحدۃ الوجود والشہود
وحدۃ الوجود اور قرآن
توشہ آخرت
فنا و بقا
عین البصائر
کشف القلوب
مقالات صوفیہ

تصوف کی شرعی حیثیت
التصوف عربی
تصوف عین شریعت
فیض الوجود فی وحدۃ الوجود
نفس وشیطان کے دھوکے
حقیقت تصوف
خلوت میں جلوت
خود پسندی مہلک بیماری
الدراستہ فی حدیث الفراستہ
سلسلہ نقشبندیہ کے چند اسباق
سلسلہ اویسیہ بہ نسبت قادریہ
سلسلہ نقشبندیہ اور اشاعت اسلام
شرح ابیات باہو
شرح پندنامہ جامی
شرح انوار احمدی
شرح مرقع کلیمی
الطریقۃ فی الشریعۃ
طواف کعبہ گرد اولیاء
الفقر فخری
فیض قلندر شرح سکندر
القول السداد فی بیان المرید والمراد
مشائخ قادریہ
مرقع کلیمی مع اضافات اویسی
ترجمہ فوائد فریدیہ مع مقدمہ وحواشی
وحدۃ الوجود اور امام احمد رضا
اسرار و معارف
سبیل الوصول
سلوک العارفین
غذائے روح
گلشن راز کی شرح
ہدایت المریدین

تصوف اور اسلام
الکشف فی شرح احادیث
تجلیات الٰہی در مناجات سحرگاہی
تعارف سلاسل طریقت
تصوف کیا ہے؟
حقیقت محمدیہ رسالہ تصوف
حق پیرومرشد
خرقہ خلافت کی حقیقت
سماع بلا مزامیر
روحانی سلسلے
السلوک المجددیہ سنت المحمدیہ
شعر خواجہ محمد یار کی شرح
شرح تلقین لدنی
شرح انتباہ المرید
شرح سلسلہ چشتیہ فریدیہ
شرح ملفوظات اویس
صلوٰۃ العارفین
فیض القوی فی فضائل المثنوی والمعنوی
علاج الامراض جسمانی بہ نسخ ہائے روحانی
فیض حمیرا شرح یوسف زلیخاء
فتوحات اسلام میں اولیاء کے کارنامے
ملفوظات خواجہ غلام فرید
وحدۃ الوجود
معرفت الٰہی کے چند اسباق
وحدۃ الوجود اور غالب
بدرالہدایۃ
سراج السالکین
عین الیقین
فوائد السالکین
گنج تصوف
اصطلاحاتِ تصوّف

علم الکلام

اسلامی عقائد سے متعلقہ مباحث کا نام علمِ کلام ہے بشرطیکہ اُصولِ شرعیہ سے استنباط کے ساتھ ادلہ عقلیہ سے بھی کام لیا جائے ورنہ صرف علم العقائد کہتے ہیں۔علمِ کلام کو''اُصولِ دین''اور''علمِ احکام'' بھی کہتے ہیں۔

علمِ کلام وہ علم ہے جس میں معرفت عقائدِ دینیہ کے واسطے ذات وصفاتِ باری تعالیٰ اور فلسفیات واقسامِ ممکنات سے بحث ہو۔اس علم کی اصل غرض وغایت یہ ہے کہ اُصول شرعیہ کے موافق عقائد اسلامیہ کی صحیح معرفت حاصل ہو۔

علامہ اویسی کی علم العقائد والکلام سے متعلق چند کتب

القواعد الاویسیہ ترجمہ وشرح عقائد نسفیہ	حق الیقین فی عقائد المجددین	کشف الغمہ فی عقائد اہل السنہ
الفتوح فی حقیقۃ الروح	نعم الرحیق فی عقائد صدیق	نعم الصواب فی عقائد عمر بن خطاب
الرضوان فی عقائد عثمان	عنایۃ اللہ فی عقائد شاہ ولی اللہ	قرآن صفت الٰہی ہے
روح کو موت نہیں	اللہ تعالیٰ تو یا آپ؟	عرشیہ
زندہ رُوحوں کی زندہ باتیں	سایۂ عرش کے مزے	ترجمہ وشرح فقہ اکبر
عقائد اسلامی	امام غزالی کے عقائد	امام سیوطی کے عقائد
ابنِ تیمیہ کے عقائد	مجدد الف ثانی کے عقائد	انعام اللّٰہ فی عقائد حاجی امداد اللّٰہ

فنِ شرح اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

جب کوئی مصنف کسی مضمون پر قلم اُٹھاتا ہے تو وہ یا تو کسی ایسی چیز کا اختراع کرتا ہے جس کا وجود اُس سے قبل نہیں ہوتا جیسا کہ متقدمین کی تصانیف؛ یا پھر کسی ناقص کام کی تکمیل کرتا ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی جلالین؛ یا پھر کسی مضمون کا اختصار کرتا ہے جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتاب مختصر المعانی؛ یا پھر متفرق اشیاء کو جمع کرتا ہے جیسا کہ علامہ برہان الدین کی کتاب ہدایہ؛ یا پھر مخلوط وغیر مربوط مضمون کو مرتب ومہذب کرتا ہے جیسا کہ علامہ قزوینی کی کتاب تلخیص المفتاح؛ یا پھر کسی فن کے قواعد ومسائل کو اختصار کے ساتھ ترتیب دیتا ہے جیسا کہ علامہ ابن حاجب کی کتاب کافیہ؛ یا پھر کسی مغلق بات کی تشریح کرتا ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی کتاب مستطاب فتح الباری۔مذکورہ طریق تالیف میں مؤخر الذکر (کسی مغلق بات کی تشریح) کو فنِ شرح کہا جاتا ہے یعنی کسی مصنف کی کتاب کے مندرجات مغلقہ کی آسان انداز میں توضیح کرنا جس سے کہ مقصودِ مصنف بآسانی واضح ہوجائے۔یہ فن کئی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے اور بالخصوص جب کہ اس کا تعلق دینیات واسلامیات کی کتب سے ہو کیونکہ شرح کرتے ہوئے اُصول وقواعد شریعت کے پیش نظر اس انداز سے وضاحت کرنی ہوتی ہے جس سے کہ مقصود بھی حاصل ہوجائے اور شریعت کی مخالفت بھی لازم نہ آئے۔

شارح کے لئے کئی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں یعنی اگر اس کتاب کے مندرجات پر اعتراضات ہوں تو ان کے جوابات دے اور جو شکوک وشبہات وارد ہوں ان کے تسلی بخش جوابات دے جہاں تاویل کے بغیر چارہ نہ ہو تو وہاں اُصولِ شرعیہ کے پیش نظر تاویل کرے۔مقصودِ مصنف کو حتی الامکان دلائل سے مزیّن کرے الغرض مصنف کی تصنیف کردہ کتاب کی تمام تر ذمہ داریاں شارح پر ہوتی ہیں اب شارح کا کام ہے کہ وہ کس طرح ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہوتا ہے۔علامہ اویسی نے جہاں دیگر علوم وفنون میں اپنی مہارت کا سکہ بٹھایا ہے وہیں فنِ شرح کے میدان میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں آپ کی شروحات میں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نہایت آسان ہوا کرتی ہے جس سے بآسانی ہر عام وخاص مستفید ہوسکتا ہے آپ نے تقریباً ۱۵ فنون سے متعلق کتب کی مایۂ ناز شروح لکھیں ہیں جن میں زیادہ تر کا تعلق علمِ حدیث سے ہے۔

لمعۃ النورفی ترجمہ شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور

شرح الصدور حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی الشافعی (المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کی تصنیف ہے علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے اس کا اردو ترجمہ لمعۃ النورفی ترجمہ شرح الصدور کے نام سے فرمایا۔ اس کے ترجمہ کا آغاز اگست 1998ء کو حرمین شریفین کے مبارک سفر کے دوران فرمایا آپ اس کتاب کے متعلق خود لکھتے ہیں کہ اس سفر مقدس میں نہ صرف ترجمہ ہوا بلکہ نہایت مفید ترین حواشی سے بھی اس کتاب کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ اس کے زیادہ تر مضامین مدینہ طیبہ میں ہی معرض تحریر میں آئے۔ اس کے ترجمہ کا اختتام نومبر ۱۹۹۸ء کو ہوا۔ اس کے 482 صفحات ہیں یہ کتاب جولائی ۱۹۹۹ء کو شبیر برادرز لاہور نے شائع۔

مجمع البرکات شرح وحواشی دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حضرت الشیخ ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۸۷۰ھ) کی تصنیف ہے۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے مجمع البرکات شرح دلائل الخیرات کے نام سے اس کی شرح تحریر فرمائی ہے۔ یہ شرح عطاری پبلشرز کراچی نے شائع کی۔

الحدائق فی الحقائق شرح حدائق بخشش

حضرت اویسی قدس سرہٗ نے امت مسلمہ کی رہبری و رہنمائی کے جہاں ہزاروں رسائل اور بیش بہا کتب تصنیف و تالیف فرمائیں وہاں آپ نے اسلام کے جلیل القدر امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے بہت ضخیم کتب و رسائل تحریر فرمائے ہیں آپ نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے نعتیہ کلام'' دیوانِ حدائقِ بخشش'' کی شرح بنام الحدائق فی الحقائق المعروف شرح حدائق بخشش ۲۵ مجلدات میں فرمائی ہے۔

مرقاۃ السالکین ترجمہ وشرح مرآۃ العارفین

مرآۃ العارفین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی (مسئلہ وحدۃ الوجود پر) مایہ ناز تصنیف ہے۔ حضرت محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے مرقاۃ السالکین کے نام سے اس کا ترجمہ وشرح لکھی ہے یہ کتاب ۳۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ کتاب کے ابتدائیہ میں حمد وصلوٰۃ کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو متعدد احباب نے'' مرآۃ العارفین'' کی شرح لکھنے کا حکم فرمایا مسئلہ وحدۃ الوجود میں یہ ایک عجیب تصنیف ہے یہ فن دور حاضرہ میں اجنبی سمجھا جاتا ہے لیکن یہ فن ہمارے مشائخ کرام و علماء عظام کا اوڑھنا بچھونا تھا حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی اور حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہما کے دور اقدس میں اس فن کا خوب چرچا تھا اس کو سمجھنے کے لیے علمی وسعت ضروری ہے۔ حضرت اویسی علیہ الرحمہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہر قول کی شرح قرآن وحدیث سے بیان فرمائی ہے تاکہ پڑھنے والا معرفت کے سمندر سے فیض یاب ہو سکے۔ سلوک کی منزلیں طے کرنے والے سالک کے لیے شرح رہنما ہے آپ نے اس شرح کی تکمیل ۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ کو فرمائی۔ جس کی ترتیب و تزئین حضرت سید علی اکبر گیلانی نے کی۔ جسے نہایت ہی عمدہ کتابت' مضبوط جلد کے ساتھ نجابت علی تارڑ نے زاویہ پبلشرز لاہور سے شائع کیا۔

ترجمہ وشرح فتوحات مکیہ

یہ حضرت محمد بن علی بن محمد المعروف الشیخ محی الدین ابن العربی (المولد ۱۷/رمضان ۵۶۰ھ/متوفی ۶۳۲ھ) کی آخری کتاب ہے اس کی ترتیب و تدوین میں آپ تقریباً ۳۵ سال مصروف رہے اس کا آغاز آپ نے ۵۹۹ھ میں کیا اور اپنے وصال سے دوسال قبل ۶۳۶ھ سے مکمل فرمایا۔ علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے اس کا ترجمہ وحواشی تحریر فرمایا ہے اس کتاب کی کرامت کے عنوان سے علامہ اویسی لکھتے ہیں کہ مکہ ہی میں امام ابن العربی نے فتوحات مکیہ قلم برداشتہ بغیر استعانت کتاب کے ایک شاگرد بدر حبشی کے جواب میں لکھی جب اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو بیت اللہ کی چھت پر رکھ دیا

اور پورا ایک سال کعبہ کی چھت پر رکھی رہی جب اسے اتارا تو ویسے ہی پایا جیسے اسے رکھا تھا نہ بارش کے پانی اسے بھگویا اور نہ ہوا نے اسے اڑایا حالانکہ مکہ میں بہت بارش ہوئی اور بہت ہوا چلی اس کے بعد شیخ نے لوگوں کو اس کے لکھنے پڑھنے کی اجازت دی۔حضرت علامہ اویسی قدس سرہٗ نے اس کے ابتداء میں امام ابن العربی کے تعارف پر ایک جامع مضمون تحریر فرمایا ہے۔ایک نہایت ہی اہم معلوماتی بات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابن العربی وحدۃ الوجود کے موجد ہیں۔اہل تصوف انہیں امام لمکاشفین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

علامہ اویسی کی چند اہم کتب کی شروحات

فیض الجاری شرح جامع صحیح بخاری	انوار المغنی شرح سنن دار قطنی	شرح خلاصۃ الوفا بنام تاریخ محبوب مدینہ
شرح صحیح مسلم شریف	شرح ترمذی شریف	شرح سنن دارمی شریف
شرح حدائق بخشش	شرح مثنوی معنوی	شرح جذب النصر شیخ شاذلی
شرح فقہ اکبر	شرح خصائص الکبری	شرح فصوص الحکم
شرح قصیدہ بردہ شریف	شرح دلائل الخیرات	شرح تفسیر جلالین
شرح ہدایۃ النحو	شرح حزب البحر	شرح تلخیص المفتاح
شرح مطول	شرح ہدایہ	التوضیح الکامل شرح شرح مائتہ عامل
شرح ایسا غوجی	شرح درود تاج	شرح قصیدہ غوثیہ
فیض رضا شرح کریما سعدی	نعم الحامی شرح ملا جامی	

ترجمہ نویسی

کسی تحریر کو ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنا فنِ ترجمہ نویسی کہلاتا ہے

فنِ ترجمہ نویسی اور علامہ اویسی علیہ الرحمہ

اس بات کا اندازہ تو وہی شخص ہی اچھے طریقے سے لگا سکتا ہے جس نے ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی کتاب کا ترجمہ کیا ہو، مترجم اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے اس میں کشفی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے سیاق وسباق کا لحاظ رکھا جاتا ہے کیونکہ صرف معمولی سی غفلت سے سارے کا سارا مفہوم تبدیل ہوسکتا ہے۔متکلم کے مافی الضمیر کو سمجھنا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے پھر اس کی زبان کے محاورہ پر دسترس رکھنا، اس زبان کی لغت سے بخوبی واقف ہونا یہ چند ایک چیزیں ہیں جن کا لحاظ رکھنا مترجم کیلئے ضروری ہوتا ہے اور پھر عربی زبان جو کہ وسیع المعنی زبان ہے اس کا ترجمہ کرنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔جو لوگ عربی زبان سے لگاؤ رکھتے ہیں وہی اچھے طریقے سے بتا سکتے ہیں یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جو مترجم کے سامنے ہوتی ہیں۔مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ نے عربی کی بہت ساری کتب کا اردو ترجمہ فرمایا ہے جن میں قریباً مروجہ سارے فنون شامل ہیں۔

حضرت مفتی محمد فیض احمد اُویسی علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے میدانِ علم میں باکمال صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔علم وفن کے متعلق آپ کی خدمات قابلِ ستائش ہیں جنہیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔مختلف فنون وعلوم میں جہاں آپ نے باکمال صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے وہیں فنِ ترجمہ نویسی میں بھی ایک زریں باب کا اضافہ کیا ہے۔ترجمہ نویسی کس قدر دشوار گزار کام ہے یہ تو وہی شخص جانتا ہے جس کا اس کام سے واسطہ پڑا ہو کیونکہ ہر زبان کی اپنی لغت اور اپنے اُصول وقواعد ہوتے ہیں لہٰذا جب کوئی شخص کسی تحریر کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے تو اس کے لئے ان دونوں زبانوں سے واقفیت، ان زبانوں کے قواعد وضوابط اور الفاظ ومحاورات اور لغت سے حتی الامکان آگاہ ہونا بہت ضروری ہے تب ہی کہیں ترجمہ نویسی کی ذمہ

داریوں سے عہدہ برآں ہوا جا سکتا ہے

دیگر تمام زبانوں کے مقابلے میں جس قدر خصوصیت، فصاحت و بلاغت اور جامعیت عربی زبان کو حاصل ہے کسی اور زبان کو وہ مقام حاصل نہیں لہٰذا بالخصوص عربی جیسی عظیم و جامع زبان پر مشتمل کتب کو اُردو زبان میں منتقل کرنا واقعی نہایت دشوار ترین کام ہے مگر علامہ اویسی کو اللہ تعالیٰ نے ترجمہ نویسی کے فن میں بھی خداداد صلاحیت سے نوازا تھا جس کی بدولت آپ مشکل سے مشکل اور علوم و فنون کی مایہ ناز کتابوں کے مندرجات کو نہایت آسان انداز میں اُردو زبان کے قالب میں ڈھالتے چلے جاتے تھے مگر ساتھ ہی ساتھ قواعد و ضوابط زبان کو بھی پیش نظر رکھتے تھے جس کے باعث آپ کے تحریر کردہ تراجم خاص و عام میں نہایت مقبول و معروف ہیں۔ آپ نے تقریباً ۱۰ سے زائد علوم و فنون کی کتب کے تراجم تحریر کئے ہیں جن میں بالخصوص تفسیر، حدیث، فقہ، تصوّف، عقائد، سیر، صرف و نحو وغیرہ سرِ فہرست ہیں آپ نے عربی اور فارسی کتب کے کئی مایہ ناز تراجم تحریر کئے ہیں

فیوض الرحمٰن فی ترجمہ تفسیر روح البیان

کتبِ تفسیر میں روح البیان کو ممتاز و نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ تفسیر گیارہویں صدی ہجری میں قسطنطنیہ میں لکھی گئی۔ یہ تفسیر اصول و ضوابط اور قوانین تفسیر کے عین مطابق ہے۔ حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس تفسیر کے مصنف ہیں آپ کے علم وفضل، صلاحیت و استعداد اور بصیرت وبصارت علمی کی شہادت ہر خاص و عام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے بلند پایہ علامہ، عظیم مفسر اور حنفی مسلک کے حامل تھے۔ اور تصوف میں مولانا روم اور شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہما کے نظریات سے حد درجہ متاثر تھے۔ اسی وجہ سے تفسیر روح البیان میں آیات قرآنی کے ذیل میں پہلے تفسیر عالمانہ اور پھر تفسیر صوفیانہ کا التزام کیا گیا ہے۔ اس طرح قاری کے دل و دماغ دونوں کی سیرابی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اندازِ تحقیق اور اسلوبِ بیان اتنا دلنشین، مؤثر اور معلومات افزا ہے کہ دوران مطالعہ نگاہوں سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں نت نئے جلوے نظر آتے ہیں۔ مطالعہ کی پیاسی کھیتیوں میں علم و حکمت، شریعت و معرفت کی موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے۔ مختصر یہ کہ اس تفسیر میں الفاظ کی لغوی عقدہ کشائی بھی ہے اور نحوی، صرفی مباحث کا رنگ بھی ہے اور تحقیق کا انوکھا پن بھی، تفسیر بالقرآن بھی ہے اور تفسیر بالحدیث بھی، مستند نقلی روایات بھی ہیں اور عقلی دلائل کا انبار بھی، تفہیم معارف کیلئے فارسی اشعار بھی ہیں اور عبرت آموز حکایت بھی ہیں۔ جس پہلو سے بھی اس تفسیر کو دیکھا جائے اُسی پہلو میں جامع نظر آتی ہے۔ اس لئے آپ کی تفسیر کو اربابِ علم و دانش بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس سے استفادہ اور استفاضہ کرتے ہیں چونکہ یہ مبارک تفسیر عربی زبان میں لکھی گئی تھی جس کو ہر آدمی بخوبی نہیں سمجھ نہیں سکتا تھا اس لیے ضرورت تھی کہ اس اہم علمی خزانہ کو اردو دان حضرات تک پہنچایا جائے۔ حضرت فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ نے اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ بنام "فیوض الرحمٰن" کر کے اہل اسلام پر احسان عظیم فرمایا۔ اس ترجمے کا آغاز یکم جنوری ۱۹۵۸ء میں کیا اور اختتام ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء میں ہوا (یعنی چوالیس سال کی ایک لمبی مدت صرف ہوئی) جس سے ایک عالم مستفیض و مستفید ہو رہا ہے۔ حضرت اویسی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ زمانہ طالب علمی میں میں نے اپنے اساتذہ سے اس تفسیر کی بڑی تعریف سنی تھی اس لئے اس کا ترجمہ لکھنے کا قصد کیا۔ آپ نے تفسیر روح البیان کا ترجمہ کرتے ہوئے نہایت ہی تحقیقی اور عالمانہ روش اختیار کی ہے اور تفسیر روح البیان کو مستند و معتبر ثابت کیا ہے۔ اس تفسیر میں عالمانہ اور صوفیانہ رنگ ایک ساتھ ہے علامہ اویسی قدس سرہٗ نے ثابت فرمایا کہ تصوف کو اسلام کے متصادم قرار دینے والوں کو عقل کا علاج کرنا چاہیے کیونکہ قرآن پاک کو صوفیاء کرام نے جس طرح سے سمجھا اور پھر جس آسان انداز میں سمجھایا وہ انہیں کا حصہ ہے۔ حضرت اویسی قدس سرہٗ نے تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فرما کر صوفیاء کرام کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کا خوب رد فرمایا۔ اس تفسیر میں بکثرت جگہ بہ جگہ عارفانہ اور صوفیانہ عربی و فارسی کے اشعار مع ترجمہ مستعمل ہیں۔ جو مولانا روم، ابن العربی جامی، سعدی اور حافظ شیرازی رحمہم اللہ وغیرہ کے کلام سے لیے گئے ہیں۔ ان اشعار کی مدد سے فہم القرآن میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس تفسیر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں آیات الٰہیہ کی عالمانہ تفسیر کے علاوہ صوفیانہ تفسیر بھی ساتھ ساتھ پیش کی گئی ہے۔

اسرارالابرارترجمہ وحاشیہ اخبارالاخیار

اخبارالاخبار حضرت الشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی فارسی زبان میں وہ عظیم تصنیف ہے جس میں پاک وہند کے چار سو کے قریب صوفیاءاولیاءکرام کے مستند حالات واقعات درج ہیں۔علامہ اویسی قدس سرہٗ نے اس کتاب کا اردو ترجمہ وحاشیہ لکھا ہے۔آپ نے نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ حواشی سے بھی اس کتاب کو مزین کیا اور آخر میں بعض اکابر کے تذکار کا بھی اضافہ کیا تاکہ قارئین اسلاف صالحین کے تذکار کے مطالعہ سے بھرپور طریقہ سے روحانی استفادہ فرماسکیں۔کتاب کے شروع میں حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور آپ کی علمی،دینی خدمات کا تذکرہ بڑے محققانہ انداز میں تحریر فرمایا۔اس کے ترجمہ وحاشیہ میں ایک اہم بات کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ نے لکھا کہ اخبارالاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کی تصنیف مستند سمجھی جاتی ہے یہاں تک کہ مناظرہ میں مخالفین پر حجت قائم کرنے کے لیےاس کے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔کتاب اخبارالاخیار کے ترجمہ کے ساتھ مفید حاشیہ پرشرح میں مصنف کتاب کی علمیت کی وضاحت تحریر فرمائی ہے۔کتاب میں صوفیاءکرام اور تصوف کی اصطلاحات کو بڑے مدلل انداز سے تحریر کیا گیا ہے۔اس کے ۶۵۶ صفحات ہیں یہ کتاب خوبصورت مضبوط جلد کیساتھ زاویہ پبلشرز لاہور سے شائع ہوئی۔مطبع مجتبائی دہلی سے بارہا شائع ہوئی حال ہی میں گمبٹ ضلع خیرپور میرس (سندھ) میں اسی کا عکس شائع ہوا ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے اہم ترین کتب کے چند تراجم

فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان	فیض القرآن ترجمۃ القرآن	ترجمہ سفرالسعادۃ
الاشاعۃ لاشراط الساعۃ للبرزنجی	اسرارالابرارترجمہ اخبارالاخیار	ترجمہ جامع المعجزات
ترجمہ تنبیہ المغترین	ترجمہ مواہب الدنیہ	ترجمہ دلائل النبوۃ
ترجمہ الیواقیت والجواہر	ترجمہ فتوحات مکیہ	ترجمہ خصائص کبریٰ
ترجمہ منہاج العابدین	ترجمہ التذکرہ للقرطبی	ترجمہ حلیۃ الاولیاء
ترجمہ الکشف للغزالی	ترجمہ معتقدالمنتقد	ترجمہ دقائق الاخبار للغزالی
البدورالسافرہ فی احوال الآخرۃ للسیوطی	ترجمہ خلاصۃ الوفا (للسمہودی)	ترجمہ شرح الصدور للسیوطی
انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم		

فنِ تلخیص وخلاصہ

فنِ تلخیص نہایت مشکل ترین فنونِ علمیہ میں سے ایک علم ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس فن کے باقاعدہ قواعد وضوابط کے لئے کوئی خاطرخواہ کتاب مرتب نہ ہوئی اور اگر بالفرض ہوئی بھی تو وہ اس فن کے مشتملات کے لئے ناکافی ثابت ہوئی اور دوسری وجہ یہ کہ اس فن میں چونکہ کسی کتاب کے مضامین کو اس انداز میں مختصر کرکے بیان کرنا ہوتا ہے جس سے مصنف کی کتاب کی عظمت ووقعت بھی قائم رہے اور اس کے تحریر کردہ بیش بہا علمی وتحقیقی نکات کا جامع مضمون بھی سامنے آجائے اور ظاہر ہے یہ نہایت مشکل مرحلہ ہے کیونکہ ہر مصنف کا اندازِ تحریر واسلوب مختلف ہوتا ہے اس لئے تلخیص سے قبل اس کے مزاج کے تعین کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اس کی دیگر کتب کو سامنے رکھ کر نہایت غور وتفکر کے بعد اس کے اسلوبِ تحریر اور مزاجِ علمی کا اندازہ لگایا جاتا ہے پھر اسی انداز کے موافق اسی کی تحریر کو خلاصہ وتلخیص کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔

علامہ اویسی فنونِ علمیہ کے دیگر میدانوں کی طرح اس میدانِ علم میں بھی نہایت کامیابی سے سرفراز ہوئے۔آپ نے بیش بہا تحقیقاتِ علمیہ کی امہات کتب کا نہایت جامع ومانع خلاصہ پیش کیا ہے جو اہل علم کے لئے دید کے قابل ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کے اہم ترین کتب کے چند خلاصہ جات وتلخیصات

خلاصہ وتلخیص زرقانی شریف	خلاصہ وتلخیص روح البیان	خلاصہ وتلخیص مشکوۃ المصابیح
خلاصہ وتلخیص عینی شرح بخاری	خلاصہ وتلخیص حلیۃ الاولیاء	خلاصہ وتلخیص فتاویٰ رضویہ
خلاصہ وتلخیص بہجۃ الاسرار	خلاصہ وتلخیص خصائصِ کبری	خلاصہ وتلخیص دلائل النبوۃ
خلاصہ وتلخیص احسن الوعا لآداب الدعاء	خلاصہ وتلخیص بہارِشریعت بنام اسرارِشریعت	
خلاصہ وتلخیص سراجی بنام زبدۃ المیراث	خلاصہ وتلخیص الاحتساب فی الانتساب	

علم لغت

فلسفی مکتب فکر کے بقول افکار کی تعبیر اوران کو ایک شخص سے دوسرے شخص تک منتقل کرنے کے لئے منظّم صوتی رموز کے استعمال کا نام لغت ہے

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ لُغت سے متعلق چند کتب

فیض اللغات	لغات القرآن	لُغاتِ عجیبہ
اردومحاورات	الفاظ مترادفہ	اردوکہاوتیں
القول المالوف فی تحقیق الحروف	اردوتذکیروتانیث	

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علم قرأت وتجوید سے متعلق چند کتب

رفع الفساد فی مخرج الظاء والضاد	ترجمہ وشرح شاطبیہ	فضائلِ تجوید

علم فصاحت وبلاغت

فصاحت کا لغوی معنی بیان اورظہور ہے اصطلاح میں فصاحت کلمہ،کلام اورمتکلم کی صفت واقع ہوتی ہے۔ بلاغت کا لغوی معنی پہنچنا اورانتہا ہے اصطلاح میں بلاغت کلام اورمتکلم کی صفت واقع ہوتی ہے

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ بلاغت وفصاحت وادب سے متعلق چند کتب

ترجمہ وشرح مطول	ترجمہ وشرح تلخیص المفتاح	ترجمہ وشرح مختصر المعانی
الامتیاز بین الحقیقۃ والمجاز	عربی بول چال مع قواعد	تمرین الادب العربی
استعارہ		

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ میراث سے متعلق کتب

زبدۃ المیراث ترجمہ وشرح سراجی	مسائلِ میراث	شرح ابیاتِ میراث
فتاویٰ میراث (مشمولہ فتاویٰ اُویسیہ)		

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ قیافہ پر مشتمل کتاب

علم القیافہ

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ نجوم پر مشتمل کتاب

قواعد العلوم فی قواعد النجوم

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ عروض وکوافی پر مشتمل کتاب

نعم الکافی فی قواعد العروض والکوافی

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی فن غیرِ منقوط پر مشتمل کتب

ترجمہ دیوانِ جامی بے نقطہ	خطبہ غیر منقوط (بر سالانہ جلسہ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)	تحریری مناظرہ
غیر منقوط		
غیر منقوط اُویسی	عربی خطوط غیر منقوط (مختلف علماء کرام ومشائخ عظام کے نام)	

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ حیاتیات سے متعلق چند کتب

حیاۃ الحیوان	عجائب المخلوقات	جانوروں کے حقوق
علم الحیوان	دائرہ علوم حیوانات ونباتات	جانوروں کی دنیا

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی سیاحت وسفرنامہ پر مشتمل کتب

سفرنامہ عراق وکربلا معلیٰ	سفرنامہ انگلینڈ وحجاز	اُویسی سفرنامہ ۱۴۱۱ھ
راز ونیاز	سفرنامہ سندھ	سفرنامہ بلوچستان
سفرنامہ پنجاب		

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی سائنس اور اسکی جدید ایجادات سے متعلق چند کتب

قرآن اور سائنس	سائنس اور اسلام	سائنس اور کلمۂ اسلام
چاند تک پہنچا	سائنس رسول ﷺ کے قدموں میں	ٹیسٹ ٹیوب بے بی
برتھ کنٹرول	مسلمان سائنسدان	سائنسی ایجادات
سیّارہ	سائنس اور معجزات	واقعہ ردالشّمس کی تحقیق
اعضاء کی پھڑ پھڑاہٹ	اکسیر المراض دو جلدیں	اسلامی صابن
اختلاج الاعضاء	اعضائے انسان کے احکام	بدلی کی قسمت بدلی
بارہ ماہ اور ہم	برتھ کنٹرول یا ضبط ولادت	پان کے احکام وخواص
تنقیح المقال لامثبت بہار ؤیت الہلال	تسخیر القمر	تصویر
ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مسلمان	ٹوتھ پیسٹ اور مسواک	چاند تک پہنچنا
چالیس دل کی بیماریاں	خواص ادویہ	خاندانی منصوبہ بندی
ردالشّمس	سائنس اور قرآن	سائنس اور اسلام
سائنس اور معجزہ امت	سائنس رسول ﷺ کے قدموں میں	طلوع الشّمس
طبی چٹکلے	طبِ نبوی ﷺ	طب اور اسلام
طب اور فقہ حنفی	طبی اسرار، رموز	علم حیوان

کیا آدمی بندر تھا؟	کتاب الحیوانات	مجرباتِ اویسی
مجربات طب	وڈیو، ٹی وی	وی سی آر کے احکام

علامہ اویسی علیہ الرحمہ اور سائنس

علامہ اویسی نے اپنی سائنسی کتب میں یا تو کلی طور پر یا جزوی طور پر سائنس پر بحث کی ہے۔اور اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔اور موجودہ دور کے علماء اور محققین کے لئے ایک راہ متعین کردی ہے۔کہ وہ بھی ان امور پر اپنی تحقیقات پیش کریں۔اکثر علماء کو دور جدید میں جدید علوم سے نا آشنا سمجھا جاتا ہے لیکن علامہ اویسی نے اس تصور کو یکسر غلط ثابت کردیا ہے۔یہ اہل مغرب کو بھی دعوت ہے کہ وہ ایسے علماء اسلام کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے جنہوں نے قرآن حکیم سے جدید سائنس کو ثابت کیا ہے۔یقیناً پرانے مسلمان سائنسدانوں کی خدمات سے ہی اہل مغرب نے ترقی کی ہے۔جبکہ موجودہ دور میں بہت کم علماء دیکھنے میں آئیں گے جنہوں نے سائنسی علوم میں کمال حاصل کیا۔علامہ اویسی کی تصانیف سے استفادہ کیا جائے تو سائنس کے وہ راز جو قرآن نے بیان کئے ہیں کھل کر سامنے آئیں گے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی علمِ تعبیر الرویا سے متعلق چند کتب

احسن الکلام فی تعبیر الرویا والمنام	الاعلام فی تعبیر الاحلام	کاشف اسرار خواب
خوابوں کی دنیا	ترجمہ تقطیر الانام	

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی فارسی کتب کے تراجم وشروح اور کتب قواعدِ فارسی

فیضِ یزداں ترجمہ وشرح گلستاں	فیض الغفار ترجمہ وشرح پندنامہ عطار	فیضِ یزداں ترجمہ وشرح بوستاں
فیضِ دستگیر ترجمہ وشرح صرف میر	فیض قلندر ترجمہ وشرح سکندر	فیضِ حمیرا ترجمہ وشرح یوسف زلیخا
اُویسی نامہ مع قواعد وقوانین فارسی	فیضِ رضا ترجمہ وشرح کریما	فضلِ الٰہی ترجمہ وشرح صرف بہائی
تحفۃ النصاح فارسی مع حاشیہ وترجمہ	بدائع منظوم فارسی مع حاشیہ وترجمہ	

مناقبِ صحابہ کرام

صحابی ہر وہ مسلمان ہے،جس نے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی یا حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھ لیا اور تادم واپسی ایمان پر قائم رہا۔اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے متعلق ارشاد فرماتا ہے یعنی''اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی''۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی بے شمار فضائل ومناقب صحابہ کرام وارد ہوئے ہیں جن کو سمیٹنا ناممکن ہے۔یہ وہ مبارک جماعت ہے کہ جن سے ان کا رب عزوجل اور اس کا پیارا حبیب ورسول ﷺ راضی ہو گیا ایک مسلمان کی عظمت کیلئے یہ سب سے بڑی سعادت وخوش بختی کی بات ہے۔مناقب الصحابہ کے موضوع پر تقریباً تمام ہی کتبِ حدیث میں باقاعدہ ایک باب''کتاب فضائل الصحابہ'' درج کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ خاص صحابہ کرام کے فضائل ومناقب اور حالات وسوانح وغیرہ پر بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی''اصابہ فی تمیز الصحابہ''،اور علامہ شیخ ابنِ اثیر جزری کی''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ''وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔علامہ اویسی نے بھی اس مقدّس جماعت سے متعلق خاص طور سے کئی کتب تصنیف فرمائیں ہیں جن میں ان کے حالات وفضائل بیان کئے گئے ہیں آپ کی اس موضوع پر تحریر کردہ کتب میں ایک انفرادیت پائی جاتی ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی صحابہ کرام کے فضائل ومناقب پر مشتمل چند کتب

اشد العذاب علی شاتم الاصحاب	ردالزندیق عن ابی بکر الصدیق	ردالکذاب عن عمر بن خطاب

دفع البہتان عن عثمان بن عفان	رد الکاذب عن علی ابن ابی طالب	سیّدہ آمنہ
خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق	سیّدہ میمونہ	آدابِ صدیق اکبر
سیرتِ فاروقِ اعظم	سیّدنا ابوذر غفاری	سیّدنا سلمان فارسی
سیّدنا علی و امیر معاویہ	بیعت علی بابی بکر	امام حسین اور یزید پلید
آدابِ صحابہ کرام	گستاخِ صحابہ کا انجام	باادب صحابہ کرام
امیر معاویہ	ذکرِ حسین	کرامات صحابہ
صحابہ کرام اور علم غیب رسول ﷺ		

فضائل ومناقب

فضائل ومناقب دراصل ایک اصطلاح ہے جس سے مراد کسی معروف شخصیت کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہے۔ پھر اس میں اگر وہ شخصیت دینی ہو اور عالمِ اسلام کے لیے نہایت اہم ومعروف ہو تو اس تعریف وتوصیف میں قرآن وحدیث اور اقوالِ صلحاء کے ذریعے سے بھی مدد لی جائے۔ اس موضوع کو ابتدا علومِ اسلامیہ سے ہی بہت شہرت حاصل رہی اور اسی دور سے جب کہ دیگر علوم پر کام ہوا تو اسے بھی ضبطِ تحریر کا جامہ پہنایا گیا ورنہ اس سے قبل یہ بھی زبان کی حد تک ہی محدود تھا پھر بعد میں اس پر بہت سے اہلِ علم نے توجہ دی اور نہایت گراں قدر کتب لکھیں۔

علامہ اویسی نے بھی اس موضوع کی جانب خصوصی توجہ دی اور اپنے اکابرین کی پیروی کا حق ادا کیا۔ آپ کی اس موضوع پر کئی تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔ فضائل میں اشخاص کے ساتھ افعال واعمال بھی داخل ہیں جیسا کہ نماز وغیرہ۔ اس لیے علامہ اویسی کے تحریر کردہ کتب ورسائل میں بہر دوصنف پر طبع آزمائی کی گئی ہے جس میں معمولاتِ اہلِ اسلام کے فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت خوبصورتی سے ضبطِ تحریر میں لائے گئے ہیں جس سے معمولاتِ اہلِ اسلام کی حقانیت دنیا پر روزِ روشن کی مثل واضح ہوگئی ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی فضائل ومناقب پر مشتمل چند کتب

ابوینِ مصطفیٰ ﷺ	مناقبِ امام اعظم	فضائلِ درود شریف
فضائلِ اہلِ بیت	فضائلِ شبِ میلاد	فضائلِ قرآن مجید
فضائلِ بسم اللہ شریف	فضائلِ نکاح	فضائلِ شبِ برأت
فضائلِ مسواک	فضائلِ شہادت	فضائلِ حسنِ اخلاق
فضائلِ رمضان شریف	فضائلِ مدینہ منورہ	فضائلِ مسجدِ اقصیٰ
فضائلِ عمر بزبان حیدر	فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	فضائلِ ومناقب چاریار
فضائلِ احسان		

امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ میں نبوت وصحابیت کے بعد انسان میں جس قدر فضائل ومحاسن پائے جاسکتے ہیں وہ تمام اوصاف موجود تھے آپ کی ولادت ۸۰ھ کو کوفہ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں بغداد میں ہوا۔ آپ کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یعنی ''میرے بعد ایک ایسا آدمی آئے گا جو سنّت کو زندہ کرے گا اور بدعت کو ختم کرے گا اور وہ نعمان بن ثابت ہے'' نیز ارشاد فرمایا ''عنقریب میرے بعد ایک ایسا آدمی آئے گا جو ابوحنیفہ کی کنیت سے معروف ہوگا اور وہ میری امت کا آفتاب ہے''

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی امام اعظم ابوحنیفہ سے متعلق چند کتب

مناقب الکردری (ترجمہ)	مناقب امام اعظم	امام اعظم کی فقاہت

حضرت سیدالاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی

شیخ ابومحمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تعارف ان کا محتاج ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم روف ورحیم ﷺ کے امتی کو جوعروج وکمال اورشہرت وعظمت عطا کی ہے وہ کسی اور کے حصّے میں نہیں آئی۔اس اُمت میں بالخصوص جملہ سلاسلِ طریقت میں آپ کی ذات منفرد ویگانہ مثل چودھویں رات کے چاند کی مانند جگمگاتی نظر آتی ہے۔حضرت شیخ کو اپنے اپنے وقت کے آئمہ وعارفینِ زمانہ نے ''شہبازِ لامکانی''،''غوثِ صمدانی''،''قطبِ ربّانی''،''امام الاولیاء'' اور''قطب الاقطاب'' کے گراں قدر القابات کے ساتھ یاد کیا۔آپ کی ذاتِ گرامی اس اُمت کیلئے باعثِ نزولِ رحمت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔تمام ہی اولیاءاللہ آپ کے دربارِ مبارک سے مستفید ہوئے بلکہ آپ کے بعد تو بعد پہلے کے اولیاء بھی آپ کی خداداد عظمت کے قائل تھے۔آپ کا فیضان سلسلہ قادریہ کی صورت میں پورے عالم میں جاری وساری ہے بلکہ تمام سلاسلِ طریقت درحقیقت آپ ہی کی ذات سے فیض یاب ہیں۔آپ کے فضائل ومناقب پر بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی اورعلامہ اویسی علیہ الرحمہ

علامہ اویسی نے بھی آپ کی ذات سے فیض یاب ہونے اورحقِ غلامی ادا کرنے کی غرض سے آپ کے متعلق کئی تحقیقی وعلمی کتب لکھی ہیں بلکہ آپ کی غوثِ اعظم صسے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اکثر اوقات اگر چہ موضوع بظاہر مختلف ہوتا تھا اوراسے غوثِ اعظم سے متعلق نسبت نہیں بھی ہوتی تب بھی آپ کلام ہی کلام کے اندر حضور غوث پاک کا ذکرِ مبارک ضرور فرما دیتے ہیں۔

(مظلوم مصنف از علامہ محمد اعجاز قادری)

حضرت شیخ سے عقیدت ومحبت علامہ اویسی کے رگ وپے میں شامل تھی بلکہ آپ کی گُھٹی میں شامل تھی۔آپ درغوث پاک کی گدائی پر ہمیشہ نازاں رہے۔حضرت شیخ سے عقیدت اورمحبت کا اظہار آپ نے عملاً بھی کیا۔حضرت اویسی قدس سرہٗ نے ۱۹۶۶ء میں بہاولپور میں جامع مسجد سیرانی کا سنگ بنیاد رکھا تو مسجد کے جنوبی جانب تقریباً ایک سوفٹ بلندی کا مینار تعمیر کرایا جس کا نام مینار غوثیہ رکھا۔اس کے علاوہ جون ۱۹۹۸ء میں آپ کی سرپرستی میں ماہنامہ فیض عالم بہاولپور کا اجراء ہوا تو اندورون ٹائٹل پر جلی حروف کے ساتھ بطفیل محبوب سبحانی قطب ربانی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ مدد کن فی سبیل اللہ لکھنے کا حکم فرمایا۔اور ماہانہ گیارہویں شریف کا ختم تو آپ کے معمولات میں شامل تھا۔اب بھی آپ کے مزار شریف پر ہر ماہ چاند کی پندرہ تاریخ کو بعد نماز عصر ختم قادریہ شریف کا اہتمام ہوتا ہے۔اور جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ہر سال ربیع الثانی میں بڑی گیارہویں شریف کی تقریب نہایت ہی مذہبی جوش وجذبہ سے منائی جاتی ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ سے متعلق چند کتب

قصیدۂ غوثیہ مع خواص و برکات | غوثِ اعظم کی غوثیت تا قربِ قیامت | ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین
فیضِ محی الدین برخواجہ معین الدین | تفریح الخاطر فی شرح اسماء عبدالقادر | الفیوضات الغوثیہ علی سلسلۃ النقشبندیہ
یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للہ کہنے کا ثبوت | تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر | بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظمص کی کرامت
گیارویں شریف | غوث اعظم لقب کس کا؟ | غوث اعظم صپر اعتراضات کے جوابات
غوثِ اعظم سید ہیں | اماطۃ الاذی عن نسبِ غوث الوریٰ | گیارہ قدم
مختصر حالات زندگی غوث اعظم | گیارویں شریف پراعترضات کے جوابات | فیوض المزارات
ایک سو گیارہ سوالات کے جوابات متعلق بہ گیارہویں شریف

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ عالمِ اسلام کے لئے ایک نہایت ہی معتبر و مستند ذات کا نام ہے آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ آپ کا وجود دینِ متین کی رونقوں کا باعث بنا۔ جن کی برکت سے گلشنِ اسلام کے مُرجھائے ہوئے پھولوں پر پھر سے بہاریں نمودار ہوئیں۔ جن کی زندگی کا مقصد صرف خدا اور رسول ﷺ کی عظمتوں کا پرچار کرنا اور ان کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کو اپنے قلم کے خنجر سے ذلت کی موت دینا تھا۔ امام رضا نے ساری زندگی دینِ متین کی حمایت میں گزار دی اور لوگوں کے دلوں میں عشقِ رسالت ﷺ کی شمع کو روشن کیا۔ ان کی تعریف و توصیف میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ امام رضا کی ان بے مثال خدمات کو سراہتے ہوئے کئی علماء و مشائخ نے رضویات کے موضوع پر بے شمار مایہ ناز کتابیں تصنیف کیں اور اس جلیل القدر امام کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ جن علماء نے خاص طور پر اس موضوع سے قرطاس ابیض کو مزّین کیا ان میں حضرت علامہ ظفر الدین بہاری، حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی، حضرت علامہ سردار احمد محدث (فیصل آباد)، ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمھم اللہ علیھم، علامہ عبدالستار ہمدانی وغیرہم قابلِ قدر ہیں۔ علامہ اویسی نے بھی جہاں اور بیش بہا کتابیں لکھیں وہیں اپنے اس جلیل القدر امام کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے بھی خاص طور سے کئی رسائل و کتب تصنیف کیں ہیں۔ ان میں امام اہلِ سنّت کے نعتیہ دیوانِ حدائقِ بخشش کی شرح ۲۵ مجلدات میں نہایت شہرۂ آفاق ہے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی امام احمد رضا بریلوی سے متعلق چند کتب

امام احمد رضا اور فنِ تفسیر | امام احمد رضا اور علم الحدیث | امام احمد رضا کا درسِ ادب
امام احمد رضا اور احادیثِ موضوعہ | امام احمد رضا اور مسئلہ وحدۃ الوجود | امام احمد رضا اور سلاسل اربعہ
تفسیر امام احمد رضا | اسانید امام احمد رضا | کیا اعلیٰ حضرت بریلوی مادر زاد ولی تھے؟
امام احمد رضا اور مشائخ و علماء بہاولپور | الحقائق فی الحدائق | الاحادیث السنیہ فی الفتاوی الرضویہ
الدرۃ البیضاء فی فقہ الشاہ احمد رضا | کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات

عقائدِ اہلسنّت و جماعت / عقائد اسلام

اہلسنّت و جماعت کوئی نو پید فرقہ یا مسلک و مذہب نہیں بلکہ یہ درحقیقت اس جماعتِ مقدّس کا نام ہے جو کہ قرآن وسنّت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ جس کے ہاتھوں میں صحابہ و اہلِ بیت کرام کا دامن ہے۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی شان و شوکت کو قائم و باقی رکھا ہے۔ جس کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "سوادِ اعظم کی پیروی کرو" علامہ ملا علی قاری "مرقاۃ" شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ "سوادِ اعظم سے مراد اہل سنّت و جماعت ہے"، جس کے متعلق حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ۷۲ فرقے دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ

جنتی ہوگا۔محدثینِ عظام نے اس کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ وہ فرقہ و جماعت ''اہلِ سنّت و جماعت'' ہے تو چونکہ اُمت کا فرقوں میں تقسیم ہونا ایک لازمی امر ہے اس لیے مرورِ زمانہ کی بدولت کئی فرقوں نے جنم لیا جن کا مقصد ''جمہورِ اسلام کی'' کی مخالفت کرنا تھا لہٰذا اُنہوں نے ہر طرح سے اس مذہب مہذب کے خلاف زہر اُگلنا شروع کیا جس کے لیے انہوں نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ چھوڑا اور انتہائی بغض و عداوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جمہورِ اسلام کے عقائد و معمولات پر حملے شروع کیے تا کہ عوام الناس کو اس جماعتِ مہذب سے متنفر کر سکیں لیکن جہاں شر کا وجود ہوتا ہے تو اس کے خاتمہ کیلئے اللہ تعالیٰ خیر کو بھی قوت و ہمت عطا فرماتا ہے اس وجہ سے ان بے باکوں کے منہ توڑ جوابات کیلئے ہمارے علماءِ اسلام فوراً کمر بستہ ہوئے اور نہایت علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف فرما کر اہلِ ایمان کے قلوب و اذہان کو فرحت و اطمینان اور مخالفین اسلام کو دندان شکن جوابات دیئے۔

اس عظیم محاذ پر بھی علامہ اُویسی کسی سے پیچھے نہ رہے اور آپ نے اکابرین کی پیروی کرتے ہوئے نہایت عام فہم مگر علمی و تحقیقی انداز پر بے شمار رسائل و کتب تصنیف فرمائیں ایک اندازے کے مطابق صرف اسی موضوع پر علامہ اویسی کی تقریباً تین سو کتابیں موجود ہیں لیکن اکثر و بیشتر غیر مطبوعہ ہیں

علم غیب

علم غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو عطا فرمایا۔ جیسے آیات قرآنیہ میں متعدد مقامات پر تصریح فرمائی ہے۔ اور بے شمار احادیث مبارکہ میں خود حضور نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر بیان فرمایا اور بعض روایات میں اس (علم غیب) کو ما کان و ما یکون سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسے اہلسنت علم کلی سے تعبیر کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ پر کلی علم کے اطلاق کا یہی مطلوب ہے اور چونکہ علم کلی کی ابتداء و انتہا ہے اسی لیے اس کا اطلاق اللہ پر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی ابتدا ہے نہ انتہا اور اللہ کا علم ذاتی ہے نبی پاک ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے علوم عطائی ہیں اسی لیے جو لوگ شرک کا شائبہ پیش کرتے ہیں وہ غلط ہے

حاضر و ناظر

حاضر و ناظر کی امام سیوطی و امام نور الدین حلبی رحمہم اللہ نے چار تقریریں کی ہیں۔ سب سے آسان اور عوام کے فہم کے مطابق یہ ہے کہ آپ ﷺ مدینہ پاک میں جلوہ گر ہیں اور آپ کی نورانیت و روحانیت جملہ عوالم میں جلوہ گر ہے۔ محض افہام و تفہیم کے لیے سورج کی مثال دی جاتی ہے۔

نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ

چونکہ حضور سرورِ عالم ﷺ اول الخلق ہیں۔ اور مبداء و مصدر جملہ عالمین ہیں اسی لئے آپ ﷺ نور بھی ہیں اور جملہ انوار حسیہ معنویہ کے سرچشمہ بھی۔ جس پر بے شمار احادیث مبارکہ شاہد ہیں۔

بشریتِ مصطفیٰ ﷺ

نبی پاک ﷺ کی بشریت حق ہے لیکن عام بشریت سے ممتاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کی بشریت میں سے جمیع بشری کثافتوں کو منزہ کر کے ایسی لطیف بشریت بنائی کہ ہر لطیف سے آپ ﷺ لطیف تر ہیں اسی لطافت کی وجہ سے آپ کی بشریت کو بھی نوری بشریت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مسلہ اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ عطائے خدا عز و جل ہیں آپ جملہ عالمین کے ذرہ ذرہ میں جس طرح چاہیں جیسے چاہیں باذن اللہ تعالیٰ تصرف فرمائیں۔

علامہ اویسی کی عقائد ومعمولات اہلسنّت کے اثبات میں چند کتب

التصرفات فی اختیار صاحب المعجزات	تسکین الخواطر فی مسئلہ حاضر وناظر	جامع البیان فی علم ما یکون وما کان
اعانت الاحباب بایصال الثواب	غایۃ المامول فی علم الرسول	الامداد والاستمداد
الوسیلہ بالاشخاص	الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کا ثبوت	تحقیق الوسیلہ
اولیاءاللہ کی نذر ماننے کا ثبوت	زیارتِ گنبدِ خضراء کا ثبوت	دعا بعد نمازِ جنازہ کا ثبوت
ندائے یارسول اللہ کا ثبوت	پنج تن پاک کہنے کا ثبوت	یا شیخ شیاءً للہ کہنے کا ثبوت
انگوٹھے چومنے کا ثبوت	اذان برقبر کا ثبوت	نذر ونیاز کا ثبوت
تعینِ دن کا ثبوت	چراغاں کا ثبوت	مختارِ کُل
قلخوانی یا تیجہ شریف	چہلم شریف کا ثبوت	عرس کیا ہے؟
ثبوت فاتحہ	حق مذہب اہلسنت	دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت
طعام آگے رکھ کر دعا مانگنا	کفنی لکھنا	میت کی جمعراتیں منانا کیسا؟
قبہ جات برمزارات	مزارات پر پھول ڈالنا کیسا؟	مزارات کو چومنا
ہاتھ پاؤں چومنا	اہل میت کے طعام کا حکم کیا میت کے گھر کا کھانا جائز ہے	
نشر الجوائز علی الاذکار امام الجنائز جنازہ کے آگے ذکر واذکار کرنا	ادخال السرور بتلاوت القرآن عند القبور (قبر پر قرآن خوانی کرنا)	

اوراد ووظائف

اوراد ووظائف ابتدائے اسلام ہی سے مسلمانوں میں رائج ومعروف ہیں مگر اس وقت چونکہ نزول قرآن کا دور تھا جو کہ بذاتِ خود ہی باعث خیر و برکت تھا اور پھر ذاتِ رسالت مآب ﷺ بھی ان کے مابین رونق افروز تھی اس لیے اس دور میں ہر طرف خیر وامن کا ہی دور دورہ تھا پھر زمانہ کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بھی تزلزل آ تار ہالہذا ابعد کے اکابرین آئمہ نے اس سلسلہ اوراد ووظائف کا باقاعدہ احیا کیا جو کہ آج تک جاری وساری ہے اور عوام الناس اس کی برکات سے مستفید ہو رہے ہیں اور اس کی اصل خود قرآن وحدیث سے ثابت ہے اگر چہ بعض لوگ لاعلمی یا تعصب کی بنا پر اس سے انکار کرتے ہیں۔ابتداء میں اوراد ووظائف وغیرہ قرآنِ پاک کی آیات سے یا دعائے ماثورہ کے ذریعہ کرتے تھے پھر بعد میں اس فن کے کاملین اولیاء کے معمولات کو بھی شامل کر لیا گیا جو کہ درحقیقت قرآن وسنّت ہی سے مستنبط ہیں۔لہٰذا مختلف سلاسلِ طریقت کے مابین ان کے اکابرین کے ارشادِ فرمودہ یا اختیار کردہ معمولاتِ وظائف اپنائے جاتے ہیں۔جس کی برکت سے مشکلات ومصائب اور دیگر آفتوں سے نجات وپناہ ملتی ہے۔علامہ اویسی نے اس سلسلے میں بھی کئی قابلِ قدر کتابیں تحریر کیں ہیں جن میں قرآن وحدیث اور آئمہ دینِ متین سے حاصل شدہ وظائف واوراد کو تحریر کیا ہے اور ساتھ ساتھ ان کے پڑھنے کے آداب وشرائط اور خواص بھی لکھے ہیں کیونکہ اگر بغیر آداب وشرائط کا لحاظ رکھے ان اوراد ووظائف کو پڑھا جائے تو ان سے درست نتائج حاصل نہیں ہو تے۔علامہ اویسی چونکہ بذاتِ خود عرصۂ دراز سے اس روحانی سلسلے سے وابستہ تھے لہٰذا اُنہوں نے اپنے علم اور تجربے کی بنیاد پر نہایت جامع ومانع وظائف عوام الناس کی سہولت کیلئے یکجا کر دیئے ہیں۔جس سے اہلِ اسلام فیضیاب ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔(انشاءاللہ)

علامہ اویسی کی اوراد ووظائف پر چند کتب

تعویذات وعملیاتِ اُویسی	سلسلہ اُویسیہ کے اوراد ووظائف	درود وسلام سے چین وآرام
رزق میں برکت کے وظائف	زیارتِ رسول ﷺ کے مجرب وظیفے	اورادِ غوثیہ

دعائے حزب البحر ترجمہ وحواشی	غم ٹال وظیفے	دلائل الخیرات ترجمہ وحواشی
استخارہ	خواص اسماء الٰہی	خزینہ عملیات
خواص قرآن مجید	دعائے مغنی سیدنا اُویس قرنی	مرقع کلیمی مع اوراد ووظائف اُویسی

اخلاق وآداب

اسلام میں ایک مسلمان کو کامل مسلمان بننے کیلئے اصلاحِ عقائد واعمال کے ذریعہ سے خود کو سنوارنا پڑتا ہے۔ اسلام میں جس قدر زور عقائد کی اصلاح پر دیا گیا ہے اسی قدر اس بات پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنے اعمال وافعال اور اخلاق واطوار کی بھی اصلاح کی جائے قرآن وسنّت کی بے شمار واضح نصوص اس مقصد کیلئے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تمام کا خلاصہ اس آیت میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی ''تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ بہترین نمونہ ہے'' تو ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی مبارکہ کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنالے یہی اس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی۔ ارشاد فرمایا کہ ''کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں'' اور فرمایا کہ '' جو ہمارے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں'' الغرض ایسی کئی احادیث مبارکہ اخلاق وآداب کی تعلیم کیلئے وارد ہوئیں ہیں۔

علامہ اویسی نے اخلاق وآداب کیلئے ہر دو طرح سے اپنی تحریرات کو مرتب کیا یعنی قرآن وحدیث اور اقوال آئمہ کے ذریعے سے بھی اصلاح اخلاق وآداب کا سامان مہیا کیا اور مختلف اسلامی سبق آموز کہانیوں سے بھی اس معاملے میں مدد لی اس سلسلے میں آپ کی کئی تصانیف موجود ہیں۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی اخلاق وآداب پر مشتمل چند کتب

آدابِ طلبائے اسلام	آدابِ معاشرہ	اخلاق ساز کہانیاں
اسلامی ہنسی مذاق	ادبوا اولادکم	ثقافت پر غلاظت
اسلامی طلبہ کو قیمتی مشورے	اصلاحِ معاشرہ	گداگری اور اس کا علاج
اولاد کی تربیت	کسب الکمال فی برکات رزق الحلال	دوستی کے آداب
آداب المرشد والمرید		

ردِ قادیانیت

فتنۂ قادیانیت ایک بدترین فتنہ کا نام ہے سابقہ دور میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں جیسا کہ مسلیمہ کذاب اور دیگر جھوٹے نبوت کے دعویدار وغیر ہا ہے مگر اس فتنہ میں سابقہ فتنوں کی بانسبت کچھ اور ہی انتہا پسندی کا رنگ تھا۔ ایک تو اس وجہ سے بھی کہ اس فتنہ قادیانیت کی خرافات کو سہارا دینے والے کوئی غیر نہ تھے بلکہ خود کو مدعیانِ اسلام اور محافظِ دین گردانتے تھے اور دوسرا یہ کہ اس شیطانی فتنے کو اسلام دشمن عناصر اور اس وقت کی بڑی شیطانی و طاغوتی طاقتوں کی بھرپور حمایت حاصل رہی جس کی وجہ سے اس کے بداثرات کافی حد تک عوام الناس کے مذہبی ودینی جذبات وخیالات کو مجروح کرتے رہے۔ جب اس فتنے نے زور پکڑا تو وہ علماء جن کے سینے قرآن وسنّت اور عشقِ رسالت سے معمور تھے میدانِ عمل میں آئے اور انہوں نے اس قادیانی کی شیطانی دنیا کے سامنے عیاں کردی اس کے جھوٹے دعوؤں کو دنیا کے سامنے لاکر بے نقاب کیا اور ہر طرح سے علمی، تحقیقی، تقریری اور تحریری محاذوں پر اپنے دینِ متین کی محافظت کی اور شیطانی عزائم کو کچل ڈالا۔ اس فتنے کے سدِّ باب کیلئے جہاں دیگر علماء اہل اسلام نے حصّہ لیا وہیں علامہ اویسی نے بھی کئی لاجواب کتابیں لکھ کر اس شیطانی فتنے کو پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔

آئینہ مرزانما

حضرت مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب اس کتاب کے شروع میں رقمطراز ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی باتفاق علمائے دین ومشائخ اسلام کافر ومرتد ہے اور خارج از اسلام ہے اس کے ساتھ جو بھی اس کے جھوٹے دعویٰ نبوت ودیگر دعاوی باطلہ کو حق اور سچ سمجھتا ہے وہ بھی کافر، مرتد، خارج از اسلام ہے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اس کے کفر وارتداد پر براہین قاطعہ ودلائل ساطعہ قائم فرما کر علمائے ملت ومشائخ اسلام کی تصدیقیں و تقریظیں ثبت فرمائی ہے۔ علامہ اویسی نے بھی قادیانیوں کے رد میں رسالہ آئینہ مرزانما تحریر فرمایا۔ آپ نے اس میں مرزا قادیانی کی کفریہ عبارات اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیگر انبیاء کرام علیہم السلام، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین قرآن وحدیث حرمین طیبین اولیاء کرام وعلمائے عظام سے متعلق ترتیب وار درج کی ہیں تاکہ قارئین کرام قادیانیوں کے کفریہ کلمات سے بچ کر اپنے ایمان کا تحفظ کرسکیں۔ اس کتاب میں قادیانی عبادت گاہ کی ایک تصویر شامل اشاعت کی ہے جس پر قادیانی کلمہ تحریر ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ احمد لکھا ہوا ہے۔ رب کریم عزوجل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن اقدس سے وابستہ رکھے۔ (آمین)

(آئینہ مرزانما ص۴)

مرزا قادیانی کے عقائد واخلاق

علامہ اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ جس قادیانی کے لئے نبوت کی کوشش کی جارہی ہے اس کے اخلاق وعقائد کیسے تھے اس سے منصف مزاج خود سمجھ لے کہ جس شخص کے اخلاق وعقائد اتنا گھٹیا ہوں وہ کس منہ سے اپنے آپ کو مثل مسیح یا نبی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی وہ عبارات جو معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار، ختم نبوت کا انکار اور جہاد کے خلاف وغیرہ جیسے موضوعات پر ترتیب دی گئی ہیں۔ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب علیہ الرحمہ نے جہاں خدمت اسلام کے سلسلہ میں تفسیر حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ، سائنس، عقائد واعمال اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات پر اپنا قلم رواں رکھا وہیں آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت بالخصوص فتنہ قادیانیت کیخلاف اپنا قلم رواں رکھا۔ رب کریم اللہ عزوجل کے حضور التجا ہے کہ نبی کریم سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم سب کو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رکھتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب کے فیض روحانی سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علامہ اویسی کی فتنہ قادیانیت کے متعلق چند کتب

مرزائی بے ایمان	ردِ مرزائیت	قادیانی کافر کیوں؟
پرویز اور اس کا رد	حملہ قادیانی بر امام شعرانی	قادیانی انگریزی پودا
قادیانی کی کہانی اسکی اپنی زبانی	قربانی اور پرویزی	قہرِ سبحانی بر دجال قادیانی
لانبی بعدی	مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوے	ہلاکتِ پرویز
حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی مرزا غلام احمد قادیانی	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	اسلام کی فتح عرف مناظرہ مسلمان اور مرزائی بے ایمان

ردعیسائیت ویہودیت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے یعنی ''یہ یہود ونصاریٰ ہرگز تمہارے دوست نہیں ہوسکتے'' (الایۃ) اس کے علاوہ دیگر کئی آیات میں بھی عیسائیوں اور یہودیوں کی اسلام دشمنی سے مسلمانوں کو خبردار کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے ہی ان کے دلوں میں حسد وعداوت موجزن ہوگئی تھی

اورانہوں نے دینِ اسلام کومٹانے کیلئے ہرطرح سے اپنے زوروطاقت کواستعمال کیالیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دین اسلام روشن وتابندہ ہوتا گیا۔کئی آئمہ دین نے اس موضوع پرقلم اُٹھایااورخودان کی تحریف کردہ کتابوں سے ہی اُن کودینِ اسلام اوررسول اللہ ﷺ کی سچائی وصداقت کے حوالے دکھائے ۔اللہ تعالیٰ کےفضل وکرم سےعلمائے اسلام نے ان کےاعتراضات وخرافات کےتحقیقی وعلمی جوابات دیئے۔انہی علماء میں علامہ اویسی بھی تھےجنہوں نے عیسائیت اور یہودیت کانہایت ثابت قدمی سے مقابلہ کیااورکئی تحقیقی رسائل لکھ کردینِ متین کی محافظت کاحق اداکیااورلوگوں کوان اسلام دشمن عناصر کے اصل مقاصدوعزائم سے آگاہ کیاتاکہ مسلمان ان سےبچیں اوراپنے مذہب ودین کوان اسلام دشمنوں کے بداثرات سےمحفوظ رکھیں۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی ردِعیسائیت ویہودیت سے متعلق چند کتب

اسلام اورعیسائیت کاموازنہ	ردِعیسائیت	اسلام اورعیسیٰ علیہ السلام
ذبیحہ نصرانی	یہودکی نبوت دشمنی	ردِکمیونسٹ
ازاحۃ التلویث فی عقیدۃ التثلیث	تقابلِ ادیان	الامرالنجیح فی حیاۃ المسیح
الاتقان فی الردعلی الکفرارفی القرآن	ذکرالنبی الجلیل فی الزبوروالتورۃ والانجیل	
ہمارے نبی ﷺ غیرمسلموں کی نظرمیں	نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعدان کے مشاغل	

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی ردِنیچریت پرمشتمل کتب

ردِنیچری	نیچری نظریات

علامہ فیض احمداُویسی علیہ الرحمہ کاحقیقی مقصدتھاکہ عام حالت سےنکل کرعلمی دنیامیں انقلاب برپاکیاجائےاوراسلام کی حقانیت کاپرچم ہرسو لہرایاجائے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کواس نیک مقصدمیں کامیابی وکامرانی سے ہمکنارفرمایا۔اورآپ نےعلمی دنیامیں ایساانقلاب برپاکیاکہ ہرسوآپ کےعلمی کارناموں کےڈنکے بجنے لگے۔آج آپ کی علمی اورتدریسی خدمات کوخراج عقیدت پیش کرتے ہوئے پاکستان کی مختلف یونیورسٹیزاوردیگرمذہبی وتعلیمی اداروں میں مختلف شعبوں میں تحقیق کاکام زوروشورسے جاری ہے۔میں نےبھی ایک ادنیٰ طالب علم(محمدشہزادقادری ،ایم فل ریسرچ،شعبہ تاریخ،دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور)کی حیثیت سےعلامہ اویسی صاحب کی مذہبی اورتصنیفی خدمات کوخراج تحسین پیش کرنے کیلئے یہ ادنیٰ سی کاوش سرانجام دی ہےاس پرمیں اپنے رب عزوجل کاشکرگزارہوں کہ جس کی توفیق سے مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی۔اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ سی کاوش کوقبول فرماکرمیری مغفرت کاذریعہ بنائے۔آمین

باب4

علماء کرام/سکالرز کے تأثرات وتعزیتی پیغامات

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی حیات میں علماء کرام/سکالرز کے تأثرات

حضرت علامہ محمد اشرف آصف جلالی حفظہ اللہ تعالیٰ

پروفیسر محمد اشرف آصف جلالی صاحب ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے بانی ہیں آپ جامعہ جلالیہ رضویہ مظہرالاسلام داروغہ والا، لاہور کے شیخ الحدیث اور پرنسپل بھی ہیں آپ کا شمار پاکستان کے نامور مذہبی سکالرز میں ہوتا ہے آپ ہمیشہ بحوالہ گفتگو فرماتے ہیں آپ کا خطاب سحر انگیز ہوتا ہے اس کے علاوہ آپ مصنف کتب کثیرہ بھی ہیں آپ کو حضرت علامہ اویسی صاحب سے سند خلافت بھی حاصل ہے آپ علامہ اویسی صاحب سے بہت عقیدت رکھتے ہیں

حضرت علامہ فیض احمد اویسی حفظہ اللہ تعالیٰ ایک عہد ساز شخصیت ہیں آپ نے حیات مستعار کے لمحات زریں کو نہایت اچھے مصرف میں صرف کر رکھا ہے۔ آپ کے شخصی خاکے میں سادگی کا رنگ اور عاجزی کا حسن عجیب کشش پیدا کیے ہوئے ہے۔ آپ نے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے پلیٹ فارم سے یوں کشت درس وتدریس کو سیراب کیا اور گلشن تعلیم وتعلم کی آبیاری کا ایک زمانہ آپ کے فیض سے جگمگا اٹھا۔ آپ نے سالانہ دورہ تفسیر القرآن سے مبلغین کی ایک بہت بڑی کھیپ تیار کی۔ آپ کے جامعہ کے فارغ التحصیل علماء دور دور تک علم وحکمت کے نقیب بنے اس سے بڑھ کے کمال سیال قلم کا ہے۔ جو تقریباً نصف صدی کا سفر طے کرنے کے باوجود ابھی تک خشک نہیں ہوا۔ آپ تصنیف وتالیف کے میدان اہلسنت وجماعت میں انفرادی شان کے حامل ہیں آپ کا قلم حقائق کی بہت سی وادیوں کا سیاح اور دقائق کے بہت سے صحراؤں کا مسافر ہے۔ آپ کے ذہن میں بہت سے طائران تحقیق کا آشیانہ اور دل میں بہت سے اسرار ورموز کا خزینہ ہے۔ آپ کے قلم نے بہت سے اندھیروں سے پنجہ آزمائی کی اور آپ کے علم نے بہت اجالے بانٹے ہیں۔ سب سے بڑھ کے آپ کو عشق رسول ﷺ کی دولت میسر ہے جس کا منظر میں نے دیار حبیب ﷺ میں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

حضرت علامہ رضائے المصطفیٰ نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مولانا رضائے المصطفیٰ نقشبندی صاحب جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور کے شیخ الحدیث اور ناظم اعلیٰ ہیں آپ علامہ اویسی صاحب کے دورہ تفسیر القرآن کی کلاس کے شاگرد بھی ہیں آپ کو علامہ اویسی سے بے حد عقیدت ہے

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی شخصیت ان گنت خوبیوں کی جامع ہے آپ کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر لکھنے لکھانے، پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں سفر میں بھی لکھنا لکھانا آپ کا معمول رہتا ہے اور ایک بڑی خوبی جو آپ میں دیکھی گئی ہے کہ تحریر کے دوران اگر کوئی مہمان آجائیں آداب میزبانی کا خیال رکھتے ہوئے اسکے ساتھ گفتگو بھی فرماتے رہتے ہیں مگر تحریر کا ذوق بھی متاثر نہیں ہونے دیتے۔ ایک وقت میں کئی کام چلتے رہتے ہیں۔ آپ محض تعلیم پر زور نہیں دیتے بلکہ نوجوانوں کی تربیت پر بڑا زور دیتے ہیں۔ آپنے ساری اولاد کو عالم بنایا اور خدمتِ دین ہی کو دارین کی سعادت وعظمت کا ذریعہ سمجھا۔

لاہور کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ کے بانی محقق اسلام حضرت علامہ حاجی محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے جب وقت کی ضرورت

کومحسوس کرتے ہوئے ''دورہ تفسیر القرآن'' شروع کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کا حسن انتخاب قبلہ اویسی صاحب ہی تھے۔ ۱۹۸۲ء میں قبلہ اویسی صاحب کی معیت میں جامعہ میں دورہ تفسیر القرآن کا آغاز ہوا قبلہ اویسی صاحب بہاولپور سے تشریف لائے۔مصروفیت کے باوجود قبلہ فیض ملت مدظلہ نے وقت عنایت فرمایا۔آپ پر سیاسی مقدمات بھی تھے بعض اوقات سبق پڑھا کر بہاولپور جانا پڑتا پھر پیشی سے واپس آکر بھی سبق پڑھاتے۔دورہ کے دورانِ سوالات سے نہیں گھبراتے تھے بلکہ خوب تسلی بخش جواب ارشاد فرماتے۔انداز تعلیم بڑا زبردست تھا ایک ایک آیت کے نیچے حوالہ جات کا دریا بہادیتے تھے

دورانِ تدریس پرُ جوش بیان کرتے تھے کہ طلباء نعرہ تکبیر ورسالت لگانا شروع ہوجاتے تھے۔ان کی شخصیت پُرکشش تھی پنجاب بلکہ بیرون پنجاب سے بھی طلباء استفادہ کیلئے جمع ہوتے تھے حتی کہ سندھ سے بھی طلباء استفادہ کیلئے جامعہ رسولیہ شیرازیہ کا رخ کرتے تھے اوراپنے سینوں کوعلم کی روشنی سے منور کرکے واپس پلٹتے تھے۔بہت تھوڑے لوگوں کو قرآن پاک کا ترجمہ اتنا ازبر یادہوگا جتنا کہ قبلہ اویسی صاحب مدظلہ کا ترجمہ ازبر ہے بلکہ ایک مرتبہ آپ کو یہ کہتے بھی سنا گیا کہ مجھے منزل پڑھتے ہوئے بہت کم متشابہ لگتا ہے۔اس لیئے کہ اسکا ترجمہ اور مفہوم میرے ذہن میں ہوتا ہے۔سفر میں اگر کتاب پاس نہ ہوتی تو آپ مسلسل اپنے خاص وظائف پڑھتے رہتے کلاس میں آپ طلباء کو بالکل بور نہیں ہونے دیتے تھے بلکہ علمی لطائف کے ساتھ کلاس کا ماحول بہت خوشگوار رکھتے طلباء آپ سے بہت مانوس رہتے۔

قبلہ اویسی صاحب مدظلہ خود فرماتے تھے کہ دورہ تفسیر القرآن پڑھانے کا مقصد متاع دنیا جمع کرنا نہیں بلکہ میری شدید خواہش ہوتی ہے کہ ہر سال رمضان المبارک مدینہ طیبہ میں گزاروں لیکن ذاتی وسائل اتنے نہیں کہ جاسکوں لیکن اللہ تعالیٰ اس طرح سبب بنادیتا ہے کہ دوتین جگہ احباب دورہ تفسیر القرآن کیلئے بلالیتے ہیں اسکے ذریعہ سرکاردوعالم ﷺ کی حاضری کا بندوبست ہوجاتا ہے۔چند مرتبہ والد گرامی علیہ الرحمۃ اور قبلہ اویسی صاحب اکھٹے حاضری کیلئے گئے۔جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں ۱۹۸۲ء میں دورہ کے آغاز میں قبلہ اویسی صاحب تشریف لائے اور کئی سال تک مسلسل تشریف لاتے رہے اور طلباء کی علمی پیاس بجھاتے رہے کئی نامور علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا جن کی فہرست بہت طویل ہے۔قبلہ اویسی صاحب کا وجود کسی نعمت سے کم نہیں آپ مسلک کی بہت زیادہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے فیض یافتہ ہیں۔اللہ تعالیٰ قبلہ اویسی مدظلہ کوتادیر مسلک اہلسنت وجماعت کی خدمت کی مزید طاقت وتوفیق عطافرمائے اورآپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم فرمائے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی امیر احمد نقشبندی

حضرت علامہ مفتی امیر احمد نقشبندی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے نائب شیخ الحدیث اور صدر مدرس ہیں آپ نے جامعہ رضویہ سے علامہ اویسی صاحب کے پاس درس نظامی کیا ہوا ہے اس کے علاوہ آپ کو حضرت اویسی کی طرف سے سند خلافت بھی حاصل ہے آپ کا شمار علامہ اویسی کے خاص محبین میں ہوتا ہے

یہ قدرت کا حسین انتخاب ہے میرے استاذ مکرم قبلہ فیض ملت مدظلہ جنکی ساری زندگی دین متین کی خدمت سے عبارت ہے اللہ تعالیٰ ے آپ کو بیک وقت کئی خوبیوں سے نوازا ہے حافظ قرآن بھی ہیں شیخ الحدیث، شیخ التفسیر بھی ہزار ہا کتب ورسائل کے مصنف بھی، اعلیٰ درجہ کے مدرس بھی ہیں اور فن مناظرہ میں اپنی مثال آپ ہیں ۱۹۸۰ء میں مَیں ایس۔ سی کالج بہاولپور میں زیر تعلیم تھا۔نماز جمعہ جامع مسجد صادق بہاولپور میں ادا کرنے جاتا تھا۔تقریر سن کر دلی سکون حاصل نہیں ہوتا تھا۔ایک بار میرا ایک سکول کا شاگرد مجھے قبلہ فیض ملت مدظلہ کے پاس لایا کہ آئندہ جمعہ نماز ہم وہاں اکھٹے پڑھیں گے۔موسم گرما تھا جامع مسجد سیرانی میں بروز جمعہ آپ کا خطاب پرُ تاثیر سنا تو دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہوا۔اسی ہفتے ایک جگہ آپ سے بالمشافہ ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا بیٹا کیا کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ میں کالج میں پڑھتا ہوں آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکلا کہ ،توں تاں ساڈے

ڈادا ہیں،، پھر کیا ہوا اسی ہی ہفتے سارے اسباب بن گئے۔ موانع ورکاوٹیں دور ہوگئیں تو میں کالج کو خیر باد کہہ کر آپ کی خدمت عالیہ میں مدرسہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد حاضر ہوگیا اور سلسلہ تعلیم کا آغاز کر دیا۔ آپ کی خدمت عالیہ زانوئے تلمذ تہ کر کے مجھے چند کتب پڑھنے کا موقع نصیب ہوا۔ یوسف زلیخا (فارسی) صرف بہائی، ابواب الصرف، علم الصیغہ، مختصر المعانی، سلۃ العلوم، مسلم الثبوت، صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ موطا امام مالک، موطا امام محمد، طحاوی شریف وغیرہ کے سبق کو آسان کر کے طلباء کے ذہن نشین کرنا یہ آپ کی خداداد صلاحیت ہے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ کا خصوصی میدان تصنیف وتالیف ہے۔

آپ کے قلم میں خالق کائنات نے اس قدر برکت رکھی ہے کہ عصر حاضر میں تصنیف وتالیف کی کثرت آپکا طُرہ امتیاز ہے سفر وحضر میں آپکا قلم جاری وساری رہا یہاں تک کہ گاڑی میں سفر کے دوران بھی قبلہ فیض ملت دینی مضامین کو رشحاتِ کلک کی صورت دیتے رہے۔ اذان فجر کے بعد آپکا معمول رہا ہے سیرانی میں مسجد آکر قرآن مجید کے تین پاروں کی تلاوت، دلائل الخیرات شریف، حزب البحر شریف، درود مستغاث پڑھتے رہے ہیں بعد نماز فجر درود شریف، کلمہ طیبہ کا ورد طلباء کے ساتھ پھر ختم شریف پھر وظائف پڑھ کر نماز اشراق ادا فرما کر گھر جا کر کچھ دیر تک محو استراحت ہوجاتے پھر ناشتہ کر کے تصنیف وتالیف میں مصروف ہوجاتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ آپ کو حیات خضری عطا فرمائے اور صحت کاملہ نصیب فرمائے۔ اہل سنت وجماعت پر آپ کا بابرکت سایہ تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین

حضرت علامہ مولانا مختار احمد غوثوی مدظلہ

حضرت علامہ مختار احمد غوثوی جامعہ مہریہ فیض آباد بندرہ پلی بہاولپور کے شیخ الحدیث ہیں آپ جید علم دین ہیں آپ محکمہ تعلیم بہاولپور میں بطور اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر بھی خدمات انجام دے چکے ہیں آپ کا شمار بہاولپور کے نامور علماء کرام میں ہوتا ہے آپ درس نظامی کی کلاس کے علامہ اویسی صاحب کے شاگرد ہیں آپ علامہ اویسی کے بہت بڑے عقیدت مند ہیں

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتھم العالیہ اسوقت دنیاء علم وعرفان کے آفتاب حکمت وجدان کے ماہتاب ہیں۔ علمی اور تحقیقی حوالہ سے اس زمانہ میں آپ بلا قیل وقال حجت اور برہان ہیں۔ آپ نے تحصیل علم کے بعد مختلف مقامات اور مدارس میں تدریس وارشاد کا سلسلہ جاری رکھا علم کے موتی لٹاتے رہے تشنگان علوم وفنون اپنی پیاس ان کے چشمہ فیض سے بجھاتے رہے۔ بالآخر آپ اپنے آقائے نعمت حضور قبلہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد قادری رضوی نور اللہ مرقدہ کے فرمان کے تحت بہاولپور تشریف لائے۔ استاذ کامل کے فرمان کی تاثیر اور ان کی دور بین نگاہ کے تصرف کے ظہور کا موقع تھا۔

عوام الناس پریشان تھے روح محمدی کا دُور دُور تک نشان نظر نہ آتا تھا یہ مرد قلندر متوکل علی اللہ ہو کر بہاولپور وارد ہوا اور للّٰہیت وخلوص کے ساتھ جب خدا ومصطفےٰ عزوجل و ﷺ کا درس دینا شروع کیا، دلوں کی مردہ زمین زندہ ہونے لگی، زبانیں ذکر مصطفےٰ ﷺ سے تازگی پانے لگیں، الصلوۃ والسلام کے ایمان افروز ترانے گائے جانے لگے، فضائیں پھر سے معطر ہونے لگیں، قلوب واذہان اس مرد حق آگاہ کی توجہ سے سرور ولذت حب رسول ﷺ سے جلا پانے لگے۔

آپ تفسیر، حدیث، فقہ علوم متداولہ اور غیر متداولہ میں مہارت تامہ کے حامل ہیں اور آپ کی ذات میں ملکوتی صفات کے بے شمار پہلو ہیں جس پہلو پر نظر کی جائے آپ اسلاف واخلاف کا نمونہ ایک مثال اور مینارہ نور نظر آتے ہیں آپ نے ہر فن اور ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً 3500 سے زیادہ ہیں بالخصوص تفسیر اور حدیث کے میدان میں اس دور میں آپ کا ثانی مشکل ہے علم وعمل زہد وتقوی صبر ورضا استقامت وتوکل کے پیکر مجسم ہیں اور زیارت کرنے سے خدا یاد آجاتا ہے اہل علم ودانش کا فرض بنتا ہے کہ آپ کی ذات پر تحقیق کریں آپ کو پڑھیں اور عوام کو آگاہی دیں۔

قاری ضیاء محمد مہروی صاحب مدظلہ

قاری ضیاء محمد مہروی صاحب جامعہ غوثیہ کہروڑپکا میں شعبہ تجوید وقرأت کے سابق انچارج بھی رہ چکے ہیں آپ عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے بہت بڑے عقیدت مند ہیں

حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ ایک منفرد شخصیت ہیں۔آپ اسلاف کے ایثار، اخلاص، استقامت وعزیمت، ورع وتقویٰ کا کامل مظہران کی علمی وراثت کے امین، معاصرین میں اپنی ہمہ جہت شخصیت کی وجہ سے نمایاں وممتاز اور مینارنور ہیں۔علامہ اویسی صاحب کو ہرعلم وفن پر کامل عبور حاصل ہے آپ نے ہرموضوع پر کتابیں لکھیں اوراب بھی سلسلہ جاری ہے۔علامہ اویسی صاحب جن علمی رفعتوں اور مناصب جلیلہ پر پہنچے ہیں ان میں سے کوئی بھی موروثی نہیں ہے، ایسانہیں ہے کہ آپ کو سجی سجائی مسند مل گئی ہواور زیب سجادہ بن گئے ہوں مریدین، متوسلین، دولت وثروت کے انباراوراہل عقیدت وارادت کا جم غفیر آپ کو ورثے میں مل گیا ہو بلکہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جواپنی دنیا خود تعمیر کرتے ہیں۔

علامہ اویسی صاحب کا انداز تدریس ایسا حکیمانہ ہے کہ آپ ایک جانب اپنے تلامذہ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں انکو بلند ہمتی کا درس دیتے ہیں کہ اپنے علاقوں میں جاکر دین متین کی خدمت میں مصروف ہوجاؤ۔فقیرکئی مرتبہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوااور آپ کے پرجوش خطابات بھی سنے اور تصنیفی کام بھی دیکھا۔دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ کو صحت کاملہ عطافرمائے اور آپ کا سایہ اہلسنت پر تادیر قائم ودائم رکھے۔آمین

مولانا ڈاکٹر محمد فضیل عیاض قاسمی نقشبندی

مولانا محمد فضیل عیاض قاسمی دربار عالیہ موہڑہ شریف، کوہ مری کے چشم وچراغ ہیں یہ سلسلہ نقشبندیہ کی بہت بڑی خانقاہ ہے آپ علامہ اویسی کے بہت بڑے عقیدت مند ہیں

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی کی خوبصورت، بامقصد، ایمان افروز کاوشوں کو میں سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے موجودہ دور میں اپنے اسلاف کے خزانوں کو ہم جیسے عام لوگوں تک پہنچانے کا شاندار اہتمام فرمایا۔جس سے ہمیں اپنے مسلک سے باخوبی آگاہی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ایسی شخصیات کے فیض کو عام فرمائے جن کے دل ودماغ میں سرکار مدینہ ﷺ کی سچی محبت موجزن ہوتی ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِفیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ٦٦)

علامہ مفتی محمد احمد نعیمی

علامہ محمد احمد نعیمی دارالعلوم انوار مجددیہ نعیمیہ کراچی کے سابق شیخ الحدیث ہیں آپ عظیم مدرس اور نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی صاحب سے محبت رکھتے ہیں

اس دور حاضر میں استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی جو بیک وقت ایک مدرس، محدث، مفسر، مصنف، مترجم اور واعظ جیسی خوبیوں سے متصف ہیں عوام وخواص پر اللہ عزوجل کا احسان عظیم ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِفیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ٦٦)

علامہ سید ریاض حسین شاہ

علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب جماعت اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلی ہیں آپ کا شمار پاکستان کے نامور مذہبی سکالرز میں ہوتا ہے، بہت بڑے عالم دین ہیں ماہنامہ دلیل راہ کے سرپرست بھی ہیں آپ بہت بڑے مفسر قرآن ہیں آپ لاہور میں میاں محمد نواز شریف والی اتفاق مسجد لاہور کے

خطیب بھی ہیں آپ کا شمار بھی علامہ اویسی کے عقیدت مندوں میں ہوتا ہے

علامہ موصوف (فیض احمد اویسی) برصغیر پاک و ہند میں ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تین ہزار سے زائد کتب کا یہ عظیم مصنف و مترجم ایک حرکی، فعال اور علمی اعتبار سے بے تاب شخصیت کا مالک ہے ان کا بڑھاپا قرطاس وقلم کی دنیا میں زلیخا کی جوانی کا مصداق ہے۔ روحانی آداب و تربیت کا شاہکار انسان علامہ اویسی یقیناً یہ صلاحیت رکھتا تھا کہ علامہ سیوطی کی صحیح ترجمانی کرے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۶۸)

علامہ محمد منظور احمد فیضی

علامہ محمد منظور احمد فیضی جامعہ فیضی رضویہ بہاولپور کے بانی ہیں آپ نامور شیخ الحدیث تھے آپ کا شمار علامہ اویسی کے ہم عصر علماء میں ہوتا ہے

حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور ان کا قلم دن رات خوب چلتا ہے۔ اور مترجم موصوف اہلسنت کے اختلافی مسائل میں بھی رضویت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص، ۶۸)

علامہ محمد منظور احمد شاہ

علامہ محمد منظور احمد شاہ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے بانی و شیخ الحدیث ہیں آپ بہت بڑے مصنف اور مفسر قرآن ہیں آپ کا شمار بھی علامہ اویسی کے ہم عصر علماء میں ہوتا ہے آپ علامہ اویسی صاحب سے بہت محبت فرماتے تھے

حضرت علامہ اویسی قبلہ ہماری جماعت اہل سنت کے فاضل محقق، اہل قلم افراد میں سے ایک ہیں جن کی تحریر و ترجمہ سے ایک زمانہ مستفیض ہو رہا ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۶۸)

مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی

مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی کے بیٹے اور بہت بڑے عالم دین ہیں آپ کا تعلق مدینہ شریف سے ہے

حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی دامت برکاتہم القدسیہ، پاکستان کے استاذ العلماء فاضل جلیل اور عالم اسلام میں ایک جانی پہچانی قد آور شخصیت کے حامل ہیں۔ فاضل مترجم کے بارے میں یہ جان کر انتہائی مسرت اور قلبی سکون حاصل ہوا کہ انہوں نے ابتک کئی ہزار سے زائد کتب و رسائل و تراجم کتب پر کام کر کے دین مبین کے بے مثال خدمت کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور مزید آگے کام جاری ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۶۹)

علامہ مولانا محمد ایوب ہزاروی

علامہ محمد ایوب ہزاروی جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ کے مدرس ہیں آپ ایک نامور عالم دین ہیں آپ کا شمار علامہ اویسی کے ہم عصر علماء کرام میں ہوتا ہے

آپ اہل سنت و جماعت کے جید عالم ہیں تقویٰ و پرہیزگاری میں یادگار اسلاف ہیں، ہزار ہا کتب کے مصنف اور بے شمار کتب کے مترجم و

شارح ہیں، تفسیر روح البیان کا ترجمہ آپ کا عظیم علمی کارنامہ ہے، اس کے علاوہ صحاح ستہ ترجمہ اور شرح پر کام جاری ہے اور اسی سلسلے میں ''الفیض الجاری فی شرح صحیح البخاری'' زیر طبع ہے، آپ کے تراجم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حضرت تحت اللفظ مفہوم بیان نہیں فرماتے بلکہ اس ترجمہ کی قوسین میں وضاحت اور شکوک وشبہات کا بالتفصیل ازالہ بھی فرماتے ہیں جس سے اصل کتب کا فہم آسان ہوجاتا ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۶۹)

علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی

علامہ محمد نظام الدین رضوی رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور، بھارت ہیں آپ نامور مصنف اور جید عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے ہم عصر اور بہت بڑے عقیدت مند ہیں

موصوف سرعت تحریر وکثرت تصانیف میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز حیثیت کے حامل نظر آتے ہیں، سنا ہے کہ ابتک چھوٹی بڑی تین ہزار سے زائد کتابیں ان کی نوک قلم سے معرض وجود میں آچکی ہیں، جن میں کئی ضخیم کتابوں کے ترجے بھی شامل ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ ان کتابوں کا مقام تحقیق و پایۂ تدقیق کیا ہے؟ لیکن اتنا تو مسلم ہے کہ ان کو تصنیف وتالیف اور ترجمہ کے لئے بے پناہ جدوجہد اور انتھک جانفشانی کرنی پڑی ہوگی آج پاک و ہند میں ایسا کثیر التصانیف بلکہ پورے عالم اسلام میں ایسا عالم دین موجود نہیں۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۷۰)

ڈاکٹر صاحبزادہ فریدالدین قادری

علامہ فریدالدین قادری خانقاہ قادریہ علمیہ سولجر بازار کراچی کے سجادہ نشین قادری مسجد کے خطیب ہیں آپ نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے عقدت مند ہیں

معروف عالم دین متین، ممتاز محقق محدث عظیم، حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ والغفر ان کی ذات مبارکہ ہمارے تعارف کی محتاج نہیں الحمدللہ آپ کی دینی وعلمی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ایک بڑا طبقہ آپ کی علمی ودینی کاوشوں کا مرہون منت ہے۔ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمتہ والغفر ان سے سلسلہ قادریہ میں شرف بیعت وخلافت اجازت کا شرف آپ کو حاصل ہے۔ بالخصوص عقائد اہل سنت پر آپ کی متعدد تصانیف شہرت حاصل کرچکی ہیں۔ اور ''تفسیر روح البیان'' کا اردو ترجمہ ''فیوض الرحمٰن'' کے نام سے آپ کا عظیم علمی سرمایا ہے مذکورہ تفسیر میں آپ نے تحقیق کا حق ادا فرمادیا ہے۔ حضرت علامہ فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف میں ''کارآمد مسئلے''، فیض الجاری فی شرح وترجمہ بخاری''، ''الحقائق فی الحدائق شرح حدائق بخشش''، ''صحیح مسلم کا ترجمہ وشرح'' شامل ہے۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی تصانیف منظر عام پر آنے کے بعد مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ان سے استفادہ کررہی ہے اور قابل مبرک ولائق تحسین ہیں وہ افراد اور وہ ادارے جو حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی تصانیف کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۷۵)

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعلیم القادری

حضرت علامہ محمد عبدالعلیم قادری دارالعلوم قادریہ سبحانیہ شاہ فیصل کالونی نمبر ۵، کراچی کے ناظم اعلی ہیں آپ نامور عالم دین ہیں

علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی صاحب تصانیف کثیرہ محتاج تعارف نہیں، آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں بر صغیر پاک و ہند کی

زمین تا قیامت اپنی اس خوش بختی پر نازاں رہے گی کہ اس دھرتی نے عظیم اولیاء کرام اور علمائے ذی وقار کو اپنی گود مہیا کی۔ ان مقدس ہستیوں کا اگر تفصیلاً ذکر کیا جائے تو یقیناً طویل وقت اور کئی دفاتر درکار ہوں گے، تاہم ان مقدس ہستیوں میں ایک نام حضرت محدث اعظم ثانی پاکستان حضرت علامہ مفسر قرآن مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کا ہے آپ کی بہت ساری تصنیف کردہ کتب نظروں سے گذریں۔ خاص کر تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ وشرح تفسیر روح البیان، ترجمہ شرح جامی، خصوصاً زیر نظر کتاب ''فیض الجاری شرح صحیح البخاری'' اور بہت ساری کتابیں جو فقیر نے مطالعہ کی ہیں۔۔ اور کئی مرتبہ دورۂ تفسیر القرآن کریم پڑھاتے ہوئے حضرت کے طرز استدلال اور طرز تکلم کو سماعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی تصنیف کردہ تقریباً ۵۰۰۰ سے زائد کتب سے آپ کا تبحر علمی واضح ہے۔ آپ زہد وتقویٰ میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ حدیث وفقہ میں ماہرانہ حیثیت کے مالک ہیں۔ منطق وفلسفہ، صرف ونحو ،علم فرائض، وتوقیت ،تصوف، اخلاق، قرأت، معانی، تجوید، مناظرہ، رسم الافتاء، اصول حدیث، تفسیر، اصول تفسیر، عقائد وکلام، تاریخ وفن تاریخ، عروض و قوافی، ہیات وحساب، بیان ولغت، سلوک وسیر، شمائل، اسماء الرجال، قضاوتدریس، تقریر وتحریر، اشتقاق وتکسیر، نظم ونثر، عربی وفارسی، حکمت، مثلثات و مربع، فراست، قیافہ، طبیعات ودیگر علوم میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔ آپ ہر کتاب کا نہایت آسان وسلیس اردو میں ترجمہ کرتے ہیں جس سے ہر مسلمان فائدہ حاصل کرتا ہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۹۲)

عبدالعزیز عرفی

عبدالعزیز عرفی صاحب سابق ایڈووکیٹ آف سپریم کورٹ پاکستان ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت متاثر تھے

علامہ فیض احمد اویسی صاحب کی لکھی ہوئی کتابوں کی فہرست بعنوان ''علم کے موتی'' نظر نواز ہوئی۔ علم اللہ تعالیٰ کی صفتِ عظمیٰ اور وحی کیا گیا وہی علم قرآن معظم میں مرکوز ہے۔ سرور دین ﷺ کی نبوت کا غایت ہی علم ہوا۔ آپ ﷺ نے علم ہی کے ذریعہ سے دنیا جہان کے تاریک گوشوں کو روشن ومنور کیا۔ ملت مسلم اتباع رسول اکرم ﷺ کرتے ہوئے جب تک علم کے فروغ میں مصروف رہی سرخ رو ہوئی اور ہر سو کامیابی وکامرانی نے اس کے قدم چومے۔ الحمدللہ شیخ الحدیث محمد فیض احمد اویسی صاحب فروغ علم میں مصروف ہیں اور اس طرح یہ طریقہ احسن دینی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۹۵)

سید صابر حسین شاہ بخاری

سید صابر حسین شاہ صاحب کا تعلق برہان شریف اٹک سے ہے آپ خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں آپ نامور مصنف اور جید عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت محبت رکھتے ہیں علامہ اویسی صاحب نے آپ کو سند خلافت سے بھی نوازا ہے

ماضی قریب میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ عصر حاضر میں آپ کے شیفتہ وفریفتہ فیض العلماء علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے دو ہزار سے زائد تصانیف صفحۂ قرطاس پر لا کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کر دی ہے عامۃ المسلمین کی اعتقادی وعملی تربیت کے لئے دینی لٹریچر کا بکثرت ہونا ازحد ضروری ہے میرے ممدوح نے ہر موضوع پر خوب لکھا ہے نہایت مشکل مضامین ومطالب کو نہایت واضح اور عام فہم بنا دیا ہے۔ ہر موضوع پر احادیث اور قرآن تفسیر اور اقوال اکابرین کے بکثرت [illegible] فیض مجسم [illegible] محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کی تالیفات کا اہم مقصد [illegible] کہ ہر مسلمان صراط

مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے اپنے آقائے دو جہاں، فخر کون ومکاں ﷺ کی غلامی اور اتباع رسول مقبول ﷺ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ قلم و قرطاس سے محبت کرنے والے اور ن والقلم وما یسطرون کی تفسیر پر عمل کرنے والے ہیں۔ آپ کی تصانیف ادبی، فکری، روحانی اور تحقیقی محاسن سے مالا مال ہیں۔ ہر تصنیف میں ''احقاق حق وابطال باطل'' نمایاں ہے آپ کا خامہ عنبر شمامہ اپنے جلو میں بے شمار حقائق و معارف لئے ہوئے ہیں۔ رشد وہدایت کا مینار ہیں یا علم کا سمندر بے کنار۔ ''تصانیف اویسی'' میں ایک سچے عاشق رسول ﷺ کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے ہر تصنیف میں عشق رسول ﷺ کے عناصر موجود ہیں۔ جب کہیں رحمت کائنات، فخر موجودات ﷺ کا تذکرہ حسین آیا تو خامہ اویسی محبت کی لے میں سر مست ہو کر چلتا ہے محبت و شیفتگی نمایاں ہوتی جاتی ہے اور پھر عشق وادب کے دھارے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ الحاصل علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ دنیائے اہل سنت کی آبرو، قلم کے بادشاہ بلکہ جہاد بالقلم کے غازی ہیں۔ یقیناً ان کا وجود مسعود ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل سرمایۂ اہلسنت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ کی عمر دراز فرمائے تاکہ ان کے علم وعمل کی نورانی کرنیں ہمیشہ دنیائے سنیت کو منور اور تابناک کرتی رہیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۹۸)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر مسعود احمد ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے بانی ہیں آپ سیکریٹری تعلیم سندھ بھی رہ چکے ہیں

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ وطن عزیز کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ علماء کے درمیان وہ اپنی مخصوص خوبیوں کی وجہ سے نہایت ممتاز ہیں۔ وہ زبان اور قلم دونوں سے ہمہ وقت دین کی خدمت میں مصروف ہیں ان کا قلم حضر ہی نہیں بلکہ سفر میں بھی جاری رہتا ہے۔ وہ ہزاروں کتب ورسائل کے مصنف ومترجم ہیں۔ علامہ اویسی مدظلہ ناموس قلم کے پاسبان ہیں۔

حضرت علامہ مولانا ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ارشد القادری بھارت کے جید عالم دین ہیں آپ بہت بڑے مصنف ہیں رئیس التحریر کے نام سے جانے جاتے ہیں آپ کا شمار بھی علامہ اویسی کے ہم عصر علماء میں ہوتا ہے علامہ اویسی سے بہت عقیدت رکھتے تھے علامہ اویسی صاحب نے آپ کو سند خلافت سے بھی نوازا تھا

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کی تصانیف کی فہرست (علم کے موتی) دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا کم علم وفن کے مختلف موجوعات پر اُنکی تصانیف کی تعداد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی گنتی میں ہیں۔ اگر علامہ اویسی مدظلہ کی کتب کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑی لائبریری وجود میں آسکتی ہے۔

حضرت علامہ قاضی عبدالدائم نقشبندی مدظلہ

علامہ قاضی عبدالدائم نقشبندی درگاہ عالیہ نقشبندیہ ہری پور ہزارہ کے سجادہ نشین ہیں آپ کا شمار نامور علماء کرام میں ہوتا ہے آپ علامہ اویسی کے ہم عصر علماء میں سے ہیں آپ علامہ اویسی سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں

امام جلال الدین سیوطی اور اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہما کے بعد حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی ہے کہ انہوں نے اپنے قلم کو خوب استعمال کیا ہے اور عربی و اردو میں اتنی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کی ماضی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی کتب کی فہرست علم کے موتی، دیکھ کر حیران رہ گیا کہ علامہ اویسی مدظلہ دن رات صرف شاید یہی کام کرتے ہوں گے مگر جب پتہ چلا کہ آپ درس وتدریس کو بھی پورا وقت دیتے

ہیں اور وعظ وتقریر کیلئے بھی ملک کے دُور دراز تک سفر کرتے ہیں تو میری حیرت دو چند ہوگئی۔

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب مدظلہ

پروفیسر نور احمد شاہتاز علامہ اویسی کے شاگرد ہیں نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے بڑے عقیدت مند ہیں

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کی علمی خدمات کا اعتراف ہر صاحب علم کی زبان ونوک قلم پر ہے۔ پاکستان میں فکر اعلٰحضرت فاضل بریلوی کے احیاء کیلئے حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور مسعود ملت ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہما کے علاوہ جن چند بزرگوں کے نام لیے جا سکتے ہیں ان میں علامہ اویسی مدظلہ سرفہرست ہیں ہزاروں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تحریریں آپ کی زندگی کے ایام کے کسی خاص مشن کیلئے وقف ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سید مسعود الحسن شہاب دہلوی

سید مسعود الحسن شہاب دہلوی تاریخ کے عظیم مورخ ہیں اس کے علاوہ کثیر کتابوں کے مصنف اور صحافت میں بھی اعلیٰ مقام رکھتے ہیں یہ علامہ اویسی کے ہم عصر ہیں اور علامہ صاحب سے بہت عقیدت رکھتے تھے

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کا تذکرہ ،،**مشاہیر بہاولپور**،، میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عین اسوقت جب بہاولپور بد عقیدہ لوگوں کی گرفت میں تھا علامہ اویسی مدظلہ مسلک اہل سنت کا علم لے کر یہاں آئے اور وہ سرزمین جو یارسول اللہ ﷺ کے نعروں کیلئے ترس رہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے یارسول اللہ ﷺ اور صلوٰۃ وسلام کی صداؤں سے گونجنے لگی اور تصنیفی، تقریری اعتبار سے گراں قدر خدمات سرانجام دی۔

(سید محمد منصور شاہ، ماہنامہ الحدائق میانوالی، ص ۸)

حضرت سید مسعود الحسن شہاب دہلوی موحوم بانی اخبار (الہام) بہاولپور آپ کے خطاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: آپ کو قرآن وحدیث، تفسیر اور فقہ پر دسترس حاصل ہے تحریر وتقریر پر یکساں قدرت رکھتے ہیں انداز خطابت نہایت دلکش اور دلآویز ہے مترنم آواز میں جب کوئی نقطہ بیان کرتے ہیں تو مجمع وجد میں آجاتا ہے انداز تقریر اگر چہ قدیمی علماء کرام جیسا ہے لیکن کوئی بات استدلال یا توجیہ سے خالی نہیں ہے

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگار فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 36-35)

علامہ اللہ بخش نیر چشتی نقشبندی مجددی القادری

علامہ اللہ بخش نیر چشتی آستانہ عالیہ ہوت والا شریف چمن شاہ تحصیل وضلع لیہ کے سجادہ نشین اور نامور علام دین ہیں آپ انجمن سپاہ مصطفیٰ کے بانی ہیں اس کے علاوہ مرکزی عیدگاہ جھنگ کے خطیب بھی رہ چکے ہیں آپ کا شمار بھی علامہ اویسی کے ہم عصر علماء میں ہوتا ہے

میں تو یوں کہوں گا کہ مشک وعنبر کبھی تعارف کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنا تعارف آپ ہوتا ہے استاذ العلماء علامہ اویسی صاحب کی شخصیت ہمہ صفت موصوف ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں گونا گوں صفات اور خصوصیات کا حامل بنایا ہے۔ مجھے یہ لکھتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ علامہ اویسی صاحب میرے قبیلہ "لاڑ" کے چشم وچراغ ہیں اور یہ قبیلہ لاڑ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پشت سے چلا ہے۔ اسی قبیلہ کے تین بھائی جو کہ غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مرید تھے کے فرمان کے مطابق ادھر برصغیر میں تشریف لائے تھے اور غیر مسلم سے جنگ لڑتے ہوئے درجہ شہادت حاصل کیا تھا ان میں ایک ہمارے جد امجد حضرت محی الدین المعروف جیٹھہ تھے۔ بھٹہ آپ کے ایک خلیفہ تھے جس کی بناء پر عوام میں آپ جیٹھہ بھٹہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ خان پور ضلع رحیم یار خان میں ان کا مزار زیارت خاص وعام ہے۔ مخدوم محی الدین المعروف جیٹھہ بھٹہ سائیں کی اولاد اب ''لاڑ'' یا ''جام'' کے نام سے برصغیر میں مشہور ہے۔ علامہ اویسی صاحب فن تحریر کی وہ بے مثال شخصیت ہیں جن کی کتابیں اس وقت

۵۰۰۰ سے تجاوز کر چکی ہیں۔ اس زمانہ میں درپیش ہر مسئلہ پر آپ نے قلم اٹھایا ہے اور ہر مسئلہ کو اپنے مخصوص انداز میں الم نشرح کر کے چھوڑا ہے بعد میں آنے والی نسلیں مدتوں ان کی کتب سے استعفادہ حاصل کرتی رہیں گی۔ فن تدریس میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اسلامی علوم وفنون ہوں یا دورۂ حدیث و تفسیر آپ کے لاکھوں شاگرد اس وقت دنیا کے مختلف کونوں میں جہالت کے اندھیروں کو مٹاتے ہوئے علمی ضیاء پاشیاں کر رہے ہیں۔

حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی مدظلہٗ

علامہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب درگاہ عالیہ کاظمیہ ملتان کے سجادہ نشین اور عالم اسلام کے نامور عالم دین ہیں آپ جماعت اہلسنت کے امیر بھی ہیں آپ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی میں انگلش کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں آپ علامہ اویسی صاحب کے استاد علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کے بیٹے ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت محبت رکھتے ہیں

۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ ۴ ستمبر ۰۴ء بروز ہفتہ دورہ حدیث شریف کی تقریب میں اختتامی خطاب کے لیے حضرت صاحبزادہ والا شان مظہر غزالی زماں علامہ سید مظہر سعید کاظمی مدظلہٗ کو عرض کیا گیا آپ نے فرمایا کہ آج میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت شیخ القرآن والحدیث ہمارے مسلک کے عظیم عالم دین علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب کے درس قرآن کے افتتاح اور دورہ حدیث کے اختتام میں حاضری کی سعادت ملی۔ ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے علماء ومشائخ عظام کو آپ نے مبارک باد دی کہ ایک عالم باعمل سے علمی وروحانی فیض حاصل کرنے کا موقعہ ملا آپ نے دور حدیث کے حوالہ سے پُرمغز گفتگو فرمائی اور بخاری شریف کی جن احادیث کو غیر مقلدین دلیل کے طور پیش کر کے اہلسنت احناف پر اعتراض کرتے ان کی شرح اور حدیث کے طلباء کو بہت علمی خطاب سے مستفید فرمایا۔ جامعہ کے تعلیمی' اور تعمیری پروگرام پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور ڈھیر دعاؤں سے نواز حضرت فیض ملت قبلہ اویسی صاحب کی صحت کے ساتھ درازی عمر کی خصوصی دعا فرمائی۔

علامہ اقبال احمد اختر القادری

علامہ اقبال احمد اختر القادری کراچی کے عظیم عالم دین ہیں آپ کا شمار اعلیٰ پائے کے مصنیفین میں ہوتا ہے آپ خانہ فرہنگ کے ترجمان (ایران کے سفارتخانے میں ترجمان) بھی ہیں آپ علامہ اویسی کے شاگرد ہیں علامہ اویسی نے آپ کو خلافت سند سے بھی نوازا ہوا ہے آپ علامہ اویسی سے بہت محبت رکھتے ہیں

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ ایک جامع المعقول والمنقول شخصیت ہیں۔ عقائد اہلسنت کی ترویج واشاعت، رغبت دین واسلام اور عصر حاضرہ میں درپیش علمی وعملی بے راہ روی اور معاملات ومسائل کی اصلاح کے لیے ان گنت چھوٹی بڑی کتب تحریر فرما چکے ہیں۔ علامہ اویسی مدظلہ العالی انتہائی فقیر صفت طبیعت کے حامل، کمال درجہ صاحبِ تقویٰ وتصوف اور عشق رسول ﷺ سے سرشار اللہ تعالیٰ کے ولی کامل ہیں جو طریقت ومعرفت میں بھی خدماتِ تصوف پیش کر رہے ہیں۔ تفسیر وحدیث وفقہ وغیرہ علوم متداولہ میں استاذ الاساتذہ کی حیثیت سے ممتاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضری عطا فرمائے اور تمام مساعی قبول فرما کر بارگاہِ نبوت ﷺ کی خصوصی توجہ کا حصہ وافر نصیب فرمائے۔ (آمین)

علامہ ابوداود محمد صادق مدظلہ

علامہ محمد صادق ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے بانی ہیں آپ بہت بڑے عالم دین اور کثیر کتابوں کے مصنف ہیں آپ جامع مسجد زینت المساجد چوک دارالسلام گوجرانوالہ میں گزشتہ پچاس سال سے خطیب ہیں آپ مولانا سردار احمد قادری (فیصل آباد) کے شاگرد اور علامہ اویسی کے ہم عصر اور ہم استاد بھی ہیں

علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہٗ العالی کی بے شمار دینی' روحانی' خدمات ہیں اور اہلسنت وجماعت پر احسانات ہیں۔ جبکہ آپ کا تازہ ترین وعظیم ترین کارنامہ آپ کی عربی تفسیر ''فضل المنّان فی تفسیر القرآن'' صرف آپ کی ہی نہیں۔ بلکہ تمام اہلسنت وجماعت کے لیے ذخیرہ علم وعرفان اور سرمایہ

افتخار ہے۔الحمدللہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر چھپ چکی ہے۔اور انشاءاللہ باقی جلدیں بھی ترتیب وار شائع ہوتی رہیں گی۔خدا کرے ہر جلد پہلی جلد کی نسبت نقشِ ثانی بہتر از نقشِ اول کا نمونہ ہو۔شہرہ آفاق عظیم عربی تفسیر''روح البیان' کا اردو ترجمہ شائع کرنا۔اور پاک و ہند میں مقبولیت حاصل کرنا ہی عظیم کارنامہ تھا 'جبکہ عربی تفسیر''فضل المنان'' نے علامہ اویسی مدظلہٗ کے علم وفضل اور آپ کی عظیم ومقبول شخصیت کو مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ بوسیلہ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء علامہ موصوف کی عمر وصحت وفیوض وبرکات میں مزید برکتیں عطاء فرمائے اور آپ کا سایہ ہما پایہ ہمیشہ اہلسنت وجماعت واہل علم وفضل قائم دائم رکھے(آمین علامہ اویسی کی جملہ تصانیف وبالخصوص ترجمہ تفسیر روح البیان وعربی تفسیر''فضل المنان فی تفسیر القرآن'' آپ کے نامہ اعمال ومیزان میں انشاءاللہ تعالیٰ بہت وزنی ذخیرہ آخرت ہوگا۔

حضرت مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی اکاڑوی صاحب

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب کے علمی جانشین(صاحبزادے)ہیں آپ جامع مسجد گلزار مدینہ سولجر بازار کراچی کے خطیب ہیں آپ پاکستان کے نامور عالم دین اور عظیم مذہبی سکالر ہیں آپ اعلیٰ پائے کے مصنف اور جدید محقق ہیں آپ علامہ اویسی کے ہم عصر اور بہت محبت کرنے والے ہیں

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے سالانہ جلسہ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز سوموار منعقد ہوا جلسہ میں حضرت مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی اکاڑوی صاحب (کراچی) نے حضرت مفسر اعظم پاکستان علامہ اویسی صاحب کی علمی،روحانی شخصیت کے بارے میں فرمایا کہ ایسے نایاب گوہر صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ایسا کثیر التصانیف عالم دین دنیا بھر میں تلاش کرنے سے بھی نہ ملے گا انہوں نے کہا کہ مجھے دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغ دین کے لیے جانا پڑتا ہے میں جس ملک میں بھی گیا علامہ صاحب کے مداح مجھے ملے ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اہل محبت ترستے ہیں۔اہل بہاولپور تم تو خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایسا سچا عاشق رسول (ﷺ) عالم باعمل عطاء فرمایا۔''فیض احمد'' کے موضوع پر علامہ کوکب نورانی صاحب نے دو گھنٹے خطاب فرما کر عوام وخواص کے دل جیت لیے۔

حضرت محمد سبحان رضا سبحانی میاں

علامہ محمد سبحان رضا سبحانی درگاہ عالیہ مظہر الاسلام بریلی شریف بھارت کے سجادہ نشین ہیں آپ نامور علم دین بھی ہیں علامہ اویسی کے عقیدت مند ہیں

فقیر قادری آج مورخہ ۱۶ شعبان المعظم ھ کو (شب میں) جامعہ اویسیہ رضویہ میں حاضر ہوا حضرت مولانا اویسی صاحب اوران کے صاحبزادگان سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔حضرت موصوف (اویسی صاحب) نے علمی وتصنیفی گراں قدر کارنامے انجام دے۔آپ تصانیف میں شرح ''حدائق بخشش''(۲۵ جلدیں) کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے آپ کی آسان شرح سے''حدائق بخشش'' کو سمجھنے میں خاصی سہولت ہو جاتی ہے مولیٰ تعالیٰ ان عظیم تصنیفی خدمات کو مقبولِ انام اور ذریعہء نجات بنائے آمین

مولانا عبدالرحمٰن خان

مولانا عبدالرحمٰن خان صاحب مدرسہ نورالاسلام ملاوی سنٹر افریقہ کو نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے عقیدت مند ہیں

جناب مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی کثیر التصانیف شخصیت کا نام ہے۔موصوف تحریری میدان میں اپنی مثال آپ ہیں۔افریقہ میں دن کتب مطالعہ کرنے کو ملیں دل باغ باغ ہو گیا فہرست تصانیف دیکھ کر طبیعت میں ہلچل سی مچ گئی۔الحمدللہ ثم الحمدللہ!دنیائے سنیت میں ابھی ایسی ہستیاں بھی موجود ہیں۔بیساختہ دل کی گہرائی سے آواز نکلی۔مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی کا حق ایسے ہی مصنفین نے کیا ہے جن کی طرز تحریر اور انداز تالیف رکھ کر اپنے

پرائے سبھی حیرت میں ہیں کہ درس وتدریس کا شعبہ ہی ایک زبردست اور عظیم ذمے داری اور بہت ہی مصروفیت کا شعبہ ہے لیکن تصانیف اور اتنی زیادہ تصانیف یقیناً اس میں امام عشق ومحبت فاضل عرب وعجم کا فیضان اور عرفان ہے جو کارفرما ہے۔آج کے اس پرفتن دور وماحول میں جب لوگ دین کے نام سے بھڑکتے ہیں دین کے لئے اور سنیت کی خاطر جنہوں نے اپنی حیات کے اکثر اوقات صرف اور صرف شریعت مطہرہ کے لئے وقت کر دیئے وہس ایسے لوگوں کا وجود ناپیدا اگر نہیں ہے تو کم پید یقیناً ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب کو بری نظروں سے محفوظ فرمائے (آمین بجاہ النبی الامین الکریم)

حضرت علامہ شمس الھدیٰ المصباحی مدظلہ العالی

علامہ شمس الھدیٰ المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ بھارت کے مدرس اور نامور عالم دین ہیں آپ کثیر کتابوں کے مصنف بھی ہیں علامہ اویسی سے عقیدت مند ہیں

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ سفر کراچی کے موقع پر کثیر علما اہلسنت ،مقتدائے امت سے نہ صرف شرف ملاقات بلکہ تبالہ خیالات کی سعادت بھی میسر آئی ان میں نمایاں طور پر ملک التحریر مخزن فیض و برکت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ کی ذات مبارک ہے۔خدا عزوجل نے جن کے قلم سعادت رقم میں اتنی خیر و برکت ودیعت فرمادی ہے کہ آپ کی تصانیف کا سلسلہ تین ہزار (۳۰۰۰) سے تجاوز ہو رہا ہے آپ کی تحریریں محققانہ ہوتی ہیں۔کئی کتب نظرِ فقیر سے گذریں ان میں سبز عمامہ کا جواز نامی کتاب کو تو بالاستیعاب مطالعہ کیا دل باغ باغ ہوگیا۔یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے مقدمہ اور تتمہ اس پر مستزاد ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر ظفر عباس

ڈاکٹر ظفر عباس صاحب بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں دل(CARDIAC PHYSICIAN) کے ڈاکٹر ہیں آپ علامہ اویسی کے بڑے عقیدت مند ہیں

یہ ۲۰۰۱ء کی بات ہے مین حسب معمول شعبہ امراض دل وکٹوریہ ہسپال بہاولپور میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا کہ چند صوفیائے کرام سی۔سی۔یو میں تشریف لائے۔مجھے وارڈ میں داخلے کا کاغذات دیئے، میں نے پوچھا مریض کون صاحب ہے مجھے فرمایا یہ حضرت صاحب ہیں۔میں نے ای۔سی۔جی(E.C.G) کو دیکھا پھر حضرت صاحب کو دیکھا اتنا شدید دل کا دورہ اور اتنا پرنور اور پرسکون چہرہ مبارک، حیرت بھی ہوئی اور دل کو نا معلوم سی خوشی بھی ہوئی۔میں نے فوری طور پر حضرت صاحب کو بستر پر لٹایا اور علاج شروع کیا۔عصر کا وقت نکل رہا تھا اور مغرب قریب تھی۔حضرت صاحب کی شدید خواہش تھی کہ نماز ادا کر لی جائے۔دل کے دورہ کی حالت یہ تھی کہ حضرت صاحب قضا کر لیں۔لیکن شدید خواہش پر بھی میں حضرت صاحب کو قضا نماز ادا کرنے کا نہ کہہ سکا۔حضرت صاحب نے نماز ادا کی اور رب عظیم کا شکر ادا کیا۔یہ مجھ ناچیز کی حضرت فیض احمد اویسی صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔مجھے کچھ اندازہ تو ہوگیا تھا کہ حضرت اویسی صاحب اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگوں میں سے ایک ہیں، کیونکہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب لوگوں سے ملنے کی تڑپ رہی ہے اور رب تعالیٰ کسی نہ کسی طرح میری یہ خواہش پوری فرمادیتا ہے) لیکن باقاعدہ تعارف نہ تھا۔خیر سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی سے مجھ ناچیز کی کاوشوں سے حضرت صاحب کی تکلیف میں خاصی کمی واقع ہوئی۔مجھے دلی سکون ہوا کہ مجھ ناچیز کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندہ کو شفا دی۔حضرت صاحب کا تفصیلی تعارف ہوا۔دل کو بے انتہا خوشی اور سکون ملا کہ مجھ گنہگار، دنیادار بندے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے ملوایا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو شفا عطا فرمائی۔اور میرے لیئے دعاؤں کا وسیلہ بنادیا۔اور کیا لکھوں دل میں جذبات تو بہت ہیں لیکن الفاظ ان کی صحیح عکاسی نہیں کر سکتے۔رب العزت سے دعاگو ہوں کہ حضرت صاحب یونہی ہمارے سر پر رہے اور ہم یونہی ان کی سفقت، محبت، پیار سے مستفید ہوتے رہیں۔

حضرت علامہ ابوالمسعو دمحمد ریاض محمود

علامہ محمد ریاض محمود پپلاں ضلع میانوالی کے پروفیسراور نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے شاگرداور آپ کے عقیدت مند ہیں اس پرفتن دور میں جبکہ ہرطرف کفروالحاد آندھیاں چل رہی ہیں اورعصر حاضر کے نوجوان پود دین اسلام سے بیزاری کا اظہار کررہی ہے سوشلزم کیمونزم سیکولرزم کے ایمان لیواء فتنے صفحہ ہستی پر اپنید ناپاک پنجے پھیلا رہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی مرد خدا آ گاہ سدّ سکندری بن کران ہولناک طوفانوں کا رخ پھیردے ۔حقیقتِ اسلام سے بے خبر قوم وملت کو عالمگیر مذہب اسلام کی روح سے آشنا کردے ۔اور دین مصطفوی کے جاوۂ حق میں حائل ہونے والے مذاہب باطلہ اورعقائد کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکے اوراس مقصد عظیم کے لیے سرزین بہاولپور میں خداوند بزرگ وبرتر نے اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے حضرت العلام الفہامہ مولانا الحافظ ابوالصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی کو منتخب فرمایا۔اس زمین شور میں حضرت علامہ اویسی صاحب نے علم وعرفان کا ایک سدابہار باغ لگایا ہے جس کی عطر بیز فضاؤں کی تلاش وجستجو میں اوراس چمنستان علم وادب سے گل چینی کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ناچیز بھی اس سال سرزمین میں حاضر ہوااوراس گلشن پُر بہار کو دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی اور باغبان چمن کی محنت‘ لیاقت اورسعی بے پایاں پر دل نے بے اختیار داد تحسین کے ڈونگرے برسائے ۔علامہ عصرِ حاضر حضرت اویسی صاحب سے اکتساب فیض کی سعادت نصیب ہوئی ۔اللہ اکبر ایک علم کا بحرِ ذخار جو کبھی موجزن کبھی پرسکون‘ ہرصورت میں غواصانِ بحرِ علم کولولوئے ہائے ثمینہ اور گہر ہائے نفیسہ سے نوازتا ہے ۔وضع وقطع ولباس میں سادگی کا یہ عالم بظاہر دیکھنے سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ مردحق علم کے بحر بے کراں کا حقیقت شناس ہے کوئے لیلیٰ کی خبر مجنوں کو ہے ۔علم کے طالبان ہی جانتے ہیں کہ گودڑی میں دُرِّ شہوار نہاں ہے طبیعت انتہائی سادہ ہے‘ نخوت وغرور کا نشان نہیں روش زندگی فقیرانہ ہے لیکن قول حق کہنے میں جرأت رندانہ‘ مردانہ شاہانہ ہے ‘اورانداز گفتگو باطل کے لیے بے باکانہ ہے ۔شمع مسلک اہلسنت کا جاں نثار پروانہ جس کا مقصد‘ جس نصب العین اورجس مشن کو لیکر حضور محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ سرداراحمد صاحب دامت برکاتھم العالیہ اُٹھے تھے اس مشن کو ان کے شاگرد رشید حضرت علامہ اویسی صاحب قبلہ کماحقہٗ پورا فرمارہے ہیں ۔اِن کی اس سعی ومحنت کو دیکھ حضور محدث اعظم قدس سرہٗ کی روحِ قدسی یقیناً جھوم اُٹھتی ہوگی جودت طبع اورتیزی ذہن کا یہ عالم ہے کہ سائل کو اس کے سوال ہی سے جواب عنایت کیا جاتا ہے اورمخالف کو مدلل‘ دنداں شکن‘ اورمسکت جواب ملتا ہے کہ مدمقابل بغلیں جھانکنے لگتا ہے ‘اگرنورآفتاب سے چشم شپرہ انکاری ہے تواس میں چشمہ آفتاب کا کیا قصور؟

حضرت علامہ اویسی صاحب کی مختلف موضوعات پرحقائق ودلائل سے لبریز لاتعداد تصانیف ان کے مسلک حقہ کی منہ بولتی تصویریں ہیں ۔قربت ونزدیکی سے حقیقت حال سے آگاہی ہوتی ہے کہ یہ صوفی منش مردِ خدا آگاہ سنتِ مطہرہ کا عامل ہے ۔اس پیکر خلوص اورسراپا ایثار کا وجودِ مسعود بہاولپور کے اہل سنت حضرات کے لیے مثلِ باران رحمت ہے کہ تشنگان علم ہروقت ہرلمحہ اس بحرِ موجزن سے اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں ۔کوئی بندش نہیں‘ کوئی روکاٹ نہیں‘ اس محسن ومہربان کے درِ دولت پر کوئی دربان نہیں اس مردخدا آگاہ سے ملاقات کے لیے پہلے سے ٹائم لینے ضرورت نہیں بلکہ ہرکہ ومہ ہرادنیٰ واعلیٰ کے لیے دروازے کھلے ہیں ۔لیکن ورطہ حیرت میں کہ صدہا میلوں کی مسافت طے کرکے آنے والے فیض یاب ہورہے ہیں لیکن اپنے بیگانوں کی طرح طوطا چشمی فرمارہے ہیں ۔اے اہلیان بہاولپور کبھی اس بحر شریں کے آب زلال سے اپنے شکوک وشبہات کی پیاس بجھا کر تو دیکھوں کہ پھر کبھی احساسِ تشنگی نہ رہے تمہارے متعلق حضرت علامہ اویسی صاحب کا نظریہ بھی وہی ہے جو شاعر مشرق کا تھا۔حضرت علامۃ العصر مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب کا وجود مسعود بہاولپور کے لیے رحمت اوراہلسنت کے سواداعظم کے لیے باعثِ صدافتخار ہے ۔میری تو پرخلوص دعا ہے کہ ایزدتعالیٰ بارگاہِ اقدس سے باغبان کو عمرِ خضر ملے تاکہ یہ گلستانِ علم وادب سدامہکتارہے اور ہزاروں پژمردہ دل اس کی عطر نشانیوں سے تروتازگی پاتے رہیں اوراس مینارہ روشنی کی ضیاء پاشیوں سے تیرہ وتار دل جلا پاتے رہیں ۔آمین ثم آمین

حضرت مولانا ممتاز حسین ناطق صاحب مدظلہ العالی

مولانا ممتاز حسین ناطق جامعہ خدیجۃ الکبری ہری پور ہزارہ، صوبہ سرحد کے مہتمم ہیں آپ جید عالم دین اور علامہ اویسی سے محبت کرنے والے ہیں

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے رفقاء خلفاء تلامذہ اور فیض یافتہ علمائے کرام نے ان نکات کی روشنی میں مفید لٹریچر عام کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ان ہی میں سے ایک نام مفسر قرآن، مفکر اسلام، فیض ملت، محدث بہاولپوری حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور پنجاب) کا ہے، آپ اہلسنت کے نامور عالم دین ہیں، آپ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید، حضرت خواجہ محمد الدین سیرانی علیہ الرحمہ کے مرید صادق اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء کے نامور خلیفہ ہیں، پہلے حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں تدریس کا آغاز فرمایا جہاں تا حال اشاعت دین کا مقدس پروگرام جاری ہے اور بے شمار آپ کے تلامذہ اندرون ملک و بیرون ملک کئی مدارس چلا رہے ہیں۔ تدریس کے علاوہ آپ ملکی سیاست سے بھی گہرا شغف رکھتے ہیں۔ مملکت خداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے سلسلے میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ فاضل نبیل مولانا ابوالصالح الحاج محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ جہاں ایک فاضل مدرس ہیں وہاں تحریر میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ایام طالب علمی سے لکھ رہے ہیں۔ مسلسل لکھ رہے ہیں، لکھتے لکھتے تھکتے نہیں۔ خوشی سے جامے میں پھولے نہیں سماتے، جہاد بلقلم سے سرشار ہیں، نہ ان کو صلہ کی پرواہ ہے اور نہ ستائش کی تمنا۔

علماء اور اہل فکر و دانش کے لیے ضروری اور بنیادی دینی لٹریچر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فراہم کر دیا تھا۔ اس کے بعد لٹریچر کے سلسلے میں عامتہ الناس کو مخاطب بنانے والی اور متاثر کرنے والی کتابوں کی شدید ضرورت تھی اگر چہ علماء کرام نے اس کمی کو دور کرنے کی سعی کی ہے لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی طرح ''ذخیرۂ بے بہا'' فراہم نہ کیا جا سکا۔ اس کمی کو دور کرنے کے لے فیض ملت شیخ التفسیر الحدیث بحر العلوم علامی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی میدان عمل میں آئے اور عوام الناس کے حلقوں کے لیے اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے لیے اور عام فہم لٹریچر مہیا کرنا شروع کر دیا۔ تصانیف کے نام بھی عام فہم اور آسان ہیں خود لکھتے ہیں '' فقیر نے عربی اور طویل نام لکھنا چھوڑ دیا '' اگر چہ اس سے اہل علم کو کوفت ہوتی ہے۔ اور فقیر کی تحقیر بھی ہوتی ہے لیکن مجبوری ہے کہ عوام سے واسطہ ہے۔ (ایضاً)

ماضی قریب میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار سے زئد تصانیف صفحہ قرطاس پر لا کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔

عامتہ المسلمین کی اعتقادی و عملی تربیت کیلیے دینی لٹریچر کا بکثرت ہونا از حد ضروری ہے فیض ملت علامہ اویسی قبلہ نے ہر موضوع پر خوب لکھا ہے نہایت مشکل مضامین و مطالب کو نہایت آسان اور واضح اور عام فہم بنا دیا ہے۔ ہر موضوع پر قرآنی آیات و تفاسیر اور احادیث مبارکہ اور اقوال اکابرین سے بے شمار حوالے پیش کئے ہیں۔ فیض مجسم علامہ فیض احمد اویسی قبلہ کی تالیفات کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ فخر کون و مکاں ﷺ کی غلامی اور اتباع رسول مقبول ﷺ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

علامہ صاحبزادہ عبدالجلیل علی احمد رضا سلیمانی رضوی

علامہ عبدالجلیل علی احمد رضا آستانہ عالیہ/جامعہ سلیمانیہ رضویہ مانگٹ شریف ضلع منڈی بہاؤالدین کے سجادہ نشین و مہتمم ہیں آپ جلیل القدر عالم دین اور علامہ اویسی صاحب کے شاگرد ہیں

آپ نے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے سالانہ جلسہ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۸ بروز سوموار منعقدہ جلسہ میں اپنے خطاب میں ۱۹۶۷ء کے دورہ

تفسیر القرآن کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے اپنے استاد حضرت قبلہ مفسر اعظم پاکستان علامہ اویسی صاحب مدظلہ کے پاس زانوئے تلمذ تہ کیا آج ان کے فیض سے یہ مقام حاصل ہے کہ مانگٹ شریف میں عظیم دینی درسگاہ قائم ہے جہاں سے ہزاروں تشنگان علم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے استاد محترم مدظلہ کا وجود عالم اسلام کے لیے نعمت ہے ان کے علمی، روحانی فیض سے ہم سب کو فیضاب ہونا چاہیے۔

علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد علماء کرام/سکالرز کے تأثرات اور تعزیتی پیغامات

علامہ شاہ محمد تبریزی القادری

علامہ شاہ محمد تبریزی القادری اسلامک ٹریننگ، معارف اسلامیہ جامعہ کراچی کے نامور ریسرچ اسکالر ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت محبت رکھتے ہیں

۱۵/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ/۲۶/اگست ۲۰۱۰ء بروز جمعرات علم کا وہ موتی، گوہرِ آبدار، جو ۱۹۳۲ء میں مثلِ سورج طلوع ہوا۔ ڈوب گیا اور اپنے پیچھے علم کے موتی ایسے بیشمار، اندر قطار، الماریوں، طاقوں اور صندوقوں میں مثلِ اوراق وکتب، مسودہ ومبیضہ، قلمی ودستی چھوڑ گیا، جس سے تشنگانِ علم بعداز وصال بھی سالہا سال، دُرِ بے مثال سے ''نہال ہوتے'' رہیں گے۔ حضرت علامہ حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ، اپنی ذات میں انجمن در انجمن، بہارِ چمن، رشکِ سخن، بوئے سوسکن، صاحبِ علم وفن، جن سے چمکے کوہ ودمن، دوصوبوں کے سرتاج، علم کی معراج اور قلم کی لاج تھے۔ آپ کی علمی وادبی کاوشیں بیش بہا، قلم موجِ رواں، علم رشکِ جہاں، تصنیفات بحرِ بیکراں، تحقیقات نقش بر آبِ زر، تالیفات رشکِ گہر، مسودات مثلِ نوُرِ قمر، ہزار ہا کتب زیورِ طباعت سے آراستہ وپیراستہ، جس موضوع کو لیا اسے دکھایا ''سیدھا راستہ'' زبان شستہ، نِتھری ستھری، چاندنی میں دُھلی، کوثر میں دُھلی، کج مج زبانی سے احتراز، ایک جملے میں سارا راز، لفظوں کا رکھ رکھاؤ، معانی کا رچاؤ، مفہوم کا سجاؤ خاصہ تحریر ٹھہرا۔

ایسا ادب اور ایسے ادیب، اب زمانے میں ناپید، قحط الرجال، علم پر وبال اور عمل پر زوال شدید، عالم ایسے کہ بحرِ ناپید کنار، مفسر ایسے کہ باطل پر دھار، محدث ایسے کہ عشق رسول ﷺ سے سرشار، مناظر ایسے کہ دشمن کی مسلسل ہار۔ یہی سرشاری وجذبہ تھا کہ شب وروز قلم سے ہاتھ نہ چھوٹا۔ سانس کی ''ڈوری'' ٹوٹ گئی لیکن قلم نہ روٹھا اور دامن رسول ﷺ ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ پہلے وہ ہمارے لئے لکھتے تھے، اب ہم ان کے لئے لکھ رہے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ علامہ اویسی علیہ الرحمہ سے ہمارا رشتہ ٹوٹا۔ یہ تو ''ہمارا کرم پھوٹا'' کہ رب تعالیٰ نے ہم میں سے ''علم کا موتی'' ایسا، کہ نہ تھا کوئی اس جیسا، اپنی بارگاہ میں چُن لیا، حالانکہ اس نے تو ہمیں اپنے دل میں پرونے، ''آنکھوں سے چھونے'' کے لئے دیا تھا۔ ہم نے تو اسے ''ہاتھ کا چھالا'' بھی نہ بننے دیا۔ ہم سوچتے رہ گئے اور وہ جس کا ''موتی'' تھا وہ ہم سے ''اُچک'' لے گیا۔ آپ صاحبِ اعزاز اور صاحبِ اعجاز تھے۔ کیا رتبہ پایا، تراویح اول میں قرآن سنانے کا ۱۹۴۷ء میں رب تعالیٰ نے اپنے کلام ہدایت، قرآن نہایت کو ان کے سینے میں موجزن فرمایا، ادھر آپ نے مصلیٰ سنایا اور اُدھر ستائیسویں شب کو، اسی سال، اِسی ماہ مملکتِ خداداد، دنیا کا اولین نظریاتی ملک، بنام ''پاکستان'' وجود میں آیا۔

آپ نے دوران تعلیم امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے تصنیف اور تحقیق وتالیف کا جو سلسلہ شروع فرمایا اس کی طباعت واشاعت بعداز وصال بھی مثل صدقۂ جاریہ، جاری وساری ہے۔ تفسیر عربی دس مجلدات ،ترجمۂ روح البیان زبان اردو بنام ''فیوض الرحمٰن'' پندرہ مجلدات، ترجمۂ بخاری بنام ''فیض الجاری'' دس جلدات، ترجمۂ مسلم شریف دس جلدات اور شرح حدائق بخشش بنام ''الحقائق فی الحدائق'' ۲۵ جلدیں شاہکار رشحاِ قلم ہیں۔ آپ نے حضرت علامہ مولانا سردار احمد لائکپوری مدفیوضۂ نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ راقم کے استاد محترم حضرت علامہ مولانا مفتی غلام یاسین راز امجدی شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ رسولیہ ملیر، کراچی نے بھی آپ ہی سے فیض پایا اور راقم کو حضرت مفتی صاحب سے شرفِ تلمذ خصوصی حاصل ہے اس لئے یہ بات میرے لئے باعث صد اعزاز ہے کہ حضرت علامہ اویسی اور راقم آپس میں استاد بھائی ہیں رب ذوالجلال عزوجل ہمیں فیض ملت کے قلم کی آبرو، برابر ورکھنے کی توفیق بطفیل رسولِ کریم ﷺ عطا فرمائے۔ آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگار فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۷۸، ۷۷)

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف

پروفیسر سید محمد عارف شعبۂ اردو، گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور کے سابق صدر ہیں آپ علامہ اویسی کے بڑے عقیدت مند ہیں

حضرت العلامہ فیض احمد ویسی علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال کی جانکاہ اطلاع ملی، اناللہ وانا الیہ راجعون، اتنی عظیم ہستی کا ہمارے درمیان سے اُٹھ جانا عالم اسلام بالخصوص دنیائے اہل سنت کے لئے نا قابل تلافی نقصان ہے۔ وہ اک محدث، مفسر قرآن، بے مثل خطیب ومقرر اور صاحب تصانیف کثیرہ اورزبردست فقیہہ تھے۔ جب سے حضرت علامہ مرحوم نے بہاولپور میں قدم رنجہ فرمایا میں اس وقت سے ان کی دینی، علمی اور اصلاحی مجاہدانہ سرگرمیوں سے واقف ہوں۔ان سے یہ قلبی تعلق میرے والد گرامی سید قاری محمد حفیظ الرحمٰن کا ان سے محبت کا فیض ہے عشق رسول ﷺ کا پرچار دونوں کا مشترکہ مشن اور یہی ان کی آپس میں محبتوں کی بنیاد تھا۔عم مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ جب بھی بہاول پور تشریف لاتے ان کے ہمراہ تو ضرور ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا۔ان کی سادگی، بے ساختگی، ان کا خلوص اور محبتیں بھلائی نہیں جاسکتیں۔وہ اسم با مسمیٰ تھے۔احمد مجتبیٰ ﷺ کا فیض ان کے ذریعے دور دور تک پہنچتا رہا۔وہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ان کا دنیا سے چلے جانا دراصل محبّ اور محبوب ﷺ کا وصل ہے۔اللہ تعالیٰ اوراس کے محبوب ﷺ نے یقیناً انہیں اپنے آغوش رحمت میں لے لیا ہوگا۔وہ تو ہماری دعاؤں کے محتاج نہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہماری عافیت بھی بخیر کردے۔اللہ تعالیٰ ان کے فرزندوں کے ذریعے ان کے فیض کو ہمیشہ جاری رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص۵۰)

علامہ اقبال احمد اختر القادری

علامہ اقبال احمد اختر القادری کراچی کے نامور عالم دین اور کثیر کتابوں کے مصنف ہیں آپ نے جامعہ رضویہ سے درس نظامی کیا ہوا ہے علامہ اویسی نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا ہوا ہے

آفتاب علم وفضل غروب ہوگیا علامہ اویسی وصال فرما گئے آپ کا چلے جانا ایک عظیم سانحہ ہے ویسے تو ہر کسی کو جانا ہے مگر ہمارا جانا اور ہے، اُن کا جانا اور ہے اُن کا جانا علم کا اُٹھ جانا ہے وہ سراپا علم تھے وہ عالم باعمل تھے علم دین کی بہار عمل سے ہے اور عمل کی بہار اخلاص سے ہے، وہ سراپا اخلاص تھے اُن کی صحبت سراسر محبت اور شخصیت باغ و بہار تھی۔ حیف کہ یہ بہار نذر خزاں ہوگئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔اُن کی کتابیں سامنے ہیں اُن کی باتیں کانوں میں رس گھول رہی ہیں ان کی یادیں دل میں بسی ہیں جو دلوں کو گرماتی رہیں گی وہ آنکھوں سے دور سہی مگر دل سے قریب ہیں

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص٦)

مولانا محمد دلاور حسین اویسی

مولانا محمد دلاور حسین اویسی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور اور مدرسہ غوثیہ رضویہ گوجرانوالہ کے فاضل ہیں آپ عالم دین اور علامہ اویسی کی اکثر کتابوں کے مصنف ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت محبت کرتے ہیں

علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمہ اللہ اسلام کی روشن نشان تھے جس کے وجود سے وقیدت مسلک کو تقویت ملی تھی اور جس کے دم قدم سے اغیار کے سامنے قدم جما کر کھڑے ہونے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔وہی ذات پاک جس کے قبضہ قدرت میں سب کی جان ہے رزق، دولت، مال و عزت ہے آج ہم سیدی پیر صاحب کی بات کررہے ہیں۔آپ حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے اس گاؤں سے لیکر پوری دنیا کو اسلام سے روشناس کرایا ہزاروں کی تعداد کو اسلام کی دولت سے مالا مال کروایا۔میری ملاقات حضرت سے ۱۹۸۴ء میں جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور میں ہوئی دورۂ تفسیر کے دوران میں نے دیکھا کہ اتنا بڑا عالم پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہونے کے باوجود بھی سب کو وقت دے رہا ہے آپ کا پیار و محبت دیکھ کر ہر کوئی یہ

محسوس کرتا کہ آپ اس سے زیادہ پیار کرتے ہیں آپ باوقار، پُر خلوص اور مخلص انسان تھے اخلاق کا زندہ مجسمہ تھے جو پہلی بار ملتا آپ کے رنگ یعنی اویسیہ رنگ میں رنگ جاتا۔ ملنے والا مضطرب ہو جاتا شش وپنج میں پڑ جاتا کہ یہ پہلی ملاقات تھی یا ہم پہلے بھی مل چکے ہیں۔ آپ شاگردوں اور مریدوں سے دوستوں کی طرح پیش آتے زندہ ولی کی تصویر تھے محبت کا پیغام تھے ہر ایک کا دکھ درد سمجھنے والے اور حل کرنے والے تھے پُر خلوص ہونا بھی ایک کامیاب انسان کی نشانی ہے۔

فیض احمد اویسی انسانیت کی مکمل تصویر تھے۔ سچے عاشق رسول ﷺ تھے آپ حب رسول ﷺ کے جس بلند مقام پر فائز تھے وہ لفظ اور کا بوجھ بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ خود ہی عشق رسول ﷺ تھے یوم الست سے آپ کا خمیر عشق نبی ﷺ سے اٹھایا گیا۔ آپ کا عشق لاجواب تھا آپ کی ہر گفتگو کا نچوڑ اور خلاصہ حب رسول ﷺ تھا آپ کسی بھی موضوع پر خطاب کر رہے ہوتے خواہ سیاسی ہو یا اقتصادی بات کا اختتام اسی نقطہ عشق رسول ﷺ پر ہوتا۔ آپ عشق رسول ﷺ میں گم ہوئے ایک عاشق تھے۔ آپ بلند پایہ مصنف تھے۔ اعلیٰ ذہانت کے مالک تھے بڑے پراثر انداز میں تین ہزار کتابیں لکھیں جن میں عربی کی تفسیر بخاری شریف، شرح تفسیر اویسیہ، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی حدائق بخشش کی شرح جو پچیس جلدوں پر مشتمل تھی اتنے واضح اور ماہرانہ موتیوں کی مانند لفظ پڑھ کر ہر کوئی لفظوں کی دھن میں کھو جاتا ہے۔ یوں تو دنیا میں انگنت لوگ آکر چلے گئے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا محلے یا گاؤں کو پتا چلتا ہے مگر جو لوگ صاحب علم ہوتے ہیں وہ ہمیشہ یاد رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 63)

آپ نے ہمیشہ اپنے دستخطوں میں یوں لکھا "مدینہ کا بھکاری" آپ کشتہ عشق رسول ﷺ تھے ہر سال مدینہ طیبہ میں حاضری کی نعت سے شاد کام رہے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص 54)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

پروفیسر مجید اللہ قادری سابق صدر شعبہ پٹرولیم وسیکریٹری ہیں اور جنرل سیکریٹری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی بھی ہیں

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمہ دور حاضر میں ان چند علمی روحانی شخصیات میں شامل تھے جو اس زمانے میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں۔ اس زمانے میں تعداد کے لحاظ سے علماء کی تعداد کی کوئی حد نہیں مگر سلف الصالحین کے معیار پر پورا اتریں خال خال نظر آتے ہیں۔ تمام ہی تمام دین کی خدمت ہی کے لئے دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں جس طرح تمام ڈاکٹر انسانوں کی خدمت کے لئے ڈاکٹری پڑھتے ہیں مگر ڈاکٹر بننے کے بعد وہ خدمت خلق بھول جاتے ہیں اور وہ انسان کی جان بچانے سے قبل اپنا معاوضہ پہلے پورا لیتے ہیں پھر انسان کی جان بچا کر خدمت خلق کرتے ہیں یہ ہی جذبہ ان نوجوانوں میں بھی ہوتا ہے جو دین کی خدمت کے لئے دینی علوم حاصل کرتے ہیں مگر عالم بننے کے بعد اس دین کو اپنے اوپر لاگو نہیں فرماتے اس کی تعلیم انسانوں کو دیتے ہیں اور دینی خدمت کا سارا اجر دنیا میں ہی لے لینا چاہتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ تاریخ پر نظر ڈالیں تو خدمت دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر نظر آتا ہے اور ان کے سامنے اجر سارا کا سارا آخرت کی کمائی ہوتی تھی یہ سلف الصالحین دینی خدمات اور اجر کے سلسلے میں قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کا نمونہ تھے۔ ''اور میں تم سے اس بات پر (دینی خدمت پر) کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے'' (۱۰۹۔شعرا)

علامہ فیض احمد اویسی رجوی علیہ الرحمتہ نے اپنی حیات میں اپنے اساتذہ کرام کے اور اپنے مشائخ کے استاد امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی مکمل پیروی کرتے ہوئے اپنی ۸۰ سالہ دینی خدمات کے دوران اجر کے سلسلے میں اپنی نظر کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر مرکوز رکھا اور دینی خدمت کے دوران دنیا میں کسی سے نہ اجر کی امید رکھی اور نہ کسی حیلہ بہانے سے اجر کی کوشش کی اور اسی عمل کے ساتھ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے جہاں وہ قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کی روشنی میں نہ صرف سکون پا رہے ہوں گے بلکہ شادمانی منا رہے ہوں گے۔ ترجمہ ومفہوم "شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں

اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم خوشیاں مناتے ہیں اللہ عزوجل کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔''

(۱۷۰۔۱۷۱، ال عمران)

حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمتہ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین اور فروغ تعلیمات امام احمد رضا کے لئے استعمال کیا ان کا قلم سفر و حضر میں برابر دینی مسائل کے حل اور لوگوں کو علوم قرآن وحدیث سے آگاہی کیلئے رواں دواں رہتا حال یہ تھا کہ سفر میں اگر کاغذ میسر نہیں اور ذہن میں کوئی نکتہ یا کسی مسئلے کا حل آجاتا تو وہ زمین پر پڑے ہوئے سگریٹ کی ڈبیہ یا پنی پر اس نکتہ کو تحریر فرما لیتے کہ بعض اہم نکتہ صرف ایک دفعہ ہی ذہن میں آتا ہے تحریر کرتے وقت اس بات کا بھی خیال نہ کرتے کہ وہ مضمون یا مقالہ یا تحریر بہت طویل ہوگئی ہے اور لوگوں کے پاس دور حاضر میں دین کو بھرپور سمجھنے کے لئے وقت ہی نہیں ہے مگر حضرت اس لئے تحریر فرما دیتے کہ تحریر تا قیامت تک آنے والے لوگوں کو فائدہ دیتی ہے اور نہ جانے کس زمانے میں کسی کو کون سی تحریر پڑھنے کو مل جائے اور پھر مجھے اس کا اجر خداوند کریم برزخی زندگی میں بھی عطا فرما دے اس لئے وہ اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے علم کو کاغذ میں منتقل فرما دیتے تاکہ لوگ فیض یاب ہوتے رہیں۔

حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمتہ نے اپنی پوری زندگی تدریس اور تحریر اور کبھی کبھی تقریر کی صورت میں گزاری وہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے پیروکار تھے اس لئے اس عمل کی بھی پیروی فرمائی کہ تقریر تو ہوا میں تحلیل ہوجاتی ہے مگر تحریر نہ صرف قیامت تک محفوظ رہتی ہے بلکہ جب تک سیاہی کاغذ پر محفوظ ہے اس تحریر کا ثواب ملتا رہتا ہے اور قیامت کے دن وہ سیاہی نامہ اعمال میں شہدا کے خون کی طرح تولی جائے گی اس لئے آپ نے تحریر پر بھرپور توجہ فرمائی جس کے نتیجے میں ہزاروں مقالات اور سینکڑوں کتابچوں کی صورت میں ایک ضخیم سرمایا یادگار چھوڑ گئے۔

حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمتہ نے امام احمد رضا کی تحریریں اور فتویٰ نویسی کی مکمل پیروی فرمائی کہ جس طرح امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے پاس کوئی استفتا آتا تو وہ اکثر اس کے جواب میں ایک مقالہ یا رسالہ اردو، عربی یا فارسی زبان میں تحریر فرماتے اور بعض وقت اس کو کتابی شکل بھی دے دیتے اور اس کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی نے سینکڑوں کتابیں تمام ہی تمام دینی عناوین اور دنیاوی علوم پر ہی تحریر فرمائیں۔حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمتہ نے بھی اپنے دارالافتاء سے فتاوی کا سلسلہ جاری رکھا اور امام احمد رضا کی پیروی کرتے ہوئے مستفتی کو جواب مختصر دینے کے ساتھ ساتھ اس کو ایک مقالہ کی شکل دے دیتے چاہے وہ چند صفحات پر ہی مشتمل ہو۔چنانچہ آپ کا فتاوی جو ہزاروں فتووں کا مجموعہ ہے وہ ہزاروں مقالات پر پھیلا ہوا ہے اگر ان سب کو اکٹھا کر کے فتاویٰ کی صورت میں فقہی اعتبار سے شائع کیا جائے تو عوام اہل سنت کے لئے ایک بڑا سرمایا ہوگا۔

حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمتہ نے فتاویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ کئی عنوانات پر باقاعدہ کتب بھی تحریر کیں ہیں ان میں تراجم، تفاسیر و احادیث بھی ہیں جن میں سب سے اہم ترجمہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل حقی کی تفسیر روح البیان کا ترجمہ فیوض الرحمٰن ہے جو ۱۸ جلدوں پر مشتمل ہے جس کو حضرت نے اپنی زندگی میں شائع بھی کر دیا تھا اس کے علاوہ امام احمد رضا کے نعتیہ کلام حدائق بخشش کی شرح ہے جو ۲۵/ جلدوں میں مکمل فرمائی جس کی ۱۴/ جلدیں شائع ہوگئیں ہیں یہ شرح عام علماء کے لئے بہترین علمی ذخیرہ ہے کہ ایک ایک موضوع پر ان کو آیات، احادیث، آثار اور حکایات اکٹھا مل جاتی ہیں کہ اشعار کی شرح ہی نہیں بلکہ اشعار کے موضوع پر تمام مواد اکٹھا کر دیا ہے اگر اس شرح کو نظر ثانی کے بعد دوبارہ شائع کیا جائے تو یہ ادبی حلقوں میں بھی پسند کی جاسکے گی اسی طرح روح البیان کے ترجمے کو بھی نظر ثانی کے ساتھ شائع کرنے کی ضرورت ہے۔حضرت علامہ اویسی علیہ الرحمہ نے ایک درویشانہ زندگی گزاری بہت سادہ لباس اور بہت سادہ مزاج کے مالک تھے اور فقر کو اپنا کردار بنایا۔احقر سے آپ کی کئی ملاقات رہیں علمی استفادہ بھی کیا اور حضرت نے کرم فرماتے ہوئے سلسلہ قادریہ رضویہ نوریہ میں اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی۔دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مرقد پر کڑوڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی تمام خدمات کو خواہ تحریری، تقریری یا تصنیفی اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور حضرت کی سادہ زندگی سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگار فیض ملت فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۱۷)

علامہ مولانا محمد مشتاق قادری اویسی

علامہ مشتاق قادری نامور عالم دین اور علامہ اویسی کے خلیفہ ہیں آپ گزشتہ کافی سالوں سے کراچی میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں موت ایک اٹل حقیقت ہے کہ جس کا انکار یا اس سے راہ فرار کسی مخلوق کے بس میں نہیں، جب حقیقت واضح اور سامنے ہو تو ہر نفس سمجھوتہ کر لیتا ہے مگر یہ کیسی حقیقت ہے کہ نہ انکار کی جرأت ہے نہ اقرار کا حوصلہ۔ اس خبر کے سنتے ہی دل بیٹھتا گیا اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا کہ اسلام کی ممتاز و منفرد شخصیت حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس المناک واقعہ سے فقیر خود کو یتیم اور بے سہارا محسوس کرنے لگا۔ اللہ عزوجل حضور فیض ملت رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک کو اپنی جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کی تربت پر رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ آمین

حضور فیض ملت رحمتہ اللہ علیہ اسلام کی وہ واحد اور منفرد ہستی ہیں کہ جنہوں نے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کے لئے تحریر کو اپنا مقصد (اُڑھنا بچھونا) بنایا اور اس مقصد کے تحت آپ نے سینکڑوں موضوعات پر تقریباً ۵۰۰۰ سے زائد کتب و رسائل قلمبند فرمائے جن میں خاص طور پر روح البیان کا ترجمہ فیوض الرحمٰن ۱۴/ جلدیں، شرح حدائق بخشش ۲۵/ جلدیں، شرح مثنوی مولانا روم ۲۰/ جلدیں زیادہ مشہور ہیں۔ آپ نے فتنۂ خارجیت، رافضیت اور مرزائیت سے متعلق آپ نے جہاد بالقلم فرما کر آئندہ نسلوں پر اسلام کی حقانیت کو واضح فرما کر احسان در احسان فرمایا۔ آئندہ جامعات سے فراغت پانے والا ہر طالب علم دلائل اور حوالہ جات کے حوالے سے حضور فیض ملت رحمتہ اللہ علیہ کے احسان کا مقروض ہے یہی نہیں بلکہ ہماری نسلیں آپ کی شخصیت کی تا دم آخر محتاج رہیں گی۔ اللہ عزوجل حضور فیض ملت مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک کو اپنے مخصوص انعامات سے خاص فرمائے اور ان کے طفیل مجھ سمیت جملہ احباب کو دین و دنیا اور آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں نصیب فرمائے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۵۸۔۵۷)

علامہ محمد منشاء تابش قصوری

علامہ محمد منشاء تابش قصوری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مدرس ہیں آپ بیشمار کتابوں کے مصنف اور عربی کتابوں کے مترجم ہیں علامہ اویسی نے آپ کو اعزاز اسند خلافت سے نوازا ہے آپ علامہ اویسی کے عقیدت مند ہیں

تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے کتب کثیرہ کے مصنف کا نام نامی اسم گرامی، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کا آتا ہے، جنہوں نے ایک ہزار کے قریب اپنی تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا جن سے آج تک زمانہ استفادہ کرتا آ رہا ہے یوں ہی حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ کی خدمت ولوح وقلم پر اکابر اسلام خراج عقیدت و تحسین پیش کرتے آ رہے ہیں۔ انہیں کے تتبع میں موجودہ زمانہ کے قابل صد تحسین و تبریک مصنف حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا نام آتا ہے جنہوں نے تین ہزار سے زائد تصانیف مبارکہ کا تحفہ قوم و ملت کو عطا فرمایا اور تاریخ میں شاید ہی کوئی اور مصنف ہو جن کے قلم کا فیضان اتنا وسیع ہوا۔ آپ کی کتابوں میں ترجمہ تفسیر روح البیان کو اولیت حاصل ہے پاک و ہند میں آپ سے پہلے کسی بھی عالم دین نے تفسیر روح البیان کا ترجمہ نہیں کیا۔ یہ سعادت عظمیٰ آپ کے حصے میں آئی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کا نعتیہ دیوان جو اپنی مثال آپ ہے جس کا سمجھنا عوام تو عوام، خواص علماء کرام کے بھی بس کی بات نہیں مگر آپ نے اردو حصہ حدائق بخشش کی جب شرح لکھنی شروع کی تا لکھتے ہی چلے گئے اور ۲۵/ ضخیم جلدوں پر اشعار کی شرح کے موتی بکھیر دیئے۔

آپ مفسر، محدث، مفتی، قاری، حافظ، اور علوم وفنون مروجہ کے زبردست عالم تھے عربی، فارسی، اردو، سرائیکی، سندھی اور پنجابی زبانوں میں آپ کی تصانیف نے سینوں کی لاج رکھ لی، آپ کامیاب مدرس، شہرہ آفاق خطیب اور سچے اور سچے مرشد کامل کی حیثیت سے جانے پہچانے گئے۔ آپ کے فیض یافتگان میں جلیل القدر علماء کرام اور مشائخ عظام کے نام آتے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ اپنے دستخطوں میں یوں لکھا ''مدینہ کا بھکاری'' آپ کشتہ

عشق رسول ﷺ تھے۔ ہر سال مدینہ طیبہ میں حاضری کی نعت سے شادکام رہے۔ کئی بارفون پر آپ نے اس قصوری کو بھی یادفرمایا اوردعائیں دیں راقم السطور نے آپ کی متعدد کتب پرنشان منزل لکھا تفسیر اویسی نے چند دورۂ قرآن پر مشتمل ہے اس پر مجھے لکھنے کا ارشادفرمایا جب میں لکھنے لگا تو پینتالیس صفحات پر مضمون پھیل گیا، راقم نے دریافت کیا کتنا لکھا جائے تو فرمانے لگے آپ کا اندازتحریراتنا دلکش، دل پذیر اور سکون بخش ہوتا ہے اگر ایک ہزار صفحات بھی لکھ دیں گے تو میں بصدمسرت وخوشی پڑھوں گا۔ کچھ کتابیں میری معرفت شائع ہوئیں رفیق محترم مولانا الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مدظلہ جوآپ کے ارشدتلامذہ میں سے ہیں انہوں نے بھی آپ کی کتابوں کی اشاعت میں خوب حصہ لیا۔عزیزالقدرمحترم جناب الحاج صوفی محمد مقصود حسین اویسی زیدمجدہ جا آپ کے خاص خادم وعاشق ہیں انہوں نے بھی آپ کی تصانیف کی طباعت میں اپنی بساط کے مطابق خوب کام کیا، آپ کی کثیر تصانیف کی فہرست بنام ''علم کے موتی'' (ڈاکٹراقبال احمداخترالقادری) نے مرتب کی جو کراچی سے شائع ہوئی۔

راقم السطور محمد منشا تابش قصوری دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے حضرت فیض ملت کے فیضان کو جاری وساری رکھے جملہ پسماندگان روحانی وجسمانی کو صبرجمیل اجرجزیل عطافرمائے اورمولانا علامہ الحاج الحافظ القاری المفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمتہ کوانعام یافتگان کی معیت عنایت کرے۔آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِفیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۵۶۔۵۳)

علامہ محمد یونس قادری نوشاہی، حافظ آباد

اہل سنت کے لئے یہ خبر بہت المناک ہے کہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی ۱۵/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کونمازفجر کی ادائیگی کے بعد اورادووظائف میں مشغول انتقال فرماگئے۔آپ ایشیا کے وہ منفرد خوش نصیب قلم قار تھے کہ جن کی زندگی میں ان کی ہزارہا تصافیف چھپ کر منظر عام پر آئیں جنھوں نے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد ریلوے اسٹیشن خانپور کی مسجد میں پہلی مرتبہ محراب سنائی وہ فرمایا کرتے کہ ''جب پہلی مرتبہ نمازتراویح میں قرآن کریم ختم کیا تو ہم اس کے ساتھ ۲۷ رمضان کو قیام پاکستان کی خوشی بھی منارہے تھے اور ہندوستان سے آنے والے مہاجرین کا استقبال بھی کر رہے تھے''

وہ عظیم ہستی جس نے 1953 میں جامعہ اویسیہ رضویہ کی بہاولپور میں بنیادرکھی اوراس وقت سے باقاعدہ پابندی کے ساتھ دورۂ تفسیر القرآن پڑھارہے تھے جنھوں نے ملک بھر میں مختلف مقامات پر تدریسی خدمات بھی سرانجام دیں اوردنیا بھر کے تبلیغی دورے فرمائے جن کو حرمین شریفین کی حاضری بےحدمرغوب تھی جوصرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے تعلق داریاں نبھاتے رہنے کے اصول پر کاربندرہے۔وہ عالم جو مطالعہ کا بہت شائق شریعت مطہرہ پرسختی سے کاربند، مسلکی حوالے سے نہایت متصلب اوراہل سنت کے تمام طبقات میں برابری کی بنیاد پر مقبول، آنے والوں سے خندہ پیشانی سے ملنے والے، ایسا اجتماعی اثاثہ جن کے داغ مفارقت سے قوم ایک محنت شعارمستعداورجیدعالم دین سے محروم ہوگئی وہ مردمجاہد جس نے آخری دم تک قلمی جہادجاری رکھا ان کی ان عظیم خدمات کو صدیوں تک یادرکھا جائے گا۔لاتعداد کتب تصنیف فرماکران کی اشاعت کی تگ ودوکرنے والے پھران کو علماء مشائخ تک پہنچانے کے متمنی اور پھران کی جانب سے سردمہری کا ذکر کرنا کہ ہمارے ہاں باتوں کے سمندر بہہ رہے ہیں جو تمام عمراہل ثروت کو ترغیب دلاتے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت سے نوازاہے تو کتب خرید کر بطور ہدایاوتحائف علماء ومشائخ کی خدمت میں پیش کریں جنھوں نے کم مائیگی کے باوجود دست تعاون بڑھایا ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے

وہ ہمہ جہت شخصیت جو تمام اوصاف حمیدہ سے متصف ہونے کے باوجود عام سے عام اورغریب سے غریب مسلمان پر بڑی محبت وشفقت فرمانے والے ایسے مردکامل کا اس دارفانی سے کوچ کر جانا ایسی کمی ہے جوشدت سے محسوس ہوتی رہے گی۔دعا ہے اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا صدقہ حضور فیض ملت کے روحانی فیوض وبرکات کو برسائے ان کے جانشین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطافرمائے ان کے صاحبزادگان اورتلاوزہ مریدین و

متوسلین اور غمزدہ خاندان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ صاحبزادگان کو ان کا فیض عام کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۵۲۔۵۱)

علامہ صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری

علامہ محمد محبّ اللہ نوری دار العلوم حنفیہ فریدیہ اوکاڑہ کے مہتمم ہیں اور ماہنامہ نور الحبیب، بصیر پور اوکاڑہ کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں آپ عظیم عالم دین اور علامہ اویسی کے عقیدت مند ہیں

قافلے تیزی سے عالم آخرت کی طرف رواں دواں ہیں، اہل علم و فضل اور ارباب فکر و نظر یکے بعد دیگرے اُٹھتے جا رہے ہیں اور قحط الرجال کا یہ دور پُر آشوب مہیب تر ہوتا جا رہا ہے۔ کس کس کا نام گنوایا جائے اور کس کس کے ہجر و فراق کی داستان الم کا نوحہ لکھا جائے اور اب یادگار اسلاف حضرت فیض ملت بھی راہی ملک بقا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلاشبہ حضرت فیض ملت کا شمار علماء ربانیین اور راسخین فی العلم میں ہوتا ہے۔ ایسی عظیم و روحانی شخصیت کے اُٹھ جانے سے دین و مسلک کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اہل خانہ، تلامذہ، مریدین و محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور صاحبزادگان کو اُن کا مشن جاری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۴۵)

علامہ محمد حسن علی رضوی

علامہ محمد حسن علی رضوی (میلسی) نامور عالم دین اور مصنف کتب کثیرہ ہیں آپ اعلیٰ پائے کے مترجم اور مناظر بھی ہیں آپ کو علامہ اویسی سے سلسلہ اویسیہ میں سند خلافت بھی حاصل ہے آپ علامہ اویسی سے بہت محبت رکھتے ہیں

علامہ فاضل اویسی محقق رضوی محمد فیض احمد اویسی سے کم و بیش ۴۵ سال سے قریبی گہرے برادرانہ پرخلوص تعلقات و روابط تھے وہ بہت جفا کش ،فرض شناس اور حساس عالم دین تھے دھن کے پکے تھے بہت محنتی انتھک تھے درس و تدریس تقریر و تحریر سے نمایاں دینی خدمات انجام دی ہیں۔ اس وقت وہ سب سے پرانے مفسر قرآن ہیں اس لئے فقیر نے ان کو مفسر اعظم پاکستان کے لقب سے یاد کیا ہے چونکہ سیدنا امام اہلسنت حضور محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد محدث بریلوی ثم لائلپوری سے شرف تلمذ حاصل ہے اور چالیس سال سے احادیث مبارکہ کا درس دیتے اور تدریس فرما رہے تھے۔ ان کی محدثانہ عظمت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے ان کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائی وہ مسلک اعلیٰ حضرت کا سرمایا تھے۔

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۳۲)

مولانا ندیم احمد قادری نورانی

مولانا ندیم احمد قادری ادارۂ تحقیقاتِ احمد رضا، کراچی کے آفس سیکریٹری ہیں علامہ اویسی سے بہت محبت رکھتے ہیں

مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ جمعرات ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء کی صبح اپنے خالق حقیقی کا ذکر کرتے ہوئے اُسی کے حضور صبح ۶ بج کر ۱۵ منٹ پر حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تقریباً بیس، بائیس سال پہلے کی بات ہے کہ جب میں نے حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی تحاریر کو پڑھنا شروع کیا اور ان تحریروں میں علم و فضل کے موتی دیکھ کر آپ کا معتقد ہو گیا، پھر اس عقیدت نے آہستہ آہستہ دل میں شوق دیدار پیدا کیا اور یہ شوق بڑھ کر حسرت بن گیا لیکن حالات نے اجازت نہ دی کہ میں خود بہاولپور آپ کے آستانے پر حاضری کا شرف حاصل کرتا، نتیجتاً حسرتِ دید ترستی رہی۔ لیکن پھر ایسا فضل رب عزوجل ہوا کہ حضور فیض ملت خود ہی کراچی میں اپنے نورانی جلووں کی تابشیں بکھیرنے تشریف لے آئے اور اُن

تابشوں سے میرا دل جگمگانے لگا۔تفصیل اس کی یہ ہے کہ ۲ مارچ ۱۹۹۶ء کو دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی میں مفتِ اعظم سندھ حضرت عبداللہ نعیمی علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس کے موقع پر ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا، جس میں حضور پیرومرشد مبلغ عالم اسلام قائد اہلسنت، قائدِ ملت اسلامیہ، سفیرِ اسلام ، حافظ، قاری، سیدنا حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری جانشین قطب مدینہ حضرت علامہ محمد فضل الرحمٰن مدنی، ماہر رضویات ومجددیات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم رحمتہ واسعتہ عالم اسلام کی ایسی جلیل القدر شخصیات رونق افروز تھیں انہیں شخصیات میں فیضِ ملت حافظ ومفتی ابوالحفاظ، ابوالمفتیان سیدی واستاذی حضور علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمتہ واسعتہ بھی جلوہ گر تھے۔اس جلسے میں نہ صرف حضور فیضِ ملت کے دیدار کی آرزو پوری ہوئی، بلکہ آپ کے ایمان افروز خطاب سے بھی محظوظ ہوا۔

اس کے بعد ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھر یہ کرم فرمایا کہ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمتہ حضرت حسان نعت کانسل پاکستان ٹرسٹ، کراچی کے زیرِ اہتمام بلال مسجد آدم ٹاؤن شمالی کراچی (نارتھ کراچی) میں تقریباً بیس روزہ (شعبان المعظم تا رمضان المبارک) دورۂ تفسیر القرآن پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور یوں ہمیں آپ کے شاگرد ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔آپ اپنے دورۂ تفسیر القرآن میں اہل سنت وجماعت کے عقائد کو بیشمار قرآنی آیات واحادیث سے ثابت کر کے حاضرین کے ایمان کو تازہ کرتے۔آپ کے دلائل کو سُن کر یاد رکھنے والا بدعقیدوں سے مات نہیں کھا سکتا، بلکہ اُنہیں قائل یا ذلیل ورسا کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔دلائل سے دلوں کو جلا بخشنے کے ساتھ ساتھ حاضرین میں دلچسپی کا سامان پیدا کرنے اور اُنہیں بیدار رکھنے کے لئے بعض یادگار جملے بھی ارشاد فرماتے۔مثلاً کبھی کبھی دعائیہ کلمات کہتے اور اجتماعی طور پر آمین کی آواز نہ سنتے تو گرج دار آواز میں فرماتے، ''آمین تو کہہ دو''۔کبھی تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے، ''میں حافظ ہوں اور حافظوں کا باپ ہوں، میں مفتی ہوں اور مفتیوں کا باپ ہوں''۔ پہلے اِس سے ہم یہ سمجھتے کہ شاید اپنی بڑی عمر اور علمی برتری کے باعث خود کو دوسرے حفاظ ومفتیوں کا باپ کہتے ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کے چار صاحبزادگان، حضرت مولانا محمد صالح اویسی، حضرت مولانا محمد عطاء الرسول اویسی، حضرت مولانا محمد فیاض احمد اویسی اور مولانا محمد ریاض احمد اویسی ہیں اور ماشاءاللہ چاروں ہی حفظِ قرآن مجید کی دولت سے بھی مالا مال ہیں اور منصب افتاء پر بھی فائز ہیں۔اِسی وجہ سے حضور فیض ملت کو ابوالحفاظ (حافظوں کا باپ) اور ابوالمفتیان (مفتیوں کا باپ)'' بھی کہا جاتا ہے۔بیشک یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا آپ پر بڑا کرم ہے اور بہت بڑی قابل رشک نعمت ہے۔

حضور فیض ملت تا اب ہم میں موجود نہیں لیکن اُن کی یادیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔تصنیفات، تالیفات، تراجم اور شروحات کی شکل میں ان کی تحاریر جہاں میں اپنا نور بکھیرتی رہیں گی۔اللہ تعالیٰ اُن کے اس علمی نور سے ہم سب کو زیادہ سے زیادہ حصہ عطا فرمائے۔اور حضور فیض ملت نے تمام عمر درس وتدریس، تحاریر اور قیام مدارس کی صورت میں یا جس طرح بھی دین کی خدمت کی ہے اُسے اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔اِس خدمت پر اُن کو بہترین جزا سے نوازے، اُن کی قبر کو کشادہ اور منور کرے، اعلیٰ علیین اور جنت الفردوس میں اُن کے درجات بلند فرمائے، اُن کی اولاد اور تلامذہ کو اُن کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے اور اُن کے تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق رفیق بخشے! آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۸۱۔۷۹)

مولانا اخلاق حسین قریشی

مولانا اخلاق حسین قریشی سابق فنانس آفیسر بہاولپور ہیں آپ کثیر کتابوں کے مصنف بھی ہیں آپ علامہ اویسی کے بڑے عقیدت مند ہیں الحافظ محمد فیض احمد اویسی ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء بروز جمعتہ المبارک بہاولپور میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے (اناللہ وانا الیہ رٰجعون)۔ان کی عمر ۸۷ برس تھی۔ان کی نماز جنازہ رات گیارہ بجے مرکزی عیدگاہ بہاولپور میں ادا کی گئی۔صاحبزادہ حضرت سید مظہر سعید

کاظمی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہاولپور کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا جنازہ تھا۔ عید گاہ کا اندرونی حصہ کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ ہجوم اس قدر تھا کہ ہر شخص جنازہ کو کندھا دینے کے لئے اور مرحوم و مغفور کی ایک جھلک (زیارت) دیکھنے کے لئے بے قرار تھا شیداؤں کی کاریں، ویگنیں اور بسیں تواتر سے آرہی تھیں۔ مرحوم مغفور جید عالم دین، محدث، مفسر، مفتی اور تین ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف تھے وہ جامعہ اویسیہ رضویہ کے مہتمم اعلیٰ تھے۔ اور آپ کی نگرانی میں کئی مدارس اندرون، بیرون شہر دین متین کی خدمات جلیلہ انجام دے رہے تھے۔ جوان کے لئے صدقہ جاریہ کا باعث ہیں۔ اہلسنت کا ترجمان ماہنامہ فیض عالم آپ کی سرپرستی میں مسلک فقہ اہلسنت کے فروغ و احیاء میں گزشتہ بیس سال سے خدمات انجام دے رہا ہے۔ آپ جیسی دینی، علمی اور روحانی شخصیت کے دنیا سے اُٹھ جانے سے دین اور مسلک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ الموت العالم موت العالم (ایک عالم کی موت ایک عالم (جہاں) کی موت ہے)۔ حضرت مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی صحیح عاشق رسول ﷺ تھے۔ مدینہ منورہ اور دربار رسالت ﷺ کی حاضری ان کے ہر سال کا معمول تھا خصوصاً رمضان شریف کے آخری عشرہ میں باقاعدگی کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں اعتکاف میں بیٹھتے رہے تھے۔ آخری مرتبہ وفات سے چند ماہ قبل مدینہ منورہ میں حاضری مئی ۲۰۱۰ء میں تھی بیماری اور معذوری کے باوجود وہیل چیئر پر روضہ مبارک پر مئی ۲۰۱۰ء میں حاضر ہوئے۔ الوداعی سلام بحضور سرور کائنات فخر موجودات سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ عرض کرنے کے بعد ۱۶ مئی ۲۰۱۰ء کو پاکستان پہنچے۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے۔ دعا ہے کہ رب کریم ان کی لحد پر اپنی رحمت کے پھول نچھاور کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص ۷۶)

شیخ محمد شوکت مسعودی

مجھ جیسے ناچیز کی کیا حیثیت کہ مجھ جیسا گناہگار عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت جنہیں زمانہ فیض ملت، شیخ الحدیث والتفسیر جیسے القابات سے یاد کرتا ہے ان کے بارے میں کچھ تبصرہ کرنے کی جرأت کرے بات صرف اتنی سے ہے کہ فیض ملت کی کتب کا مطالعہ کرے سے اس بات کا اندازہ ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے محبوب ﷺ کے علم کے وارثوں کو علمی لدنی کیسے عطا فرماتا ہے۔ ان کی تفسیر فیوض الرحمٰن کتب آمین آہستہ کہنے کا ثبوت، علم حضرت یعقوب علیہ السلام، ولی اللہ کی پرواز، الوقل الصواب وغیرہ آپ کی علمی تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آپ ماشاء اللہ کتنے بلند پایہ محقق ہیں سرکار دوعالم ﷺ کا یہ فرمان یاد آجاتا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں کو قرآن پاک میں اپنی کتاب کا وارث قرار دیا سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی عالم باعمل کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی جس نے میری زیارت کی اس نے اللہ عزوجل کی زیارت کی اور جس نے اللہ عزوجل کو دیکھا جنت میں داخل ہوگا۔ اس فرمان نے علمائے حق سے محبت کا دل میں اضافہ کردیا۔ فیض ملت شیخ الحدیث والتفسیر الحاج علامہ فیض احمد اویسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فون پر گفتگو ہوئی تو آپ سے ملاقات کا اشتیاق بڑھا۔ آپ کے بارے میں سننے کو ملا کہ آپ عالم اسلام کے بڑے جید عالم دین ہیں اور آپ کی کتب سے علماء اپنی کتابوں میں حوالہ جات لیتے ہیں۔ آپ سے ملاقات کرکے دلی سکون نصیب ہوا۔ اور جتنی دیر بھی ہم حضرت صاحب کی محبت میں رہے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے دل کے اندر روحانیت اتر رہی ہو۔ جب بھی وہ حاضری یاد آتی ہے تو ان لمحات کی کیفیت اب بھی ویسی محسوس ہوتی ہے ان جیسی ہستیوں کے دنیا سے پردہ کرنے سے سرکار دوعالم ﷺ کا یہ فرمان یاد آجاتا ہے کہ علامات قیامت میں ہے کہ علم اُٹھ جائے گا تو ایسی ہستیوں کا واصل بحق ہونا علم کا اٹھ جانا اور قرب قیامت کی علامت ہی ہے بہرحال ایسی عظیم ہستیوں سے فیض محبت حاصل کرکے میں یہ نچوڑ نکالتا

اللہ عزوجل ان کے سارے وسوسے ختم ہو جائیں گے۔ اگر مجھ ناچیز سے حضرت صاحب کی شان میں کسی لفظ کی کمی بیشی ہوگئی ہو تو اللہ عزوجل سے معافی کا طلبگار رہوں اللہ تعالیٰ حضرت علامہ اویسی علیہ الرحمہ کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور دن بہ دن ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

(محمد مقصود نوشاہی اویسی، یادگارِ فیض ملت، فیض رضا پبلیکیشنز کراچی، ص۴۷)

علامہ مفتی مختار احمد درانی

علامہ مختار احمد درانی مدرسہ سراج العلوم خانپور کٹورہ ضلع رحیم یار خان کے شیخ الحدیث و مہتمم ہیں آپ علامہ اویسی کے شاگرد اور نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے عقدت مند ہیں

حضرت فیض احمد اویسی قادری رضوی رحمۃ اللہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بروز جمعرات عالم فانی سے دارالبقاء کی طرف تشریف لے گے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پچاس ہزار سے زائد افراد نے جنازہ میں شرکت فقیر کو یہ سعادت نصیب ہوئی جس میں کثیر علماء خطباء حضرت کے تلاتذہ کرام مشائخ کرام نے شرکت حضرت کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا زائرین زیارت کر رہ تھے۔ حضرت نے زندگی بھر امام اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک حق کی ترجمان اور پاسداری فرمائی سرمو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے انحراف برداشت نہیں فرماتے تھے بنا بریں آپ پر مختلف اوقات میں امتحانات مصائب و آلام آئے اس مرد آہن، مرد قلندر نے نہایت صبر و استقلال سے برداشت فرمایا اپنے عظیم مشن پر گامزن رہے آہ آج ہم ایک علمی شخصیت، علمی سمندر سے محروم ہو گئے جس کی تلافی صدیوں تک نہیں ہو سکتی۔

مولانا محمد شہزاد ترابی

مولانا محمد شہزاد ترابی ماہنامہ تحفظ کراچی کے ایڈیٹر ہیں نامور عالم دین اور عظیم مصنف ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت عقیدت رکھتے ہیں

ماہ رمضان کی رحمتوں اور برکتوں بھری ساعتیں گزر رہی تھیں، دل ویسے بھی سیلاب زدگان بھائیوں کی تکلیف سے غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسی اثناء 15 رمضان کی صبح ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، فون اٹھایا تو آواز آئی کہ ساڑھے تین ہزار کتابیں لکھنے والے برصغیر کے سب سے بڑے مصنف شیخ الاسلام والمسلمین مفسر قرآن شیخ الحدیث والتفسیر بقیۃ السلف حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح فیض احمد اویسی صاحب علیہ الرحمہ وصال فرما گئے ہیں۔ بس خبر سنتے ہی دل مزید غم میں ڈوب گیا۔ مصروفیات کے باوجود بھی لحہ بہ لحہ آپ کی یادیں، آپ کی شیریں اور شفقت بھری گفتگو، آپ کا نورانی چہرہ، آپ کی صوفیانہ ادائیں اب بھی میری نظروں میں گھومتی ہیں۔ واللہ! میں اب تک آپ علیہ الرحمہ کی یادوں کو دل سے نہیں نکال سکا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی لکھنے اور پڑھانے میں صرف کر دی۔ ہر وقت کتابوں کے دریا میں غوطہ زن رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ پیر طریقت، رہبر شریعت اور ولی نعمت تھے۔ آپ کی زیارت کرنے والا یہ محسوس کرتا تھا ہم صوفیائے کرام کے دور میں دوبارہ لوٹ آئے ہیں اور ایک زندہ دل ولی اللہ کی زیارت کر رہے ہیں۔ چھوٹا ہو یا بڑا، غریب ہو یا امیر، محبّ ہو یا مرید سب کے ساتھ شفقت بھرا رویہ رکھتے تھے۔

حصرت صاجزادہ سید محمد زین العابدین راشدی

سید محمد زین العابدین راشدی درگاہ عالیہ راشد یہ ملیر کالونی کراچی کے سجادہ نشین ہیں آپ مصنف کتب کثیرہ اور عربی کتابوں کے مترجم بھی ہیں سندھ کی مذہبی تاریخ میں آپ کی بہت خدمات ہیں آپ کا شمار علامہ اویسی کے شاگردوں میں ہوتا ہے اور علامہ اویسی کے بڑے عقیدت مند ہیں

علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی کی ذات بے شمار خوبیوں کی جامع تھی۔ علماء تو بہت ہیں لیکن جو فیض مجسم میں خوبیاں تھیں وہ ناپید ہیں انمیں سب سے بڑی خوبی اپنائیت تھی یعنی غیر کو اپنا بنانے کا گر۔ جو ایک بار ملتا تھا وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ بن جاتا۔ علماء حضرات اپنے شاگردوں کو اہمیت نہیں دیتے لیکن فیض مجسم ہر شاگرد کی خود تعریف فرماتے، ان کی خوبی کو اجاگر کرتے، اسباق کے دوران ان کے نام کے ساتھ علامہ، مولانا لاحقہ لگا کر پکارتے، ان کے کام کی خوب تعریف فرماتے جس سے شاگرد کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ فیض مجسم اعلیٰ اخلاق، نایاب کردار ان اوصاف سے موصوف تھے، عاجزی، سادگی

کا پیکر تھے، یہی وجہ ہے کہ کثرت کے ساتھ نوجوان علماء قریب ہوئے اور فیضاب ہوئے۔ جذبہ دین اس قدر تھا کہ ہروقت ہرلحہ رویج واشاعت میں مصروف رہتے ، پڑھتے ، پڑھاتے ، سکھاتے ، لکھتے ،لکھاتے یا پھراوراد و وظائف میں مصروف رہتے کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے ۔ان کی زندگی میں نوجوانوں کے لئے بڑادرس ہے۔جنوبی پنجاب معاشی زبوں حالی کا شکار ہےایسی معاشرت میں آپ نے فقط دلجوئی سے کام نہیں لیا بلکہ علم ومحبت کے چراغ روشن کئے یہ چراغ آپ کی جہد مسلسل کا نتیجہ ہیں۔دعا ہے وہ قبر میں ہمیشہ راحت میں ہوں اور ہمارے لئے دعا گو ہوں۔

پیرامام بخش حنفی قادری چشتی

پیرامام بخش حنفی قادری آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فضل آباد ڈیرہ غازی خان کے سجادہ نشین ہیں آپ علامہ اویسی سے محبت فرماتے ہیں

صبح کا وقت تھا ہرطرف عجیب ماحول تھا ایک فون آیا،فون سنتے ہی جسم پر ایک کیفیت طاری ہوگئی فون کیا تھا ارمان اور غم ہونے لگا کہ قسمت، اہل سنت اب اپنے مقتدر علماء کرام سے محروم ہورہے ہی ایک سناٹا چھا گیا جن کے نام مبارک سے غیر مذہب کانپتے تھے اور اہل سنت فخر سے سربلند رکھتے جوسرمایہ اہل سنت استاذ العلماء فیض ملت محسن اہل سنت مفسر القرآن شیخ القرآن والحدیث خطیب لاجواب فقیہ بیمثال پیر طریقت حضرت محمد فیض احمد اویسی رحمہ اللہ تعالیٰ جوطریقت میں باکمال حسن اخلاق کے مالک کا دارالفنا سے دارالبقا کی طرف جانا عجیب جھٹکا لگا کیونکہ پہلے بھی مقتدر علماء وصال فرما چکے ہیں جن کا غم دل پر نمایاں تھا اوپر سے محسن اہل سنت جو عالم بھی ہو عابد بھی زاہد بھی ہو فقیر بھی پیر بھی شیخ طریقت بھی رہبر شریعت بھی ہو فنا فی الرسول بھی، کا جانا زیادہ غم میں مبتلا کر دیا۔کیونکہ فن تفسیر میں بے مثال تھے جب تفسیر کرنے لگیں موتیوں کی ندیاں بہاتے تھے۔سامعین سبحان اللہ کہتے ۔پیر مجبور ہوجاتے ۔استدلال کا کیا کہنا چاہیے تقریر ہو یا تحریر ایک عام آدمی کو بھی عالم کر دیتے تھے۔فقیری کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ خیر پور میں جلسہ تھا علماء کرام شان وشوکت سے نظر آرہے تھے جب حضرت صاحب کو میں نے دیکھا تو یوں لگتا تھا کہ عام آدمی کی طرح کھانا مٹی کے بنے برتنوں میں کھایا عام لوگوں کے درمیان جب میری نظر نعت خوانوں کی طرف گئی تو عجیب سا لگا کہ استاذ العلماء کی کیا مثال سادگی ہے جب یہ درویش صفت مفسر القرآن اسٹیج پر رونق افروز ہوا تو ان کے چہرے کا جلال آواز باکمال خطاب لاجواب تھا۔یہ تھے ابوصالح محمد فیض احمد اویسی جن علم لازوال تھا جو سرمایہ آپ نے چھوڑا ہے وہ اپنی اولاد کو عالم باعمل شاگردوں کو مناظر بنا گئے آپ نے جو کتب تفاسیر حدیث تصوف،مناظرے میں کتابیں یادگار تصانیف کثیر چھوڑ گئے ہیں جو قیامت تک صدقہ جاریہ رہیں گی آنے والی لوگ فیض حاصل کر کے اچھے الفاظوں سے اور دعا سے یاد کریں گے اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کا سلسلہ مبارک اور علمی سرمایہ تا قیامت جاری رہے۔

مولانا احمد علی عباسی

مولانا احمد علی عباسی مرکزی جماعت اہلسنت صوبہ سندھ کے رہنما اور نامور عالم دین ہیں علامہ اویسی سے بہت محبت فرماتے ہیں

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمۃ ایک اسی شمع تھے جنھوں نے وارث انبیاء ہونے کا ثبوت ہی نہیں دیا بلکہ جس معاشرہ کا حصہ تھے اس میں تحریر وتقریر کے ساتھ سچائی کے متلاشیوں کے لیے صحراء میں آپ کانٹوں میں پھول اور علم وادب کے میدان میں ایسا سمندر تھے جس میں کئی دریا سما سکتے تھے وہ طالب علموں کے لیے مطلوب حقیقی وتحقیق تھے۔

مولانا غلام مجتبیٰ رضوی

مولانا غلام مجتبیٰ رضوی لاڑکانہ کے نامور عالم دین اور بیشمار کتابوں کے مصنف ہیں آپ علامہ اویسی صاحب کے شاگرد ہیں اور علامہ صاحب کے عقیدت مند ہیں

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی اسم بامسمّی تھے وہ استاذ،محسن‌بی ،ملنسار،خوش گفتار،اور فقیر منش ایسے عاشق رسول (ﷺ) تھے جن سے ہمیشہ سلف صالحین کی خوشبو آتی رہتی تھی۔کئی بار لاڑکانہ اور میرے گاؤں حکیم سنویلو تشریف لائے اور خطاب فرمایا۔وہ حقیقی معنوں میں صوفی باصفاء صاحب

ودرع وتقویٰ تھے اور ایسے یگانہ عالم تھے جنہوں نے مسلک حق اہل سنت کی بالا دستی کے لیے ہر محاذ پر دفاع فرمایا اور پوری زندگی اہلسنت کے لیے وقف کر رکھی تھی آپ اعلٰحضرت فاضل بریلی کے اس شعر کے مصداق تھے کہ ۔ جب تک دم میں دم ہے ذکر ان کا سنتے سناتے جائیں گے۔ آپ کا قائم کردہ دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ اور ماہنامہ ''فیض عالم'' آپ کی صالح اولاد، فارغ التحصیل علماء ان کا سرمایہ اور صدقہ جاریہ ہیں۔ آپ کی خدمات جلیلہ وقت کے ساتھ عالم اسلام خصوصاً اہل سنت کے لیے مشعل راہ رہیں گے۔

محمد ابراہیم القادری الرضوی صاحب

محمد ابراہیم قادری گورنمنٹ کالج سکھر میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں آپ کا شمار پاکستان کے نامور مذہبی سکالرز میں ہوتا ہے آپ علامہ اویسی سے بہت محبت رکھتے ہیں

علامہ محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سانحہ ارتحال قومی، ملی، مسلکی اعتبار سے انتہائی المناک ہے، حضرت اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اہل سنت کے چند گنے چنے متبحّر علماء اور ماہرین کتاب وسنت میں ہوتا تھا، وہ علمی نقاہت اور دینی حمیت کے لحاظ سے علماء اہل سنت میں ممتاز مقام کے مالک تھے۔ ان کی حیاۃ طیبہ جو تبلیغِ دین، تدریس علومِ دینیہ، شغلِ تالیف وتصنیف سے عبارت ہے ہم جیسوں کے لیے مشعلِ راہ اور مینار نور ہے۔ فقیر اُن دنوں جب حضرت کا وصال ہوا مدینہ طیبہ میں حاضر تھا وہاں ان کے بلندی درجات کیلئے دُعائیں ہوئیں، یہاں موجود ہوتا تو جنازہ میں حاضری کی ضرور سعادت پاتا، اللہ پاک ان کی اولاد، تلامذہ، احباب اور جمیع اہل سنت کو اس عظیم سانحہ پر صبر کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی تربت پر رحمت ورضوان کے پھول برسائے۔ آمین

محمد ارشد سبحانی قادری

مولانا ارشد سبحانی صاحب درگاہ عالیہ فاضل ضلع بھکر کے چشم وچراغ ہیں آپ اعلیٰ پائے کے عالم اور علاہ اویسی کے شاگرد ہیں آپ کو علامہ اویسی صاحب سے سند خلافت بھی حاصل ہے آپ علامہ اویسی کے عقدت مند ہیں

محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری المدنی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر ملال سے صرف پاکستان نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا انتہائی ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے یہ ایک ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جو صدیوں تک پُر ہونے والا نہیں، اور یہ ہم سب کیلئے بہت بڑا صدمہ ہے شہیدِ عشق ووفا حضور مفسر اعظم پاکستان اُویسی صاحب قبلہ محدث بہاولپور علیہ الرحمۃ کے وصال پُر ملال کے اس عظیم صدمہ میں فقیر بھی آپ کے ساتھ شریک غم ہے ان کا ہم سے جُدا ہو جانا یقیناً ناقابل برداشت صدمہ عظیم ہے۔ شہیدِ عشق ووفا حضور مفسر اعظم پاکستان علیہ الرحمہ سے زندگی کی آخری ملاقات جب ہوئی تھی اس وقت آپ اپنے اُویسیہ محل شریف میں رُخ مبارک با جانب قبلہ کئے علالت کے بستر پر آرام فرما تھے، باوجود علالت کے بھی مجھ پاپی وبدکار کو بے پایاں شفقتوں، محبتوں سے نوازا، اور اس غلام بے دام کو اجازتِ حدیث شریف سے نوازتے ہوئے اپنے مبارک دستِ رحمت وشفقت سے فقیر بے توقیر کے سر پر ٹوپی شریف پہنائی آپ کی زندگی مبارکہ کی میرے لئے یہ آخری نشانی مبارک تھی اپنے شفیق ومہربان آقا شہید عشق ووفا حضور مفسر اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی یہ حسیں قربتیں اور جمیل یادیں ہی اب فقیر کا ورثہ جاں اثاثہ زیست اور توشئہ آخرت ہیں، اُن کی ناقابل فراموش حسین یادیں تا زیست میرے دِل کی دھڑکنوں کو آباد کرتی رہیں گی، انشاء اللہ

جب فقیر کو آپ کے وصال پُر ملال کی خبر دی گئی اور فقیر آستانہ عالیہ اُویسیہ بہاولپور شریف حاضر ہوا......آہ......آہ صد ہزار آہ! اس وقت اپنی سحر انگیز غلافی آنکھیں، مُوندے اور چہرہ حسین پر آسودہ ملکوتی تبسم سجائے اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضری اور دیدار مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہونے کیلئے دُولہا بن کر اُویسیہ محل شریف میں چار پائی مبارک پر محوِ استراحت تھے اور لوگ دیوانہ وار درگاہِ اُویسیہ کے در و دیوار اور اُن کی چار پائی مبارک سے لپٹ کر بلک بلک کر بچوں کی طرح دھاڑیں مار کر رو رہے تھے، کیونکہ کچھ ہی لمحوں بعد یہ ماہِ درخشاں نظروں سے اوجھل ہونے والا تھا شاید اُنہیں شربتِ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کے

جام نوش کرنے کی ہی جلدی تھی! اُن کی وفات حسرت آیات کو مشیت ایز دی سمجھتے ہوئے صبر سے کام لینا ہی فلاحِ دارین ہے

صاحبزادہ عبدالمالک

مولانا عبدالمالک جامعہ اکبریہ میانوالی کے مہتمم ہیں اور امن کمیٹی میانوالی کے ممبر بھی ہیں آپ نامور عالم دین اور علامہ اویسی کے عقیدت مند ہیں

حضرت فیض ملت علامہ فیض احمد اُویسی رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت پوری ملت اسلامیہ کا نقصان ہے آپ محقق العصر، وارث علم اعلیٰ حضرت اور رئیس المتقین عالم دین تھے۔ آپ کے ساتھ تعزیت میں جامعہ اکبریہ کے اساتذہ طلباء اور جماعت اہلسنت کے جملہ اراکین شامل ہیں بعد نماز جمعہ محفل ایصال ثواب منعقد کی گئی ان کی بلندی درجات کیلئے دُعا خیر ہوئی۔ بندہ عاصی کے ساتھ حضرت کی شفقت بے کراں تھی انشاءاللہ رمضان المبارک کے بعد خود بھی حاضر ہوں گا، جملہ بھائیوں عقیدت مندوں سے اظہار تعزیت فتاویٰ اکبریہ پر آپ کی تقریظ ہمارے لئے زندہ جاوید اعزاز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو صبر عطا فرمائے آمین

میاں عطا محمد نعیمی صاحب

عطا محمد نعیمی صاحب (نور پور تھل) نامور ادیب اور استاد ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت عقیدت رکھتے ہیں

قومی اخبارات میں حضرت فیض احمد اُویسی صاحب کا پڑھ کر دِل دہک گیا اور آنکھوں سے اشک رواں ہوئے آپ کا وجود مسعود پوری ملت اسلامیہ کے لیے نعمت عظمیٰ تھا مگر امر ربی کے سامنے کسی کی کیا مجال کہ دَم مارے، برادرم ملک سجاد حسین سٹھار کو جب آپ کے انتقال پر ملال کا بتایا تو وہ بھی روئے بغیر نہ رہ سکے۔

علامہ مولانا سید وجاہت رسول قادری

مرحوم ایک علمی و عملی شخصیت تھے، تقریباً چار ہزار کتب و رسائل ان سے یادگار ہیں، بالخصوص تفسیر روح البیان شریف کا ترجمہ آپ کا عظیم علمی کارنامہ ہے۔ ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، آپ کا وصال رمضان المبارک میں ہوا یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے مقبول ہونے کی علامت و نشانی ہے۔ فقیر آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو، مجھ کو اور جملہ اہل سنت کو اس صدمہ جانکاں پر صبر جمیل کی توفیق رفیق بخشے اور اس پر بے حساب اجر وثواب عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی

مخدوم شاہ محمود قریشی درگاہِ عالیہ حضرت غوث بہاء الدین زکریا و حضرت شاہ رکن عالم ملتانی رحمہا اللہ علیہما کے سجادہ نشین ہیں آپ پاکستان کے معروف سیاستدان اور سابق وزیر خارجہ بھی ہیں آپ علامہ اویسی صاحب سے بڑے عویدت مند ہیں

حضرت علامہ فیض احمد اویسی رضوی عالم اسلام کے جیّد عالم، مفسر، محدث، فقیہہ ، اور وطن عزیز کی متاع عزیز تھے جنکی دینی، تبلیغی اور تدریسی خدمات نصف صدی سے زائد عرصہ محیط ہیں آپ متانت وسنجیدگی، عظمت ووقار، حلم وبردباری، تقویٰ طہارت، عجز وانکسار، علم وعمل اور اخلاقِ حسنہ کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی پُر وقار زندگی یاد آجاتی تھی۔ مسلک حق پر استقامت اور حق گوئی وصداقت آپ کا شعار تھا، نام ونمود ریا وشہرت سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔ حضرت فیض ملت ہماری درخواست پر ملتان میں شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤالحق زکریا، اور حضرت شاہ رکن الدین عالم رحمہما اللہ علیہما کے سالانہ اعراس میں تشریف لائے اور اپنے مواعظہ حسنہ سے فیض یاب فرمایا۔ بہاولپور کی زمین اس اعتبار سے خوش نصیب ہے کہ یہاں اس مرد درویش نے اپنی حیات مستعار کے آخری لمحات تک عشق رسول ﷺ کا درس دیتے رہے اور علوم رسول ﷺ کی میراث تقسیم فرماتے رہے آپ

[illegible]

اللہ تعالیٰ حضرت فیض ملت'' کی علمی، قلمی، روحانی اور تبلیغی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اوران کے جانشیوں کو ان کا مشن جاری رکھنے اور علمی تحقیقی ورثے کو عام کرنے اور ہم سب کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین

ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری

محمد صدیق قادری نشتر ہسپتال ملتان میں ڈاکٹر ہیں اس کے علاوہ زکریا فاؤنڈیشن کے جنرل سیکریٹری بھی ہیں آپ علامہ علامہ اویسی کے اہل محبت میں سے ہیں

حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سانحہ ارتحال، ملت اسلامیہ کیلئے بالعموم اور اہلسنت کیلئے بالخصوص ایک عظیم صدمہ ہے، حضرت والا بیک وقت عظیم مفسر، محدث، فقیہ، مفتی، مدرس اور شیخ طریقت تھے، آپ کی تصانیف اہل سنت عوام کیلئے ہمیشہ مینارہ نور ثابت ہوں گی۔ بندہ اس لحاظ سے نہایت خوش قسمت ہے کہ برادرا کبر علامہ محمد فاروق خان سعیدی صاحب، علامہ الحاج عبدالوحید ربانی صاحب، علامہ سعید احمد فاروقی صاحب، قاری غلام فرید اظہری، اور مفتی محمد اعظم چشتی کے ہمراہ نمازِ جنازے میں حاضری اور حضرت کے آخری دیدار کا شرف حاصل کیا آپ پورے علمی جاہ وجلال کے ساتھ آرام فرما تھے، جنازے میں لاکھوں افراد کی حاضری، حضرت سے اُن کی عقیدت مندی، قبولیت عامہ اور بخشش ومغفرت کی دلیل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ اُویسی صاحب کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آپ کا فیضانِ کرم ہمیشہ جاری وساری رہے۔ آمین

علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ

علامہ رضائے مصطفیٰ مدرسہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ ہیں آپ عظیم مدرس اور نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے شاگرد اور اہل محبت ہیں

حضرت مولانا محمد فیض احمد اُویسی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال بالعموم اہل اسلام اور بالخصوص اہلسنت و جماعت کیلئے ایک بہت بڑا سانحہ، بہت بڑا خلاء ہے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، تصنیف وتالیف میں آپ اپنے دور کے علماء میں سبقت لے گئے۔ تدریس میں آپ نے بڑے بڑے فاضل علماء تیار کئے آپ کی تقریر بھی غزالی ورازی کی یاد تازہ کردیتی۔ آپ کے قلم سے نکلنے والا ایک ایک ایک حرف صبح قیامت شہیدوں کے لہو کے ساتھ تولا جائے گا اور یقیناً غالب رہے گا۔

آپ نے ساری زندگی سنت کے مطابق لباس پہنا، سر پر شاندار بارُعب بھاری دستار شریف، سنت کے مطابق ریش مبارک، کشادہ لمبی قمیض کشادہ آستین، سنت کے مطابق تہبند، سراپا سنت کے مطابق ڈھلی ہوئی شخصیت تھے۔ جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں آپ کئی سال تک دورہ تفسیر القرآن کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے بلکہ ملک کے طول وعرض میں آپ کئی سال تک دورہ تفسیر القرآن کے عنوان سے اسلام کی بے حساب خدمت کی۔

علامہ محمد سراج احمد قادری سعیدی

علامہ سراج احمد قادری محکمہ تعلیم اوچ شریف بہاولپور میں استاد ہیں آپ کثیر کتابوں کے مصنف ہیں علامہ اویسی سے بہت عقیدت رکھتے ہیں

حضرت علامہ حافظ محمد فیض احمد اُویسی علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال پر فقیر پر تقصیر درد دِل سے تعزیت پیش کرتا ہے۔ فقیر اوچ شریف سے مع قافلہ، فیض ملت کے جنازہ میں شریک ہوا، اور ازدھام کی وجہ سے شرف زیارت حاصل نہ کرسکا، یقیناً بہاولپور کی تاریخ میں اتنی کثرت سے لوگ شاید کسی کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے ہوں۔ آپ کا آخری دیدار سڑک کے کنارے پر کھڑے ہوکر کیا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ نور کی بارش برس رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے درجات بلند فرمائے اوران کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے۔ آمین۔ آپ کے اس غم میں ہم سب آپ کے برابر کے شریک ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور جملہ اہلسنت کو اس صدمہ کے برداشت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

علامہ محمد اسلم رضوی

علامہ محمد اسلم رضوی ضیاءالامت فاؤنڈیشن بھیرہ شریف سرگودھا کے سیکرٹری جنرل ہیں اس کے علاوہ جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے مدرس بھی ہیں آپ نامور عالم دین اور علامہ اویسی کے عقیدت مند ہیں

حضرت علامہ مولانا پیر محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ کا سوئے خُلد بریں سدھارنا، ان کا استحقاق لیکن آپ کے وصال باکمال سے عالم اسلام ایک بہت بڑی شخصیت سے محروم ہوگیا ہے۔ آپ کے جانے سے جو خلاء پیدا ہوا وہ شاید ہی کبھی پورا ہو سکے، آپ کی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ خدمت دینِ متین کیلئے وقف تھا میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اگر آپ کی زندگی کو آفتاب کہا جائے تو اس کی ہر شعاع راہِ نوردانِ جادۂ ہدایت کیلئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

صاحبزادہ غلام محی الدین اویسی

علامہ غلام محی الدین اویسی (ہوتہ، پاکپتن) نامور عالم دین ہیں علامہ اویسی کے شاگرد اور عقیدت مند ہیں

حضرت قبلہ محمد فیض احمد اُویسی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت عالم اسلام کے لیے ایک عظیم نعمت تھی، آپ علیہ الرحمہ کے وصال مبارک ہونے کے باوجود آج بھی آپ کی شخصیت لوگوں کے دِلوں پر مبارک ہونے کے باوجود آج بھی آپ کی شخصیت لوگوں کے دِلوں پر حکومت کر رہی ہے اللہ تعالیٰ آپ علیہ الرحمہ کو غریقِ رحمت عطا فرمائے، آمین

مولانا حماد رضا نوری

مولانا حماد رضا نوری مفتی اعظم سندھ مفتی خلیل احمد برکاتی کے پوتے ہیں آپ عالم دین اور علامہ اویسی کے شاگرد ہیں

علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ عنہ کے انتقال خبر اطلاع ملی (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہ خبر سنکر سکتہ طاری ہوگیا کہ آہ حضرت قبلہ اویسی صاحب ہم سے جدا ہوکر خالق کائنات کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ حضرت جدائی پر دل مغموم اور آنکھیں محزون ہیں حضرت کی موت انتہائی عظیم سانحہ ہے اس خلا کبھی پر نہیں ہوسکتا حضرت کا سینہ علوم ومعارف اور فنون کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جب بھی کسی نے حضرت سے کچھ لکھنے کی فرمائش کی تو حضرت نے اس موضوع پر پوری کتاب ہی لکھ دی آپ اہلسنت کے عظیم مصنف تھے جن کی کتب کی تعداد چار ہزار سے بھی زائد ہے تاریخ اسلام میں شاید ہی کوئی اتنا کثیر الاشاعت مصنف ہو۔ آج ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ مسند تصنیف اجڑ گئی'' مسند تدریس ویران ہوگئی۔ حضرت چند سال سے علالت کے باوجود بھی درس تدریس اور تصنیف میں مصروف رہے اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ علم وفن سے کتنی محبت کرتے تھے۔ حضرت کے وصال سے چند ماہ پیشتر مارچ ۲۰۱۰ء میں یہ فقیر حضرت کی خدمت میں چند دن حاضر رہا اور خود دیکھا کہ اس سخت علالت کے باوجود نماز تو نماز حضرت نے جماعت اور مسجد کی حاضری بھی نہ چھوڑی۔ یہی ہمارے اسلاف تھے جن کی رونقیں ہر سو تھیں جن کے دم سے علم کی بہاریں تھیں۔ بے شمار علماء وفضلاء آپ کے شاگرد ہیں اور الحمدللہ یک گونہ تلمذ وتعلق فقیر کو بھی حاصل ہے۔ اور فقیر کی زوجہ بھی باضابطہ طور پر حضرت کی شاگردہ ہے۔ حضرت کا فیضان ان کے ہزاروں طلباء کے ذریعے جاری ہے اور جاری رہیگا علماء ربانیین میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قطب وقت حضرت علامہ امام احمد رضا خان بریلوی قادری برکاتی کے بعد حضرت قبلہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عظیم مصنف نہیں گذرا آپ کا شمار ان علما میں ہے جو بیک وقت مدرس، مصنف محقق، مقرر ہیں بلکہ ہم کہیں وہ اس سے سِوا ہیں۔ (فیض عالم اکتوبر ۲۰۱۰)

حافظ محمد طارق اکبری

حافظ محمد طارق اکبری انجمن فروغِ عشقِ مصطفیٰ (بہاولپور) پاکستان کے بانی ہیں آپ کو العجم بوائے سکاؤٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن پاکستان اور

محترم عظیم آ[illegible] فاؤنڈیشن [illegible] کی طرف [illegible]

مضامین چھپتے رہتے ہیں آپ کو علامہ اویسی صاحب سے دلی لگاؤ ہے آپ کے تاثرات آپ کی علامہ صاحب سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں آپ نے علامہ صاحب کی ذات اور خدمات پر بہت جامع تبصرہ کیا ہے خاص طور پر آپ کی علمی اور مذہبی خدمات پر قابل قدر روشنی ڈالی ہے

۱۵/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ ۲۶/ اگست ۲۰۱۰ء جمعرات کا سورج نہ صرف اہل بہاولپور کے لیے بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک عظیم صدمہ لیکر طلوع ہوا یہ ایک ایسا دن تھا جس دن ریاست بہاولپور ایک عظیم مصنف، محدث، مفسر، محقق، شارح، مترجم، مناظر، فقیہ، استاذ، ادیب، خطیب اور کامل پیر سے محروم ہوگئی۔ اہلسنت کی عظیم شخصیت، حضرت علامہ الحاج فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ اعلٰحضرت عظیم البرکت مجدِّد دین وملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے بعد ہندو پاک کی وہ عظیم شخصیت تھی جسے نہ صرف علوم کثیرہ پر کامل دسترس حاصل تھی بلکہ آپ کو تصانیف وتالیف میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا ۔آپ نے تقریباً چالیس علوم وفنون پر تصانیف تحریر فرمائیں جن میں علم تفسیر، حدیث، شریعت وعقائد، میراث، مناظرہ، نحو، صرف، تاریخ، فقہ، اصولِ فقہ، شخصیات، اخلاقیات، معانی ومنطق، طب، تعبیر، تشریح الاعضاء اور بدیع وشعر ونثر شامل ہیں آپ عالم اسلام کے ایسے مصنف مایہ ناز ہیں جن کی کتب ورسائل کی تعداد تقریباً چار ہزار ہے۔ آپ نے اردو، عربی اور سرائیکی کے تحریری میدان میں اپنے علمی جواہر لوٹائے۔ آپ دنیا اسلام کے ایسے مصنف ہیں جس کی نظیر شاذ و نادر ہی ملتی ہیں آپ نے جہاں اپنی تحریر کو محققانہ رنگ دیا ہے، وہاں آپ کی تصانیف میں سے ایسی بے شمار کتب بھی ہیں جو اپنے پیش روؤں کی تمام کتب سے بہتر سمجھی گئی ہیں۔ مزید براں یہ کہ آپ کا اندازِ بیاں غیر جذباتی، استدلالی اور مسحور کن ہے حتیٰ کہ نظریاتی وفکری مخالف قاری کی محویت کی بھی بے پایاں صلاحیت رکھتا ہے۔ اور آیاتِ قرانی کی شہادتوں نے آپ کے اندازِ استدلال کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ جبکہ نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ آپ کے عقلی دلائل سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ بلاشبہ آپ کے اندازِ تحریر کو دیکھ کر آپ کو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کا وارث قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ کی فتاویٰ نویسی کی ایک اہم خصوصیت جس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ استنباطِ احکام کے اصول سے پوری طرح باخبر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد ہونے کے باوجود عموماً مسائل پر مجتہدانہ انداز میں گفتگو کرتے ہوئے پہلے قرآن کریم پھر حدیث شریف سے، پھر سلف صالحین اور اس کے بعد فقہائے متاخرین کے ارشادات سے استدلال اور استفادہ کرتے ہیں جس کی ایک جھلک آپ کے کتابچہ، اوجھڑی کی کراہت'' سے ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ الغرض آپ نہ صرف محدث بہاولپوری بلکہ آپ کو امام المصنفین کا خطاب دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے تصنیفی فیضان کو عام فرمائے اور محققین ومصنفین کو آپ کی کتب کثیرہ سے مستفیض کرے آمین ثم آمین)

علامہ محمد محسن رضا اعظمی نیری عباسی

علامہ محمد محسن رضا اعظمی نامور عالم دین ہیں آپ لیہ میں پروفیسر ہیں آپ علامہ اویسی کے شاگرد اور بہت بڑے عقیدت مند ہیں دنیا میں بہت استاد دیکھے ہیں لیکن جیسے میرے عظیم استاد حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی جیسا کوئی استاد میں نے اپنی زندگی میں آج تک نہیں دیکھا۔ کسی استاد کے شاگرد کسی علاقہ میں ہوتے ہیں کسی شہر یا ضلع تک محدود ہوتے کسی استاد کے تعلیم وتعلم کا سلسلہ ایک صوبے یا ملک تک پھیلا ہوتا مگر میرے استاد محترم کے فیض یافتہ پوری دنیا میں ملتے ہیں آپ کے شاگرد دنیا کے مختلف ممالک میں فروغ علم کے لیے کام کر رہے آپ کا انداز تدریس اپنی مثال آپ تھا میرے استاد محترم صاحب تصانیف کثیرہ ہیں تقریباً ہر موضوع پر آپ کی تصنیف موجود ہے غالباً ۱۹۹۸ کی بات ہے پاکستان ٹیلیوژن پر نیلام گھر کے نام سے ایک معلوماتی پروگرام میں طارق عزیز صاحب نے ایک سوال کیا کہ برصغیر میں ایسا مصنف بتائیں جس نے سب سے زیادہ کتابیں لکھی ہوں اور زندہ ہو؟ جواب میں کسی نے میرے استاد محترم فیض ملت کا نام لیا طارق عزیز نے کہا سوال کا جواب درست ہے جواب دینے والے کو نقد انعام دیا گیا۔ اس وقت میرے قبلہ استاد محترم تین ہزار دو سو کے لگ بھگ کتابیں لکھ چکے تھے۔ آپ نے جس موضوع پر کتاب لکھی ہے اس کا حق ادا کر دیا۔ آپ کے تمام موضوعات کا محور ومرکز رسول کریم روف ورحیم ﷺ کی محبت ہے آپ سے والہانہ عشق ہے

حضرت پیر صاحب دیول شریف

حضرت پیر صاحب دیول شریف درگاہ عالیہ دیول شریف کے سجادہ نشین ہیں آپ علماء مشائخ کونسل حکومت پاکستان کے ممبر بھی ہیں آپ نامور عالم دین اور عظیم شاعر ہیں علامہ اویسی سے دلی لگاؤ اور بہت عقیدت رکھتے ہیں

حضرت الشیخ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔آپ نے دینِ اسلام کے لیے گراں بہا خدمات سرانجام دیں جس میں جامعہ اویسیہ رضویہ اور جامع مسجد سیرانی بہاولپوران کی حسین یادگاریں ہیں جو آنے والی نسلوں کو مینارہ نور کی صورت میں نظر آتی رہیں گی ۔ ملک کے طول وعرض کے علاوہ بیرون ملک میں بھی ان سے پڑھے ہوئے علماء تبلیغ دین فرمارہے ہیں آپ نے مختلف عنوانات اور موضوعات پر تقریباً ساڑھے چار ہزار پانچ ہزار کے قریب کتابیں سپردِ قلم کی ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔آپ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ مفسرِ قرآن شیخ الحدیث شیخ التفسیر اور مناظر اسلام کی حیثیت کے حامل تھے۔میں آپ کے ایک اور گوشہ کو عرض کرتا چلوں کہ آپ صاحب وقت ولیِ کامل بھی تھے ۔ مجھے یاد ہے کہ جب آپ کوئٹہ میں دورہ تفسیر القرآن پر گئے تھے ان دنوں میں بھی کوئٹہ کے دورہ پر تھا تو آپ نے ہمارے محبوب خلیفہ ہمایوں مرزا صاحب سے کہا کہ پیر صاحب اگر یہاں جمعہ کا خطاب فرمائیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی ۔ چنانچہ میں نے وہاں جمعہ کا خطاب کیا جس پر آپ نے میری بڑی پذرائی فرمائی ۔آپ کے انتقال کی خبر سنکر بے پناہ دلی صدمہ ہوا۔ آپ مسلک اہلسنت کی ایک ہستی تھے آپ کا وجود عالم اسلام کے لیے عظیم سرمایہ تھا۔اس خلا کا پُر ہونا محال لگتا ہے۔آپ کے نائب اور جانشین حضرت علامہ عطاء الرسول اویسی صاحب کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے والد گرامی کے نقشِ قدم پر چل کر دینِ اسلام کی احیاء کی توفیق عطاء فرمائے ۔میں اپنی پہلی فرصت میں دعا کے لیے ضرور حاضری دونگا ۔اللہ تعالیٰ مرحوم پر اپنی کروڑ ہار حمتیں نازل فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے آمین ثم آمین

حضرت علامہ ابومحمد اعجاز قادری

علامہ محمد اعجاز قادری نامور عالم دین ہیں آپ کثیر کتب کے مصنف اور اعلیٰ پائے کے خطیب ہیں علامہ اویسی صاحب کے شاگرد بھی ہیں آپ کو علامہ اویسی صاحب سے دلی لگاؤ ہے علامہ اویسی سے متعلق آپ کے تاثرات اور علامہ اویسی کی ذات پر لکھی گئی تصنیف مظلوم مصنف آپ کی علامہ صاحب سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں آپ نے علامہ صاحب کی ذات اور خدمات پر بہت جامع تبصرہ کیا ہے خاص طور پر آپ کی علمی اور مذہبی خدمات پر قابل قدر روشنی ڈالی ہے

مولانا ابومحمد اعجاز قادری نے حضور مفسرِ اعظم پاکستان کی حیاتِ مبارکہ کے کئی پہلوکو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کی تحریر بنام ''مظلوم مصنف''،اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ آپ کے دل میں آج علماء ومشائخ کی وہ قدر ومنزلت ہے جس کی آج ہر سنّی کو ضرورت ہے۔آپ اپنی تصنیف کے کئی پہلو میں سے ایک پہلو بنام ''تصنیف وتالیف'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ'' دورانِ تعلیم ہی فیضِ ملّت نے تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع فرمایا اور آپ کی سب سے پہلی تصنیف کا نام '' کارآمد مسئلے حصّہ اوّل'' ہے ۔اِسے سب سے پہلے مکتبہ اُویسیہ رضویہ حامد آباد خانپور سے شائع کیا گیا اب اس کی دوبارہ اشاعت قطبِ مدینہ پبلیشرز عطاری کتب خانہ کھارادر سے ہوئی ۔اسی طرح یہ لکھنے کا سلسلہ جاری وساری ہے اور تقریباً پانچ ہزار(5000) کتابیں لکھی جاچکی ہیں ۔فیضِ ملّت نے اُردو،عربی، فارسی،سرائیکی،سندھی زبانوں میں گرانقدر کتابیں تحریر کی ہیں لیکن زیادہ تر کتابوں کا تعلق اُردو اور عربی زبان سے ہے۔

علامہ محمد ابراہیم القادری الرضوی

علامہ محمد ابراہیم القادری جامعہ غوثیہ سکھر کے مہتمم ہیں آپ نامور عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت عقیدت رکھتے ہیں

علامہ محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سانحہ ارتحال قومی، ملی، مسلکی اعتبار سے انتہائی المناک ہے، حضرت اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

شمار اہل سنت کے چند گنے چنے متبحّر علماء اور ماہرین کتاب وسنت میں ہوتا تھا، وہ علمی نقاہت اور دینی حمیت کے لحاظ سے علماء اہل سنت میں ممتاز مقام کے مالک تھے۔ ان کی حیاۃ طیبہ جو تبلیغ دین، تدریس علومِ دینیہ، شغلِ تالیف وتصنیف سے عبارت ہے ہم جیسوں کے لیے مشعلِ راہ اور مینار نور ہے۔ فقیر اُن دنوں جب حضرت کا وصال ہوا مدینہ طیبہ میں حاضر تھا وہاں ان کے بلندی درجات کیلئے دُعائیں ہوئیں، یہاں موجود ہوتا تو جنازہ میں حاضری کی ضرور سعادت پاتا، اللہ پاک ان کی اولاد، تلامذہ، احباب اور جمیع اہل سنت کو اس عظیم سانحہ پر صبر کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی تربت پر رحمت ورضوان کے پھول برسائے۔ آمین

علامہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ قادری

علامہ محمد محفوظ الحق شاہ صاحب غلہ منڈی بورے والا ضلع وہاڑی کے نامور خطیب اور جید عالم دین ہیں آپ رئیس المتکلمین کے لقب سے بھی جانے جاتے ہیں علامہ اویسی سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں

محمد فیض احمد صاحب اویسی رضوی کے وصال سے نہایت صدمہ ہوا۔ کیا کروں کہ کسے کسے صدمہ ہوا، صرف وابستگان نسب کے قلوب ہی زخمی نہیں ہیں بلکہ دُنیائے سنیت کے قلوب مجروح ومضمحل اور اس زبردست سانحلہ ارتحال سے متاثر، ہجوم اہل سنت کی تسلی اور تلقین حوصلہ کے لئے ذات حق جل شانہ کا ارشاد عالی ہی پیش کیا جاسکتا ہے اور اس گہرے زخم کا صحیح مرہم یہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ پاک سے حضرت فیض ملت اویسی صاحب کو خدام ومحارسین سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صف میں جگہ بخشے درجات قرب سے نوازے اور حضرت کے مزار شریف میں مدینہ عالیہ کی ٹھنڈی اور عطر بیز ہوائیں آتی رہیں۔ آپ سب متعلقین ومتعلقات کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے۔ حضرت اویسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری باطنی، روحانی اور ایمانی وراثتوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری

ڈاکٹر محمد صدیق قادری نامور مصنف اور عالم دین ہیں آپ بہت اچھے مدرس بھی ہیں آپ علامہ اویسی سے بہت محبت کرتے ہیں

حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سانحہ ارتحال، ملت اسلامیہ کیلئے بالعموم اور اہلسنت کیلئے بالخصوص ایک عظیم صدمہ ہے، حضرت والا بیک وقت عظیم مفسر، محدث، فقیہ، مفتی، مدرس اور شیخ طریقت تھے، آپ کی تصانیف اہل سنت عوام کیلئے ہمیشہ مینارہ نور ثابت ہوں گی۔ بندہ اس لحاظ سے نہایت خوش قسمت ہے کہ برادر اکبر علامہ محمد فاروق خان سعیدی صاحب، علامہ الحاج عبدالوحید ربانی صاحب، علامہ سعید احمد فاروقی صاحب، قاری غلام فرید اظہری، اور مفتی محمد اعظم چشتی کے ہمراہ نمازِ جنازے میں حاضری اور حضرت کے آخری دیدار کا شرف حاصل کیا۔ جنازے میں لاکھوں افراد کی حاضری، حضرت سے اُن کی عقیدت مندی، قبولیت عامہ اور بخشش ومغفرت کی دلیل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ اُویسی صاحب کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آپ کا فیضانِ کرم ہمیشہ جاری وساری رہے۔ آمین

مفتی محمد اکرام المحسن فیضی

مفتی محمد اکرام المحسن فیضی علامہ منظور احمد فیضی کے پوتے ہیں آپ نامور عالم دین اور کراچی میں خطیب ہیں آپ کو علامہ اویسی سے دلی لگاؤ ہے آپ علامہ صاحب سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں

حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اُویسی صاحب علیہ الرحمۃ کے انتقال سے عالم اسلام ایک عظیم مفسر، محدث، مصنف اور شیخ طریقت سے محروم ہو گیا۔ بلاشبہ آپ مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بے باک ترجمان اور اسلاف خصوصاً حضرت محدث اعظم پاکستان کی امانتوں کے امین تھے۔ فقیر نے آپ کے جنازہ میں اپنے والد گرامی جانشین بیہقی وقت حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد محسن فیضی صاحب مدظلہ کی معیت میں شرکت کی سعادت حاصل کی تھی [illegible]

حضرت مولانا قاری گوہر علی قادری صاحب کے ہمراہ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کی زیارت سے مشرف ہوا تھا۔انجمن ضیاء طیبہ کے سرپرست حضرت قبلہ الحاج سید اللہ رکھا قادری ضیائی، محقق اہلسنت حضرت علامہ نسیم احمد صدیقی صاحب، سید محمد مبشر رضا قادری صاحب تعزیت پیش کرتے ہیں۔دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضرت علیہ الرحمہ کے درجات کو مزید بلند فرمائے اور آپ کا فیض تا قیام قیامت جاری وساری رکھے اور آپ حضرات کو ان کا سچا جانشین بنائے۔آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکبر خان

محمد اکبر خان بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں ڈاکٹر ہیں آپ علامہ اویسی کے عقیدت مند ہیں

حضرت قبلہ محمد فیض احمد اُویسی صاحب کا شمار دُنیا کے اُن عظیم المرتبت علماء ومشائخ صاحبان فہم وبصیرت اور حکماء میں ہوتا ہے جن کی عظمتیں دینی خدمات روحانی احسانات، دینِ اسلام ریت کے ذروں کی طرح شمار ہوتے ہیں، ان کی خدمات عالیہ تا قیامت زندہ وسلامت رہیں گی۔آپ کے وصال کے بعد اہلسنت والجماعت کے تمام قائدین اکابرین، اور متعلقین اپنے آپ کو یتیم محسوس کر رہے ہیں آپ کی پوری زندگی خدمت دین کی ایک انمول تصویر ہے اور رہے گی، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کی روحانی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے مشن کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین کیونکہ آپ نے ساری زندگی نوجوانوں، بزرگوں اور دُنیا کے ضعف العقیدہ لوگوں کے قلوب میں حُب رسول ﷺ کی جو شمع روشن فرمائی ہے وہ تا قیامت ہمارے لئے باعث فخر ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے اس برگزیدہ ہستی کے روحانی مقام میں مزید اضافہ فرمائے، آمین

علامہ سید زوار حسین شاہ بخاری

سید زوار حسین شاہ بخاری پاکستان کے نامور قاری اور جید عالم دین ہیں آپ علامہ اویسی کے شاگرد ہیں علامہ صاحب سے بہت محبت رکھتے ہیں

آپ کا وصال ناقابل تلافی نقصان ہے آپ جملہ علوم وفنون کے بحر بے کنار تھے آپ نے ساری زندگی تدریس وتبلیغ میں صرف کی آپ کے صدقے سے مسلک اہل سنت کو فروغ ملا آپ مسلک حق کے عظیم محافظ تھے آپ کی کثیر تعداد میں تصنیفات وتالیفات منظر عام پر آچکی ہیں آپ نیک دل نیک سیرت حلیم الطبع عالم وصوفی تھے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے دین اسلام سے فیض یاب ہوتے رہتے تھے۔آپ کے زیر سایہ جامعہ میں بندہ کو دو مرتبہ تجوید وقراۃ پڑھانے کا شرف ملا تھا ان دنوں آپ سے کافی معلومات اسلامی نصیب ہوئی اور کافی تربیت ملی، دورہ شریف آپ کے صاحبزادگان بھی شامل تھے لیکن آپ کے بڑے صاحبزادے فخر العلماء حضرت علامہ محمد صالح اُویسی جو آج شہادت کا درجہ حاصل کر کے صحبت فراش ہیں، انہوں نے بہت خدمت کی محبت کی، ان دونوں شخصیات کے اللہ تبارک وتعالیٰ درجات بلند فرمائے اور ان کی قبور کو بقعہ نور بنائے ان کا فیض ہمیشہ جاری وساری رہے، آپ کے صاحبزدگان کو اللہ تعالیٰ اتفاق کی دولت سے سرفراز فرمائے اور اپنے والد گرامی وبرادر اکبر کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین

علامہ سید منظور حسین شاہ بخاری

علامہ سید منظور حسین شاہ بخاری صاحب (خانقاہ شریف بہاولپور) معروف خطیب اور عالم دین ہیں آپ علامہ صاحب کے عقیدت مند ہیں

حضرت علامہ مفتی فیض ملت رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار شریف پر حاضری کا شرف نصیب ہوا اور آپ کی جدائی یعنی وصال مبارک کا انتہائی صدمہ ہے جیسا کہ فرمان ہے عالم کی موت پورے عالم کی موت ہے آپ حضور قبلہ اویسی صاحب تو صرف عالم نہیں بلکہ عالم گر یعنی اُستاذ العلماء تھے اور آپ کی تحریر جو ہے وہ تمام علماء مشائخ عظام کے لئے مشعل راہ ہے آخر میں فقیر کی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فیض ملت کے روحانی فیض وبرکات سے تمام مسلک اہلسنت کو عروج عطا فرمائے اور تمام علماء مشائخ کا سایہ صحت وعافیت سے قائم ودائم رکھے اور بالخصوص آپ کے صاحبزدگان کی عمر علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور اس ادارہ کو یعنی مرکز اہلسنت کو ہمیشہ علوم دینیہ کا گہوارہ بنائے اور تا قیامت آباد وشاد رکھے۔آمین ثم آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

علامہ عبدالعزیز چشتی

علامہ عبدالعزیز چشتی جامعہ غوثیہ ضیاء القرآن حاصل پور کے مہتمم ہیں آپ جماعت اہلسنت حاصل پور کے امیر ہیں آپ علامہ اویسی صاحب کے شاگرد اور علامہ صاحب سے بہت محبت کے جذبات رکھتے ہیں

حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال پُر ملال اہلسنت و جماعت کیلئے ایسا سانحہ عظیم ہے جس کا خلاء قیامت تک پُر نہیں ہوگا، آپ کا فیض عرب وعجم بلکہ دُنیا میں جاری وساری ہے، میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضور قبلہ مفسر اعظم پاکستان کے درجات اخروی بلند فرمائے۔ آمین اور آپ کے صاحبزدگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل کی توفیق کاملہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہنامہ ''الہام بہاولپور''

''آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے''

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدت تک مسند ارشاد وتلقین پر جلوہ افروز ہونے کے بعد رحلت فرما گئے۔ آپ ان نابغہ روزگار شخصیتوں میں تھے جو خال خال دنیا میں پیدا ہوتی ہیں اور جب یہ انسانوں کی بستیوں میں تعلیم تدریس، تحقیق وتصنیف، وعظ خطابت اور علم وبصیرت کی روشنی پھیلا کر راہی ملک عدم ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا زندگی کی لہر تھم گئی اور دلوں کی حرکت منجمد ہوگئی۔ آج حضرت علامہ اویسی کے سانحہ ارتحال کے بعد یوں محسوس ہو رہا ہے بلاشبہ آپ مسلک اہلسنت کے داعی وعلمبر دار تھے۔ علامہ اویسی بہاولپور ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے اہلسنت کے لیے عظیم سرمایہ تھے۔ آپ دوستوں اور شاگردوں کے لیے سرتا پا ایثار ومحبت، دشمنوں کے لیے شمشیر برہنہ، شہنشاہ کونین ﷺ کی غلامی پر نازاں رہے۔

آپ نے یہاں دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ اور سیرانی مسجد کی بنیاد رکھی اور یہاں سے عظیم الشان علمی وفکری خدمات انجام دیکر اسے پوری دنیا کا محور ومرکز بنا دیا علامہ اویسی نے ساری زندگی دین متین کی خدمت کی آپ کی ہزاروں چھوٹی بڑی کتابوں کے مصنف، خطیب اور ہزاروں علماء کے استاد تھے۔ آپ نے جامعہ اویسیہ میں برس ہابرس دورہ تفسیر القرآن پڑھایا جس میں آزاد کشمیر، سرحد، بلوچستان اور سندھ کے دور دراز علاقوں سے طلباء کسب فیض کے لیے آتے اور علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہو کر واپس لوٹتے اور مختلف علاقوں میں جا کر اپنے مکتب فکر کے سفیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے تھے۔ حضرت علامہ مرحوم کے الہام کے بانی مدیر حضرت سید شہاب دہلوی سے گہرے مراسم تھے۔ آپ نے الہام کے مشیر ادارت کی ذمہ داری بھی قبول کر رکھی تھی۔ چنانچہ اپنے مفید وگرانقدر مشوروں سے اکثر ادارہ الہام کو نوازتے رہتے تھے۔ بلاشبہ ان کے انتقال سے اہلسنت میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کو پورا کرنے کے لیے صدیاں درکار ہونگی۔ ادارہ الہام ان کے صاحبزادگان، اور علماء اہلسنت سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے یہ توقع کرتا ہے کہ ان کے صاحبزادگان، متعلقین اور شاگرد علماء حضرات علامہ مرحوم کے مشن کو جاری رکھیں گے۔

(ماہنامہ ''الہام بہاولپور ستمبر ۲۰۱۰ء)

خلاصہ بحث

مضت الدهور و ما اتين بمثله

و لقد اتى فعجزن عن نظر ائه

زمانے گزر گئے اور نہ آیا مثل ان کا اور البتہ آیا تو اپنے نظیر سے عاجز ہو گئے۔

اس دنیا رنگ و بو میں کئی انسان آئے۔ ساری زندگی گوشہ گمنامی میں رہے اور پھر آخرت کی طرف سدھار گئے۔ لیکن کچھ نفوس قدسیہ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوتی ہے۔ جب ایسے عظیم لوگ سفرِ آخرت کی جانب رواں دواں ہوتے ہیں تو زمین و آسمان روتے ہیں ایسی با کمال اور بے مثال شخصیات میں حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ آپ نے ملک بھر میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ ساری زندگی قلم و قرطاس سے تعلق رکھا، احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنی مثال آپ تھے۔ مختلف موضوعات پر ایک دو نہیں بلکہ کم و بیش پانچ ہزار سے زائد تصانیف قلم بند فرمائیں۔ آپ نے نہایت برق رفتاری سے تصنیف و تالیف کے محاذ پر کام کیا۔ آپ کو صاحب تصانیف کثیرہ، مفسر، محدث، مولف، محقق، مترجم، شارح، مناظر، مدرس، شیخ طریقت، واعظ اور ایک مصلح کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

تیرے علمی کارنامے بخشیں گے تجھے دوام

آبِ زریں سے لکھے گا کل مؤرخ تیرا نام

آپ جہاد بالقلم کے غازی ثابت ہوئے ہیں، موضوع خواہ کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو، عام فہم اور آسان انداز میں پیش کرنا آپ کا خاص وصف تھا، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے محبت و شفقت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ نہایت حلیم الطبع خلیق مزاج اور پیکر مہر و محبت تھے، صابر و شاکر اور عجز و انکسار کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو ''مدینے کا بھکاری'' لکھا اور اسی پر فخر کیا، حرمین شریفین کی حاضری سعادت سے کئی بار بہرہ ور ہوئے اور دنیا بھر میں جا کر ''پیغام محبت'' پہنچایا، پھر بھی آپ کو قرار نہ آیا اپنے جذبات کو صفحہ قرطاس پر لایا۔ ماہنامہ فیض عالم جاری فرمایا اور آخر دم تک قلم چلایا۔ میں نے آپ کی قلمی فتوحات کو صفحۂ قرطاس پر لانے کی سعی کی ہے۔ اور یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ اویسی واقعی فیض ملت اور جہاد بالقلم کے غازی تھے۔

فیض مجسم، شیخ القرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی کی ذات بے شمار خوبیوں کی جامع تھی۔ علماء تو بہت ہیں لیکن جو فیض مجسم میں خوبیاں تھیں وہ ناپید ہیں انمیں سب سے بڑی خوبی اپنائیت تھی یعنی غیر کو اپنا بنانے کا گر۔ جو ایک بار ملتا تھا وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ بن جاتا۔ بعض لوگ اس عالم رنگ و بو میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں جس سے پورا زمانہ فیض حاصل کرتا ہے اور ان کے چلے جانے کے بعد نہ صرف پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے بلکہ اہل جہاں تادیر ان کی کمی محسوس کرتے ہیں۔

بچھڑا وہ کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

تو ایسے ستودہ صفات لوگوں میں ہمارے ممدوح مفسر قرآن حضرت علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی ذات ہے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد مسلک و مذہب کی ترجمانی فرمائی اور عمر کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کی خاطر اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و عزت کو اجاگر کرنے میں صرف کیا اور ابدی زندگی حاصل کی۔ آپ کا علم بحر ناپید کنار گوناں گوں خصوصیات کے حامل آپ اسلاف کی نشانی تھے میرے جیسے کم فہم کا آپ کی نورانی سیرت کو بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کی ذات والا صفات سادگی، اخلاص، شرافت، متانت اور دیانت کا عمدہ نمونہ تھی۔ آپ نے عمر بھر مسلک اعلیٰ کے پرچارک کے طور پر کام کیا اور نظریات او مسلک کے حوالے سے کبھی کسی کی رو رعایت نہیں فرمائی آپ جس بات کو حق جانتے اس پر سختی سے جم جاتے اور کوئی بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کے عزم و ہمت اور تصلب کے راستے حائل نہ ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد بار میدان مناظرہ میں کامیابی و کامرانی نے قدم چومے کہ جب اخلاص صداقت اور جذبہ صادقہ شامل حال ہو تو باطل خود بخود

کافور ہا جاتا ہے۔ بار بار حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت بھی خوش نصیب لوگوں کو ہی حاصل ہوئی ہے کیونکہ کعبہ معظّمہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور پھر بار بار حاضری انہیں ہی حاصل ہوسکتی ہے جو مقدر کے سکندر اور قسمت کے دھنی ہوں۔ موجودہ دور میں ایسا کوئی مصنف نہیں دیکھا جس نے اتنی کثیر تعداد میں تصنیفی کام کیا ہو پھر آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے آپ نے تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔ قرآن وسنت سے مزین آپ کے وزنی دلائل کے سامنے سوائے تسلیم کے چارہ نہیں ہے آدمی حیران ہوتا ہے اگر آپ کے نصف صدی سے زائد تصنیفی کام کا جائزہ لیا جائے تو ہر روز کے لئے سینکڑوں صفحات بنتے ہیں یہ تائید ایزدی نگاہ نبوی کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ ترجمہ، تفاسیر، عربی، فارسی کتب کی شرح حدائق بخشش کی پچیس جلدوں میں شرح۔ دیگر کئی کتب تو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں ہذا ماضی قریب میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے بعد آپ مسلمہ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں یہ سچ ہے۔

آپ جماعت اہل سنت میں وہ واحد علمی روحانی شخصیت ہیں جنہوں نے متعدد بار اور متواتر کئی سالوں سے ملک کے گوشے گوشے میں تفسیر پاک کا دورہ پڑھایا ہے کیا سندھ کیا بلوچستان کیا پنجاب یا خیبر پی کے صوبے میں متعدد بار قرآن پاک کے دورہ کے دوران ایسے علمی، ادبی، روحانی، اعتقادی نکات بیان فرماتے کہ سامعین عش عش کر اٹھتے اور ان تفاسیری دوروں میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں خوش نصیبوں نے علم وعرفان کی بارش سے استفادہ کیا ہے اور اپنے علمی اشکال حل کئے ہیں آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے بتاتے ہیں کہ آپ کے پڑھانے کا انداز بڑا منفرد ہے اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ بھی ایسے سہل انداز میں پیش فرماتے کہ سامع مطمئن ہوجاتا اور علم نور سے اپنا دامن بھر لیتا۔ یہ بات شاید سب احباب کو معلوم نہ ہو کہ آپ جہاں اہل سنت کے مایہ ناز عالم دین اور علم کا بہرنا پید کنار اور وقت کے غزالی تھے اس کے ساتھ ساتھ آپ نے دو عظیم آستانوں یعنی سلسلہ اویسیہ اور سرکار اعلیٰ حضرت کے آستانے کے مفتی اعظم حضور علامہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ سے فیض لیا آپ ہر دو سلاسل میں صاحب اجازت وخلافت تھے آپ نے ملک اور بیرون ملک بھی کئی بامراد لوگوں کو اس بار امانت یعنی خلافت سے نوازا حرمین شریفین بھی آپ کے تلامذہ اور خلفاء موجود ہیں اس لحاظ سے ملک اور بیرون ملک آپ نے فیض نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روحانی دنیا میں کافی وشافی فیض پھیلایا۔ اب آپ کے صاحبزادگان والا شان جس انداز سے مسلک و مذہب کی ترجمانی کررہے ہیں امید کی جاسکتی ہے کہ فیض اویسی رضوی انشاء اللہ تعالیٰ عام سے عام تر ہوتا جائے گا۔

آج کل مسلمانوں میں علمی دنیا میں جو افسردگی اور عزائم ومقاصد میں جو پژمردگی چھائی ہوئی ہے اسے دیکھ کر بہت مشکل سے یہ باور ہوتا ہے کہ کبھی ہم میں ایسے لوگ بھی تھے جو علم کی دھن میں براعظم اور سمندروں کا طے کرنا۔ ہزاروں میل پیدل چلنا اور اساتذۂ علم کی خدمت میں حاضر ہونا بڑی سعادت جانتے تھے اور تحصیلِ علم کا حق ادا کرتے تھے۔ مگر یہ تو ہمارے اسلاف کی حالت تھی ہماری حالت تو زبوں سے زبوں تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ اب ہم میں صرف اس کمال کی باتیں ہی باقی رہ گئی ہیں بقول حالیؔ

فضل وہنر بڑوں کے گرتم میں ہوں تو جانیں

گر یہ نہیں تو بابا وہ سب کہانیاں ہیں

جب سے ہم نے علم کی محبت کو دل سے نکال دیا اور اسکی تحصیل میں کوششیں چھوڑ دیں تو نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے مخالفین نے اسے اپنالیا اور آج وہ لوگ جو کہ کل تک ہماری غلامی میں تھے خود حاکم بن بیٹھے مسلمانوں کی خستگی کی بنیادی وجہ اپنے اسلاف کی پیروی سے روگردانی اور علم دوستی سے دوری ہے اگر آج بھی ہم اس کھوئے ہوئے کمال کو پالیں تو عروج وترقی کے فاصلے ہم سے زیادہ دور نہیں۔

ضعف ہولاکھ مگر دشت نوردی نہ چھٹے

حشر تک چاہے مجنوں کی طرح نام چلے

اگر سچی لگن سے اس مقام تک پہنچ گئے تو وہ دن دور نہیں کہ ایک بار پھر پوری دنیا میں مسلمانوں کی ہیبت وعظمت کا پرچم ہر سو لہرائے گا۔

آج بھی اگر مخالفین کے کتب خانوں میں جاکر دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ ان کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں سارا کا سارا علمی اثاثہ مسلمانوں کا ہے لندن لائبریری، آکسفورڈ یونیورسٹی وغیرہ میں آج بھی ہمارے اکابرین کے مخطوطات وکتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ جس سے وہ لوگ بھرپور استفادہ کر

رہے ہیں کیونکہ ہم نے اپنے آئمہ واکابرین کی علمی میراث کو نہ سنبھالا اور رفتہ رفتہ وہ تمام گوشہ گم نامی میں چلی گئی۔ اگر ان کی قدر ہوتی، حفاظت کی جاتی تو آج علمی دنیا میں ہمارا بھی ایک مقام ہوتا۔

دورِ قریب میں امام اہلِ سنّت الشاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ ان کی کتابوں کے بارے میں سوانح نگاروں نے ایک ہزار کی تعداد کو بیان کیا ہے مگر فی الوقت وہ ایک ہزار کہاں گئیں کچھ پتا نہیں سوائے چند کے بقیہ تمام یا تو حوادثاتِ زمانہ کی نظر ہو گئیں یا پھر دیمک کی نظر۔ آج ہمارے مخالفین اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ علمِ حدیث سے عاری تھے۔ وغیرہ وغیرہ اگرچہ یہ ان کی تعصب پرستی پر مشتمل ہے۔ لیکن میرے اعلیٰ حضرت کی اگر علمِ حدیث پر مشتمل تصانیف شائع ہو جاتیں اور یہ مخالفین اسے دیکھ لیتے تو یقین جانیئے یہ اپنی حدایث دانی بھی بھول جاتے اور میرے امام کی فقاہت و امامت کو تسلیم ضرور کرتے۔

الغرض اگر ہمارا یہی طریقِ زندگی رہا تو ہم اس کا خمیازہ کس طرح برداشت کریں گے یہ کہنا اور اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔ لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ ہمارے اکابرین بالخصوص ''علامہ اویسی علیہ الرحمہ'' کی تصنیفی خدمات کو منصۂ شہود پر لائیں اور دینِ متین کی ترویج و اشاعت میں ایک گراں قدر باب کو معرضِ وجود میں لائیں تا کہ جو علمی نقصان ہو چکا اس کی تلافی ہو سکے۔

ماخذ و مراجع

قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	تاج کمپنی لاہور
بخاری شریف	امام محمد بن اسمعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
سنن ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد	
سنن ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد الترمذی	
مسند امام احمد بن حنبل	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل	
تفسیرِ کبیر (جلد1)	محمد ابن عمر فخر الدین الرازی	
الاتقان فی علوم القرآن (جلد1)	امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	کراچی
الاتقان فی علوم القرآن (جلد2)	امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	مکتبہ حقانیہ پشاور
کشف المحجوب شریف (مترجم)	حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری متوفی ۴۶۵ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
غنیۃ الطالبین (مترجم)	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی متوفی ۵۶۱ھ	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
مناظرہ رشیدیہ	علامہ عبدالرشید بن محمد شمسی متوفی ۱۰۸۴ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
الصوفیۃ والتصوف فی ضوء الکتاب والسنۃ	علامہ یوسف الرفاعی	مکتبۃ الاعلان کویت
البحر المحیط (جلد۱)	علامہ ابوالحیان اندلسی	
شرح بخاری عمدۃ القاری	علامہ عینی	
سوانح اویسی	علامہ منشاء تابش قصوری	عطاری پبلیشرز کراچی
مشاہیرِ بہاولپور	سید مسعود حسن شہاب دہلوی	اردو اکیڈمی ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور
مظلوم مصنف	محمد اعجاز اویسی	
یادگارِ فیض ملت	محمد مقصود نوشاہی	فیضِ رضا پبلیکیشنز کراچی
معراج المصطفیٰ ﷺ	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
آداب المرشد والمرید	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ بزمِ اویسیہ ملتان
احسن البیان فی تفسیر القرآن	محمد فیض احمد اویسی	قطبِ مدینہ پبلشرز کراچی
آخری آرام گاہ	محمد فیض احمد اویسی	قطبِ مدینہ پبلشرز کراچی
الفیض الجاری فی شرح صحیح البخاری	محمد فیض احمد اویسی	عطاری پبلشرز کراچی
الحائق فی الحدائق	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
بچوں کو عشقِ رسول ﷺ سکھاؤ	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ غوثیہ کراچی
بچپن حضور ﷺ کا	محمد فیض احمد اویسی	ادارہ تالیفاتِ اویسیہ بہاولپور
بدل جاتی ہیں تقدیریں	محمد فیض احمد اویسی	قطبِ مدینہ پبلشرز کراچی

دلوں کا چین	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
دن تعین کرنے کا ثبوت	محمد فیض احمد اویسی	قطبِ مدینہ پبلشرز کراچی
فیضِ ملت کے رسائلِ طب	محمد فیض احمد اویسی	اویسی بک سٹال گجرانوالہ
فرشتے ہی فرشتے	محمد فیض احمد اویسی	دارالبیان
فیوض الرحمٰن	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
حاشیہ دلائل الخیرات	محمد فیض احمد اویسی	
انطاق المفھوم	محمد فیض احمد اویسی	شبیر برادرز لاہور
محبوبِ مدینہ	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
مجمع البرکات	محمد فیض احمد اویسی	عطاری پبلشرز کراچی
میقات السالکین	محمد فیض احمد اویسی	زاویہ پبلشرز لاہور
نماز کے نقد فائدے	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان
نورالایمان	محمد فیض احمد اویسی	قطبِ مدینہ پبلشرز کراچی
قیامت کی نشانیاں	محمد فیض احمد اویسی	بزمِ اویسیہ رضویہ پبلشرز کراچی
صدائے نوی	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
سفرنامہ انگلینڈ وحجاز	محمد فیض احمد اویسی	عطاری پبلشرز کراچی
سفرنامہ شام وعراق وکربلا معلا	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
شجرہ اویسیہ	محمد فیض احمد اویسی	بزمِ فیضانِ اویسیہ کراچی
شرح ہدایت	محمد فیض احمد اویسی	زاویہ پبلشرز کراچی
تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
تاریخ تفسیر القرآن	محمد فیض احمد اویسی	بہارِ مدینہ پبلشرز کراچی
تصویر کے احکام	محمد فیض احمد اویسی	قطبِ مدینہ پبلشرز کراچی
طبّی مجرباتِ اویسیہ	محمد فیض احمد اویسی	عطاری پبلشرز کراچی
ذکرِ سیرانی	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
ضوءالسراج	محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
علم کے موتی	محمد فیض احمد اویسی	قطبِ مدینہ پبلیشر ز کراچی
مقالہ ''حضرت مولانا فیض احمد اویسی''	عبدالرحمٰن نقشبندی	غیر مطبوعہ
ماہنامہ ''فیض عالم''	عطاالرسول اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
ماہنامہ ''تذکرہ علمائے اہلسنت''	محمود احمد قادری	سُنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد
ماہنامہ ''الہام''	سید مسعود حسن شہاب دہلوی	اردُو اکیڈمی ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور

ماہنامہ ''الحدائق''		میانوالی کامفسرِاعظم پاکستان نمبر،میانوالی
ماہنامہ ''السعید''	سید حامد سعید کاظمی	ملتان
ماہنامہ ''سوئے حجاز''	محمد خلیل الرحمٰن قادری	لاہور
ماہنامہ ''تحفظ''	محمد شہزاد قادری	کراچی
ماہنامہ ''ضیائے حرم''	محمد امین الحسنات	دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف پاکستان
ماہنامہ ''تاجدارِ یمن''	محمد یعقوب اویسی	نارووال
ماہنامہ ''معارفِ رضا''	سید وجاہت رسول قادری	کراچی
نوائے وقت		ہفتہ ۱۰ فروری ۱۹۹۰ء ملتان